Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

578

उर्दू संग्रह

पुस्तक का नाम पारसी और मुसलमान
बही खुदाओं के लिये

लेखक श्री लछमी दास

प्रकाशन वर्ष 1905

आगत संख्या 578

CC-0

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

578
579
580
12
578.U
579.U
580.U

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

578

بنی آدم کے

پارسی، مسلمان، بہی خواہون کیلئے

خاصکر

"جو شخص کہ مہربانی کرنیکی کوشش نہیں کرتا

وہ بیرحم ہے" رسکن

"جو آدمی بوتا ہے وہی کاٹتا ہے" مسز اینی بسنٹ

نوٹ

جیسا کروگے ویسا پاؤگے

دردمندون کو بشارت

تیسری بار

۱۰۰۰ جلد

مسٹر بہشنکر لکشمی داس کے واسطے طبع ہوا

15 متفرق
1-2-88
UMED SINGH MUSADDI LAL & CO.
AMRITSAR

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ओ३म् ।

सा० संख्या ——— पंजिका संख्या 1/90

पुस्तकों पर सर्वप्रकार की निशानियां लगाना अनुचित है ।

कोई विद्यार्थी पन्द्रह दिन से अधिक पुस्तक नहीं रख सकता ।

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

PREFACE.

This is an urdu translation of Mr. Labhshanker Lakhmidas's English pamphlet entitled "Good news for the afflicted" by Mr. Shaik Ziauddin Ahmed Fakhr B. A., of Mohomedan Anglo Oriental College Aligarh. It is a fact well known that a translation does not possess the same beauty as the original but in justice to Mr. Ziauddin I may be permitted to say that this translation surpasses the original itself. He has added a poem of his own composition in the beginning entitled "complaint of ... als in the presence of the Most High :—A poem that touches the heart of the reader directly and excites his feelings of sympathy towards the dumb creation He has also added appropriate couplets here and there in the course of his translation. In fact he has not translated it but transformed it into the original. It is now, so to say, an ornament set with jewels. I cannot conclude without congratulating Mr. Ziauddin on his effort in rendering this into urdu with so much success and hope that the urdu version may successfully serve the purpose for which it is meant.

I am glad to learn from the author that the pamphlet in English was given to the students of the following schools by their Principals an[illegible]nts for study in order to compete [illegible] on the subject.

Aligarh College.
Anjuman-i-Islam High Sch[illegible]
Elphinstone High School.
The New High School
The Fort High School,
The Alexandra Girl School,
The Bengali Girl School,
The Meerut College

580;U
578;U
579;U
CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ओ३म् ।

सा० संख्या ________ पंजिका संख्या 1/90

पुस्तकों पर सर्वप्रकार की निशानियां लगाना अनुचित है ।

कोई विद्यार्थी पन्द्रह दिन से अधिक पुस्तक नहीं रख सकता ।

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

PREFACE.

This is an urdu translation of Mr. Labhshunker Lukl. midas's English pamphlet entitled "Good news for the afflicted" by Mr. Shaik Ziauddin Ahmed Fakhr B. A., of Mohomedan Anglo Oriental College Aligarh. It is a fact well known that a translation does not possess the same beauty as the original but in justice to Mr. Ziauddin I may be permitted to say that this translation surpasses the original itself. He has added a poem of his own composition in the beginning entitled "complaint of ... als in the presence of the Most High :—A poem that touches the heart of the reader directly and excites his feelings of sympathy towards the dumb creation He has also added appropriate couplets here and there in the course of his translation. In fact he has not translated it but transformed it into the original. It is now, so to say, an ornament set with jewels. I cannot conclude without congratulating Mr. Ziauddin on his effort in rendering this into urdu with so much success and hope that the urdu version may successfully serve the purpose for which it is meant.

I am glad to learn from the author that the pamphlet in English was given to the students of the following schools by their Principals an... ...nts for study in order to compete ... ...n the subject.

Aligarh College.
Anjuman-i-Islam High Sch...
Elphinstone High School.
The New High School
The Fort High School,
The Alexandra Girl School,
The Bengali Girl School,
The Meerut College

580;U
578 U
579 U

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مترجمہ

شیخ ضیاء الدین احمد فخر بی۔ اے۔

ایم۔ اے۔ او۔ کالج

علیگڈھ

جون ۱۹۰۸ء

اضافہ

جانوروں کی فریاد باری تعالےٰ سے

بہ تنگ آئے ہیں کرتے ہیں ناتوان فریاد ‏ فلک کے ہاتھ سے فریاد و بیکران فریاد

ستم اوٹھائیں کہانتک کچھ انتہا بھی ہے ‏ یہ ظلم روز کے خلاق دوجہان فریاد

جفا کی کھائی ہے قصابکی چھری نے قسم ‏ ہزار ظلم ہیں ایک جان ناتوان فریاد

کبھی تو کند ہو قصاب کی چھری یارب ‏ تصدق اپنی خدائی کا الامان فریاد

ہمیں بھی چین ملے لطف زندگانی ہو ‏ کبھی تو ہو نہیں ستمہائے جاودان فریاد

میری زبان سمجھتا نہیں کوئی انسان ‏ ہمیشہ جاتی ہیں سب اپنی رائیگان فریاد

جو سنگدل ہیں اونہیں رحم ہی عنایت کر

الٰہی کرتے ہیں تجھسے یہ بیزبان فریاد

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گوشت خوری کے خلاف جہاد

گوشت خوریکی بڑی شدومد سے مخالفت کیجا رہی ہے اور روز بروز ترقی پذیر ہے صرف سمتھ فیلڈ بازار میں سنہ ۱۹۰۱ع میں گیارہ ہزار ٹن گوشت بہ نسبت سن سابق سنہ ۱۹۰۰ع کے کم فروخت ہوا یا یوں کہئیے کہ سابق کے نسبتًا ایسے ایک بازار کیلئے تخمینًا تیس ہزار جانین جو بعد کو غذا کے طور پر استعمال کیجاتی ہیں کم تہ تیغ کیگئیں حالانکہ آبادی میں معقول اضافہ ہو چکا ہے مصلحان غذا کو یہ بات بیحد اطمینان بخش اور ہمت وہ ہے کیونکہ تمام دنیا میں بیزبان جانوروں کی مردہ جسم (لاش) کہانیکے خلاف جوش آئے دن بڑھ رہا ہے جس سے کامل امید ہے اور یقین ہے کہ چند قرون میں مہذب اور تعلیم یافتہ۔ روشن خیال اور خودداری پسند دنیا اس ذلیل عادت سے تائب ہو جائیگی۔

مؤلفہ

رہی حالت اگر روشن دماغی کی یہی تو پھر کوئی دن میں یہہ دنیا بھی جواب آسمان ہوگی

امریکا میں ترقی کی حالت

ممالک متحدہ سے بھی بخشبہ ایسی ہی قابل اطمینان اور ہمت بڑھانیوالے اعداد حاصل ہوئے ہیں۔

"WOMEN'S TRIBUNE." (عورتوں کا اخبار) کا بیان ہے TREASURY.

BUREAN OF STATISTICS. (دفتر خزانہ کے اعداد) سے معلوم ہوتا ہے کہ سال گذشتہ میں سال پیوستہ کی نسبت اندرونی تجارت میں ہرگز نہیں پندرہ لاکھ جانوروں کی کمی پائی گئی۔ گوشت کے ذخیرہ میں ۳۶ فیصدی کی تخفیف ہوئی اور جسقدر کہ گوشت میں کمی ہوئی اسیکے مطابق غلہ کے درآمد میں زیادتی ہوئی۔ اعلےٰ درجہ کے رسالے اور اخبارات کا ایک بڑا حصہ اس امر میں کوشان ہے کہ انسان گوشت خوری سے پرہیز کرنے لگے کیونکہ اسمیں طبی اخلاقی اور روحانی فوائد ہیں۔

ہوٹلوں کی تعداد میں (اگر منا) کیطرح دن دونی ترقی ہو رہی ہے اور ہمارے مغربی بھائی مختلف قسم کے نئے نئے کہانے جنمیں گوشت کی آمیزش نہیں ہوتی اختراع کرتے جاتے ہیں۔ شعر

مولف: ہیں ان باتوں سے صاف آثار پیدا کہ محنت لگی ٹھکانے ہماری

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ناظرین کی خدمت میں التماس

شعر۔ خاک دنیا میں رہوں چین سے دم بھر تسلیم — کہائے جاتا ہی خیال غم عقبیٰ مجھکو

مکرمی (یا مکرمہ) اگر خوش قسمتی سے آپ مخلوق خدا کے سچے ہمدرد اور واقعی پر جوش ہواخواہ ہیں تو میں آپسے ملتمس ہوں کہ براہ بندہ نوازی ان چند اوراق کو بنظر غور ملاحظہ فرمائیے اور اپنے حتی المقدور ان وحشت انگیز مظالم کے دفعیہ کی کوشش کیجئے جو گوشت خوری کیساتھ وابستہ لازمی ہیں اسبات کو میں روز محسوس کرتا ہوں کہ موت میرے سر پر آرہی ہے اور مجھکو خبر نہیں کہ کب وہ دشمن غیبی مجھپر اپنا خیگل مارے اور اس زندگی کی نعمتوں سے مجھے محروم کردے۔

شعر۔ موت کو سمجھے ہیں گبر و مسلمان آئی — روح قالب میں ہے دو روز کو مہمان آئی

اس خیال نے مجھکو اسپر آمادہ کردیا ہے کہ میں مخلوق خدا کو حتی الوسع کسی قسم کی تکلیف اور ایذا نہ پہونچاؤن بلکہ بجائے اسکے اونکے لئے سامان راحت و آسایش کے بہم پہونچانیکی فکر و تدبیر کرون اور اس دار فانی سے رخصت ہونیکے بیشتر حتی الامکان رحم اور عدل کی روشنی کو دور دراز مقامات تک پہونچانیکی کوشش کرون۔ باین وجوہ میں نے یہہ رسالہ اپنے دوستون اور ہمدردی سمجھا مفت شایع کرنیکے لئے طیار کیا ہے اور ملتجی ہون کہ کاش یہہ آپکے دلکو میرے ذکر ... التماس کے قبول کرنیکی ترغیب دے۔

مولفہ شعر۔ کلفت غم سے دل نہ ارہا ہوتا ہے — آپ چاہین تو ابھی کام روا ہوتا ہی

نیازمند

نگرداد

(لابھشنکر لکھشمیداس)

جوناگڈھ۔ انڈیا مورخہ ۷ فروری سنہ ۱۹۰۳ع

M.EDONARO ROD

مسیو ایڈونارڈ روڈ کو جو ایک فرانسیسی مصنف ہیں اور حال میں امریکہ میں ہیں۔ ایک سخت صدمہ پہونچا ہے وہ شکاگو کے مسلخ میں مویشیونکی خونریزی دیکھنے کو گئے تھے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جانورون کو کثرت کیساتھہ ہرطرف ذبح ہوتے ہوئے دیکھکر اونسے نرہا گیا۔ شعر عزیز۔

تماشا جا کے دیکھا قتلگہ مین یہہ شہیدونکا ۔۔۔ یہہ بیجان ہے وہ کشتہ ہے یہہ بیدم ہے وہ بسمل ہے

بے اختیار چلا اوٹھے "الامان یہہ کیا بیرحمی ہے" اسکے بعد وہ فوراً بیہوش ہو گئے تہوڑی دیر تک غشی کیحالت رہی۔ لوگ اونھانسے باہر اوٹھا لیگئے لاضں ار LAFFAN کے ایک تار سے دریافت ہوا کہ اونکے ایک دوستنے جو ہمراہ تھے اونسے اصرار کیا کہ وہ ابھی کچھ اور کشت وخون دیکھین کیونکہ اوسوقت تک خوک کشی انہون نے نہین دیکھی تھی۔ اسکے جواب مین انہون نے نہایت نحیف آواز مین صرف اتنا کہا "بس رہنے دو۔ سخت بیرحمی سے کام لیا جاتا ہے اس سنگدلی کے دیکہنے کو بھی جگر چاہئے"

ٹائمس آف انڈیا مورخہ ۷ امئی سنہ ۱۸۹۹ء

میرے لئے سب سے زیادہ دلخوشکن اور تسلّی بخش خیال یہہ ہوتا ہے کہ خدا کے ذیہوش اور برگزیدہ مخلوق مین سے کسی فرد کی جان اس کرب جانکنی کے عالم مین نذر اجل نہین ہوتی کہ جسپر ہم خوشیان مناتا (جیسے حیوانات کے ذبح ہونے پر کیجاتی ہین۔ یا خدانخواستہ جنگی نعش میری وعنونین روزانہ کام آتین۔

(ڈاکٹر جوشیا اولڈفیلڈ)

میری جائے سکونت کے قریب ایک مذبح ہے۔ ایکدن صبح کو مین اوٹھکر کھڑکی سے جہانک رہا تھا کہ مین نے تین آدمیون کو دیکھا کہ ایک بیل کو قتلگہ کیطرف کشان کشان لئے جارہے ہین۔ اوسکی گردن ایک رسی سے جکڑی تھی۔ ایک شخص دم مروڑ رہا تھا اور دوسرا زدوکوب کررہا تھا۔ تیسرا پیچھے سے ڈنڈے لگا رہا تھا مینے اپنی بی بی کو بلا کر دکھایا اور کہا کہ اگر ان غریب جانورون کو قبل اسکے کہ وہ غذا کی صورت مین دسترخوان پر پیش کئے جائین ایسی سخت اذیتین دیجاتی ہین تو مین ایسے گوشت کہانے سے توبہ کرتا ہون۔ میری بی بی نے میرے ساتھہ موافقت ظاہر کی اور جبتک کہ ہم لوگ بستر سے اوٹھین اوٹھین یہ امر طے ہو گیا کہ ہم گوشت کبھی ساتھہ سے نہ چھوئینگے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مسٹر جارج سومرس - سرجنٹ - پورٹیس بی ورشہر رامپنی کا

(ہیرلڈ آف ڈی گولڈن ایج - ۱۵ مئی ۱۹۰۶ء)

نباتات خوروں کی جماعت کیلئے

یا - سوسائٹی پسند نباتات خوروں کیلئے

سابقہ شمارہ باورچیوں کے نفیس طعام (غذا) کے شیدائی حضرات کو یہ سنکر افسوس ہوگا کہ سوسائٹی کی اکثر خوبصورت اور دلفریب لیڈیاں نباتات خور ہین - چند انہین سے یہہ ہین ایک تو مسز ارل Mrs. Earl جو پہول اور باغوں کے متعلق دلچسپ اور پسندیدہ مضامین لکھتی رہتی ہین. یہہ سوسائٹی کے کاموں مین بڑی مدد کر رہی ہین اور اپنی ہمشیرہ بیوہ لیڈی لٹن اور لیڈی لاک کو اپنا ہمخیال بنالیا ہے - لیڈی ہیلن ونسنٹ (جو سویرے سو رہنے اور سویرے اوٹھہ بیٹھنے" کے اصول کی پابند ہین اور اسکی ایک زندہ مثال ہین) بھی اسمین ہین - لیڈی السکس اور بیگم ڈی میٹر اس جماعت کی دو عالیشان ممبر ہین (زیرکمیٹی) اور حال ہین ڈیوک آف کیمبرج بھی داخل ہوگئی ہین.

اب تو ناسخ بھی ہمارے چاہنے والے ہوئے

اس مقولہ پر ایک سیب روز کھالینا بیماری سے بچنے کیلئے بہترین طریقہ ہے" فیشنبل سوسائٹی مین عملدرآمد روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہے اور بہت سی نوجوان اور بہتر سراج لیڈیاں سویرے نارنگی اور کچھہ ہلکی غذا ایسے جسمین گوشت کیجگہ میوے اور اناج کی آمیزش ہوتی ہے ناشتہ کرتی ہین -

ٹائمس آف انڈیا مورخہ ۴ فروری ۱۹۰۶ء

دردمندوں کو بشارت

میری زندگی سے مایوسی ہوچکی تھی

ہمارے اکثر ناظرین اسبات سے ناواقف ہونگے کہ لیڈی انگلیسی بھی ہماری جماعت کی ایک ممبر (رکن) ہین - اونکی ذات سے اس انجمن کو کثیر نام سے پہونچے ہین کیونکہ وہ اپنی خوش اسلوب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

زندگی کے مثال سے بڑے بڑے کام کر رہی ہین - وہ اپنے نفیس طرز زندگی سے سوسائٹی پر
یہہ واضح کرنا چاہتی ہین کہ بیسوین صدی مین انسانکی خورش کیا ہونی چاہئیے ہم اس موقعہ پر
اوس مکالمہ کا خاص خاص حصہ اقتباس کرتے ہین جو پیرس مین لیڈی موصوفہ اور بنڈیارک والڈ
کے اسٹاف کے ایک ممبر مین ہوا تھا - لیڈی انگلسی عمدہ اور نفیس ترین غذا استعمال کرتی ہین -
وہ ان چیزون کو ہاتھہ سے نہین چہوتین جنکے دیکھنے سے آنکھون کو نفرت اور انسانی طبیعت کو
کراہت معلوم ہو یا جنکے حاصل کرنے مین ذرا سا بھی بیرحمی کا بدنما داغ لگا ہو زمانہ موجودہ کے
نفاست پسند کہانیوالون مین اونکا شمار ضروری اور لازمی ہے -

متذکرہ بالا ممبر کی رائے اونکی نسبت حسب ذیل ہے -

لیڈی انگلسی ایک نہایت حسین نازک اور خوشوضع عورت ہے، اوسکی صورت سے شاہانہ
انداز نمایان ہین - قد موزون اور بوٹا سا ہے - خط و خال مین بیحد آب و تاب ہے نقشہ نہایت
پسندیدہ ہے - آنکھین خوشنما اور نیلی ہین - جسم کی رنگت صندلی ہے جب وہ اپنی ملاقات کے کمرے
مین جو ایک سترہوین صدیکی عمارت تھی بیٹھتی تھی تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اوس سترہوین صدیکی
تصاویر مین سے کوئی تصویر ہے (جو) ری بیٹھی ہوئی ہے / جسوقت مین نے اپنی ملاقات کا
مطلب بیان کیا لیڈی ممدوحہ نے کہا کہ اگر آپکو واقعی میوہ خوری سے کوئی دلچسپی ہے
اور یہہ طریقہ زندگی بسر کرنیکا آپکے نزدیک پسندیدہ ہے تو مین آپکو اوسکے اوس معجزنما اثر سے
آگاہ کرونگی جو در اصل ظہور مین آیا - دور کیون جائیے میری ہی مثال لیجئے - بارہ برس قبل
مین صاحب فرش تھی - اوٹھہ بیٹھہ نہ سکتی تھی یون تو مجھے وجع مفاصل کی شکایت تھی مگر
ڈاکٹرونکی تشخیص کے مطابق مین مجموعہ امراض تھی -

چہرے کا رنگ زرد پڑ گیا تھا جس سے کچھ عجیب بھیانک سی شکل نکل آئی تھی - صرف یہی نہ تھا
میری جسمانی تندرستی خاک مین ملگئی تھی - زندگی نے قریب قریب جواب دیدیا تھا اور مین
قبر مین پیر لٹکائے بیٹھی تھی - مختلف علاج کئے مگر سب بے سود ثابت ہوئے - ایکدن بالکل حسن اتفاق سے

Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایک رسالہ میرے ہاتھ لگ گیا جسکا نفس مضمون یہہ تھا دد گوشت خوری کیوجھہ سے بیماریاں"
اسکے پڑھنے سے طرح طرح کے خیالات میرے دلمین پیدا ہوئے میری ایسی بہت سی مثالین ایسی
درج نہین جنکا علاج صرف گوشت اور شراب خوری سے پرہیز کرنا تھا۔ اور نیز اسپر بھی بحث کیگئی
تھی کہ نفس کی سیری اور ایک بگڑی ہوئی عادت کے آسودہ کرنیکے لیئے گوشت کا کھانا مردہ
خوری سے کم نہین۔ یون انسان جو چاہے خیال کرے مگر حقیقت امر یہہ ہے کہ جسوقت
کوئی ٹکڑا گوشت کا منہ مین رکھا جاتا ہے تو گویا نعش کا ایک حصہ نذر شکم ہوتا ہے۔ نعش بالآخر
نعش ہی ہے۔ کیا کوئی شخص مردار خوری پسند کرسکتا ہے؟ اسکے مطالعہ کے بعد نہ پوچھیئے میری
کیا حالت ہوئی مین ان نفرت انگیز خیالات اور مکروہ الزامات کو اپنے دل سے نہین نکال
سکی اور اوسوقت سے میری طبیعت کو گوشت کیطرف سے رغبت کم ہوگئی بلکہ نفرت پیدا ہوگئی
کیونکہ رسالہ کی موافق گوشت خوری اور مردار خوری مین کوئی فرق نہین اور نہ کبھی کوئی
رہا ہے المختصر مینے اوسیوقت سے گوشت چھوڑا اور میوہ خوری اختیار کی۔ بارہ برس سے
مین پھل پھلاری پر زندگی بسر کررہی ہون۔ گوشت کے ترک کرتے ہی میری حالت
روبصحت ہو چلی اسوقت مین اچھی خاصی اور تندرست ہون۔ حکیم کی اب خدا کی عنایت سے
مجھے ضرورت نہین پڑتی کیونکہ مجھے کوئی شکایت ہی نہین لاحق ہوتی یہانتک کہ معمولی سا
درد بھی تو کبھی نہین ہوتا۔ پیشتر مین دائم المریض تھی ہروقت ڈاکٹرونسے سابقہ رہا کرتا تھا
وجع مفاصل سے مجھے وہ تکلیف تھی کہ جسے اگر مین بیان کرون تو کسی کو اعتبار نہ آئے۔
اب تو ایک لمحہ کیلیئے بھی کسی جسمانی تکلیف کا سامنا نہین کرنا پڑتا مین نہایت آرام سے
مثل ایک لڑکی کے سوتی ہون۔ میری قوت ضبط میرے کسی گوشت خوار رفقائی سے کم نہین
بلکہ زیادہ ہے۔ مجھے کامل یقین ہے جیسا مین نے ابھی آپسے بیان کیا کہ جسوقت مجھے یہ رسالہ
ملا تھا مین لب گور تھی، اسکی بدولت مین اب بالکل صحیح وسالم ہوگئی۔ لیڈی انگلیسی نے
اسکے بعد مجھسے اوس بیوہ کی دعوت کا ذکر کیا جو گذشتہ سرما مین لیڈی آگسٹس پگیٹ نے شہر روم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مین دی تھی - لیڈی پیگیٹ ایک نہایت پرجوش ممبر میوہ خور جماعت کی ہے جسکے اصول کی اشاعت مین اوسنے حقیقی نسوانی سرگرمی کا ایک اعلی نمونہ بتلایا - اوسنے اپنے اٹلی کے باورچی سے اپنا منشا ظاہر کیا - اسنے ایک ایسا مینو HSRM طیار کیا جسمین مطلق - گوشت یا مرغ کی شمولیت نہ تھی اور جو بیس تلون مزاج اور بعض مشہور خوش خوراک مہمانون کیلئیے کافی تھا - دعوت کے خطوط تقسیم ہوئے - ہر کارڈ کے بائین جانب نیچے کے کنارہ پر "دمیگیر،، کا لفظ چھپا ہوا تھا جس سے صرف دعوت کی غیر معمولی حیثیت کا پتہ چلتا تھا "دمیگر،، کے معنی تو ہر شخص جانتا ہے کہ اوس دعوت کو کہتے ہین جسمین گوشت کی قسم سے کوئی چیز نہو لیکن اگر کوئی مہمان اس خلاف دستور بات پر کچھ اعتراض کرتا تھا تو اس مسئلہ پر کوئی زیادہ گفتگو نہین ہوتی تھی - کھانے سب نہایت مزیدار پکے تھے اور بڑی نفاست اور تکلف سے چنے گئے تھے - ہر مہمان نے اسکو تسلیم کرلیا کہ لیڈی پیگیٹ کی دعوت ذائقے اور نفاست کے لحاظ سے فصل کی تمام ضیافتون سے کہین بڑھی چڑھی رہی - اس دعوت کیوجہ سے بہت سے لوگ گوشت خوری سے تائب ہوگئے اور اسطرح ان دو لیڈیون کو اپنے اصول کی اشاعت کا خاطر خواہ موقع ملا -

ہیرلڈ آف دی گولڈن ایج - دسمبر سنہ ۱۹۰۲ع

نتائج بی انتہا (ضرورت سے زیادہ) قابل اطمینان ثابت ہوئے

شعر کیا کیا نہ دل کو پہلے تھین بی اضطرابیان — امید سے زیادہ ہوئین کامیابیان - مولفہ

میرا ذاتی تجربہ حسب ذیل ہے - آٹھ سال ہوئے (جبکہ مین نے اپنی عمر کے چالیسوین سال مین قدم رکھا تھا) کہ مین نے ڈاکٹر ہیگ کی کتاب "URIC ACID AS AN FACTOR INTHE CANSATION OF DISEAS" پڑھی جسکے دیکھنے سے مین نے گوشت خوری کو یہانتک کم کر دیا کہ ہفتے مین صرف نصف سیر کھاتا تھا اس تخفیف کا نتیجہ یہہ ہوا کہ درد سر کا جو دورہ ہوا کرتا تھا جاتا رہا - ساتھ ہی

Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اختلاج قلب اور وجع مفاصل کی شکایتونسے جو کئی سال تک مجھے رہین رفتہ رفتہ رہائی ملگئی تین برس ہوئے کہ اخلاقی وجوہ سے گوشت کھانا پینے بیکلخت ترک کردیا ہے نتیجہ صرف اطمینان بخش ہی نہین بلکہ اس سے بھی زیادہ ہوا۔ URIC ACID کے علامات بالکل غایب ہوگئے۔ رفتہ رفتہ مین تندرستی اور طبیعت مین ایک قسم کی فرحت و تازگی محسوس کرنے لگا جو میرے عالم طفولیت کی یاددہانی کرنیوالی تھی۔ پیشتر جب کبھی مین عرصے تک کوئی جسمانی یا دماغی مشقت کرتا تھا تو ایک خستگی سی معلوم ہوتی تھی اب وہ بات نہین ہی سابق کی بہ نسبت اب بہت کم تھکتا ہون اور اگر کچھہ تھکن ہوتی بھی ہے تو بہت جلد رفع ہو جاتی ہے۔ بمقابلہ پیشتر کی بیماری سے مقابلہ کرنیکی قوۃ مجھمین اب کہین زیادہ ہی۔ ثبوت کیلئے اسقدر بتلانا ہی غالبًا کافی ہوگا کہ پہلے میرے لئے کچھہ دستور سا ہوگیا تھا کہ اودہر جاڑے شروع ہوئے اور ادہر نزلے اور زکام نے میرا ناک مین دم کرنا شروع کیا۔ نزلہ بھی کوئی معمولی نزلہ نہین ہوتا تھا بلکہ ہفتون پیچھا نہین چھوڑتا تھا۔ مگر گذشتہ دو سال کے عرصہ مین مجھے صرف دو بار زکام ہوا اور وہ بھی دو ہی تین دن کیلئے اس بارہ میل کے حاطہ مین کم سے کم بیس ایسے آدمیون سے واقف ہون جو گوشت سے تائب ہو چکے ہین۔ (اونمین اکثر وکلا۔ کاریگر اور دو ڈاکٹر ہین) انکے تجربے بھی میرے ہی سے ہین ان لوگون کو اپنی جسمانی صحت مین ایسی ترقی محسوس ہوئی ہے کہ اونہون نے یکدل ہوکر یہہ عہد کرلیا ہے کہ پھر دوبارہ گوشت خوری کبھی نہ اختیار کرینگے۔ ایسے اگر کوئی یہہ کہتا ہے کہ انسان بغیر گوشت کے غذاون کے استعمال سے فربہ اور بودا ہو جاتا ہی۔ اوسکے جذبات ساکت ہو جاتے ہین اور وہ بیماریکے مقابلہ کی قوت نہین رکھتا تو وہ صرف ہنستے ہین کیونکہ اونکے تجربہ تصدیق کی جگہ اوسکی تردید کرتے مین۔ یہہ محض خام خیالی ہے۔ اسکی کوئی بنیاد نہین۔

رابرٹ ایچ پرکس۔ ایم ۔ ڈی۔ پرکس اف ناد۔ سی۔ ایس۔ سکند

(ہیرلڈ آف دی گولڈن۔ ایج۔ ستمبر ۱۹۰۲ء)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میری صحت میں نہایت ترقی ہوئی

شعر- تنگدستی اگر نہو سالک   تندرستی ہزار نعمت ہے

آج سے دس برس قبل جب میں ملک (یا دیہات) کی سیر کر رہی تھی (گھوم رہی تھی) تو خواہ مخواہ ایک جانور کی جو ذبح کیا جا رہا تھا چیخنے کی آوازیں میرے گوش زد ہوئیں اور مجھے ایسا معلوم ہوا کہ وہ رحم کیلئے فریاد کر رہا ہے - انسان بھی اوس سے زیادہ دردناک لہجہ میں جان بخشی کی التجا نکر سکتا تھا - یہہ سنکر اول مرتبہ میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا اور میں نے خود اپنے سے سوال کیا کہ کیا انسان کو کوئی اخلاقی حق ایسی ناشایستہ اور قبیح فعل کرنیکا حاصل ہے ؟ نباتات خوری کو کبھی میں نے اس نظر سے نہ دیکھا تھا کہ وہ تندرستی کی قایم رکھنے والی اور رحم کے اصول کو مدنظر رکھنے والی ہے مگر جب میں نے اوس جانور کی آوازوں کو سنا اور لوگوں کو اوسکی لاش ٹکڑے ٹکڑے کرتے دیکھا تو میں یہہ خیال کرنے سے باز نہ رہ سکی کہ وہ لوگ جو ایسے شنیع افعال کے مرتکب ہوتے ہیں جانوروں سے بھی کہیں زیادہ بیرحم اور سنگدل ہوتے ہیں -

شعر- آدمیت گر نہو انسان میں   فرق ہی پھر کیا رہا حیوان میں - مولفہ

بعدہ جب ایک حصہ اوسی لاش کا غذا کی شکل میں دسترخوان پر لاکر رکھا اور مجھسے اوسمیں شرکت کیلئے کہا گیا تو میری آنکھوں میں پھر وہی نظارہ پھرنے لگا - مجھے وہی درد انگیز سین نظر آنے لگا اور وہی دلگداز فریادیں میرے کانوں میں پھر گونجنے لگیں - اوسی وقت سے میں نے عہد کر لیا کہ گوشت کبھی نہ کھاؤنگی اور توبہ کر لی - شروع سات مہینے تک جبکہ میں نے قریب قریب گوشت خواری ترک کر دی تھی میری صحت میں خوب ترقی ہوئی اور میرے دوستوں کو مجھے پھر اصلی حالت میں دیکھکر تعجب سا ہوا کیونکہ پھر میں ویسا ہی موٹی تازی نوی ہوگئی تھی - لیکن ایک خراب شدہ بگڑی ہوئی عادت کے روباصلاح کرنے میں مجھے سخت دقتیں پیش آئیں - اسکی اصلی وجہ یہہ تھی کہ اپنی سوسائٹی سے ان ارادونکی تکمیل میں -

Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مجھے مطلق مدد نہین ملی مجھسے ہمیشہ گوشت کھانیکا اصرار کیا جاتا تھا اور کھانیکے وقت وہ برابر میرے دسترخوان پر رہا کرتا تھا - لہذا مجھے کئی بار آزمایش کرنی پڑین جب جاکر مین کہین ایک مستقل سبزی خور ہونے مین کامیاب ہوئی جبکہ گوشت کی مجھے بالکل خواہش باقی نہین رہی

سینٹ پال - مسز میرا - ای - وُدی -

روجیٹرین میگزین (نباتات خورونکا رسالہ) شکاگو - نومبر ۱۹۱۶ء)

درد سے رہا ہونے کی خوشی

شعر - قدر صحت پوچھئے جاکر کسی بیمار سے — زندگی پر لطف ہے گر درد سے آرام ہو - لمؤلفہ

جسمانی مریضون کو - جو درد سے شفا چاہتے ہین اس سے بڑھکر کوئی شئے امید دلانیوالی اور ہمت بڑھانیوالی نہین ہے کہ انکی کسی ایسے شخص سے ملاقات ہوجائے جو خود بھی کبھی انہین کیسی حالت مین رہ چکا ہو - جسنے خود انہین مصائب کا سامنا کیا ہو جسکا وہ کر رہے ہین اور جو اب بالکل تندرست اور صحیح وسالم ہو - مجھے جو تجربہ ایک مصلح شایستہ اور انسانی غذا کے استعمال سے ہوا ہے اوسکے اظہار کرنے سے میرا اصلی مطلب اور دلی خواہش صرف ایسے ہی حضرات کی امداد سے ہے ایک عرصہ دراز تک مین ایک سخت تکلیف دہ مرض مین مبتلا رہا - مجھے URIC ACID (یعنی سنگ مثانہ کی بیماری کی شکایت تھی جسکی وجہ سے بعض اوقات ایسی سخت تکلیف ہوتی تھی کہ میرا تمام چہرہ پسینے سے تر ہوجایا کرتا تھا اور زبان تالو سے لگ جاتی تھی (قوت ضبط - و استقلال ہی سے مین اپنے دنیاوی فرایض کو انجام دیتا رہا اور اسبات کی کوشش کرتا رہا کہ جہانتک ممکن ہو اپنی شکایتونکو اپنے دوستون اور ملنے والون سے پوشیدہ رکھون - اکثر زندگی مجھے وبال معلوم ہوتی تھی اور بسا اوقات اپنے روزمرہ کے کام کو بھی مین بمشکل پورا کرسکتا تھا - ایک عرصہ تک مین اس مرض سے پریشان رہا - بہت سی ڈاکٹرون کو دکھایا جنکے علاج سے پہلے تو کچھ آرام ہوجاتا تھا - مگر فوراً پھر اپنی اصلی حالت پر آجاتا تھا - وقتاً فوقتاً نسخہ بدلے جاتے تھے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یہانتک کہ بالآخر وہ میرے لیے پانی ہوگئی اور میرے حق مین بالکل غیر مفید ثابت ہوئی۔ اور
دوا دینے کے تمام کل ڈاکٹر "جابس کمفرٹ" کی استعمال کی فہمائش کرتے تھے جسکا مطلب یہ تھا کہ مین کبھی کلی
شفا پانیکی امید نکرون۔ جو کچھ حکیمون کے اختیار مین تھا وہ یہ تھا کہ درد کی شدت کو کم کردین یا کبھی کبھی رفع کردین
اس سے زیادہ اونسے توقع کرنی فضول تھی جن جن ڈاکٹرونسے مینے رجوع کیا سبھون نے سخت غذا تجویز کی زیادہ تعجب اس
امر کا ہے کہ سب نے یہی بتایا کہ غذا مین نرم گوشت۔ مچھلی اور روٹی کی شمولیت ہونی چاہیے بعضون نے
ترکاری اور میوہ جات سے قطعی پرہیز کرنیکو کہا۔ کئی سال تک مین برابر اسی غذا کا استعمال
کرتا رہا جو کچھ حکیمون نے صلاح دی تھی اوسکا پورے طور سے پابند رہا کیونکہ میرا ذاتی
تجربہ اونکی تشخیص کی تصدیق کرتا تھا۔ اُن لوگونکی یہ رائے تھی کہ مین اس قابل نہ تھا کہ میرا معدہ
ترکاری اور میوے ہضم کرسکے اور جب کبھی مین بھولے سے کھا لیتا تھا تو واقعی مجھے ایک قسم کی
گرانی معلوم ہوتی تھی اسکے بعد جب میرے اخلاقی جوش مین ترقی ہوئی اور مین اسبات پر
مجبور ہوا کہ کوئی ایسی غذا نکھاؤن جو بے رحمی سے حاصل کیگئی ہو۔ مگر ڈاکٹرونکی رائے تھی یہی
کہ ترکاری وغیرہ پر میرا زندہ رہنا محال تھا۔ مرض کی شکایت اور درد کا دورہ بدستور قایم رہتا ہے
آخرکار یہ معاملہ حد کو پہونچگیا اور مجھے خیال ہوا کہ ایک بہت خوفناک واقعہ کچھ عرصہ مین پیش آنیوالا ہے
جس سے بچنے کی مجھے ذرہ برابر بھی امید دکھائی دیتی تھی۔ کچھ دنون بعد مجھے گولڈن ایج کی جماعت
(انجمن) کے ایک پرجوش ممبر سے ملنے کا اتفاق ہوا جسنے کہ مجھسے وہ کل سختیان جو گوشت
کی تجارت مین برتی جاتی ہین اور اس سے وابستہ ہین بیان کین۔ ان باتون سے مین ابتک
قریب قریب بالکل ناواقف تھا۔ اوسی ساعت سے مین نے ارادہ کرلیا کہ پھر کبھی گوشت
نکھاؤنگا۔ تندرستی کا کچھ کبھی خیال نکرونگا مین زیادہ تکلیف اوٹھاتا اور درد برداشت
کرنا کرونگا کیونکہ اسوقت تو مجھے یقین تھا کہ میوے اور ترکاریکے استعمال سے مجھے نہایت
نقصان پہونچیگا۔ اور مین بہت کمزور ہوجاؤنگا۔ مگر ہرچہ بادا باد۔ اسطرح ڈاکٹرونکی زرین
اور معقول صلاحین میرے لیے نقش بر آب تہین مینے اونکی بھی کچھ پروا نکی اس کاروشنا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اوس کان اوڑادیا۔ میوے اور ترکاری مین برابر کھاتا رہا اسمین نرم گوشت یا مچھلی کی مطلق آمیزش نہوتی تھی۔ اور نہایت صبر کے ساتھہ ضعف کا منتظر رہا۔ مگر آجتک مجھے کسی طرحکی کمزوری کا احساس نہوا گو دو سال کامل گذر چکے ہین۔ سبزی خوری کے پہلے ہفتے کے آخر مین معمولی درد کا ایک دورہ ہوا لیکن پیشتر کی بہ نسبت تکلیف کم ہوئی۔ اور تہوڑے عرصے کے بعد جسمانی تکالیف کا بار جو اتنے عرصہ تک میرے سر پر رہا اوتر گیا اور اب دو سال سے مین اوس خوشی کا اندازہ کر سکتا ہون جو ایک صحیح و سالم انسان کو ہوتی ہے۔ ترکاریان اور میوے جو گوشت کیساتھہ کھانیکی وجہ سے ہضم نہین ہوتی تہین اب میری خاص غذائین ہین اور بآسانی ہضم ہو جاتی ہین۔ لیکن صرف اتنا ہی نہین ہوا جسمانی تکالیف کے دفع ہونیکے ساتہہ ہی تمام چیز جو حرارت اور غصہ کہ درد کے لازمی نتیجے ہین۔ آگیا تھا۔ جاتا رہا۔ اور دماغ کو ایک سکون آمیز آرام حاصل ہوگیا۔ روح نے جو جسم کی تکالیف کیوجہ سے پریشان تھی پھر اپنے پر۔ (بازو) قلم کئے جس سے مسرت اور خوشی مین اور زیادتی ہوئی۔ مین اسکو اب اپنا حق سمجہتا ہون کہ اپنے تجربے اور تحریر سے غذا کی اصلاح مین مدد دون کیونکہ مجھے کامل یقین ہے کہ مین اپنا وقت صرف کرنے اور اثر ڈالنے سے بہت سے آدمیون کو درد اور مصیبت سے رہا کرنیکا ایک ذریعہ (باعث) ہونگا۔ علاوہ اسکے اسیوجہ سے وہ دن بھی غالباً جلد آئیگا (آمین) جب جانور بھی اذیت اور عقوبت کے شکنجون سے آزاد ہو جائینگے۔

(ہیرلڈ آف دی گولڈن ایج ۵ اجنوری سنہ ۱۹ء۔ جیمس آلن

دوسرے دردمندونکے فائدے کیلئے

مصلح غذا کے استعمال نے جسمین خوشی کی انتہا نہین ہوتی۔ جو برکتین کہ میری زندگی کو عطا کیبن مین وہ اسقدر ہین کہ مین اپنا فرض سمجہتی ہون کہ اوس فطرتی جھجک کو۔ جو ہر انسان کو ابتدا مین کسی امر کو پبلک کے سامنے پیش کرنے وقت ہوتی ہے۔ دور کر دون۔ اور اپنی شہادت دوسرے دردمندون کے فائدے کیلئے پیش کرون۔

CC-0. In Public Domain.

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

شعر - حیوان بھی ساتھ دیتی ہیں حیوان کا وقت   وہ کیا بشر ہی جو کہ نہ آئے بشر کے کام   لمؤلفہ

دس سال تک میں بالکل ڈاکٹروں کے ہاتھہ میں رہی باری باری بہت سے مشہور حاذق حکیموں کا معالجہ کیا جنھوں نے کہ میرا علاج پرانے طریقہ سے کیا اور تکلیف دہ جراحی سے کام لیا مگر میرے اندرونی مرض کو جو کہنہ ہو چکا تھا کوئی فائدہ نہیں ہوا زندگی مجھے وبال معلوم ہوتی تھی - خانگی فرائض کو بھی میں انجام نہیں دے سکتی تھی ۱۹۰۴ع کے قبل سات برس تک میں (حمام کی کرسی) پر گھومتی رہی - کیونکہ مشکل سے شاید قدم بلا تکلیف چل پھر سکتی تھی ۱۹۰۴ع کے موسم خزاں میں میں اپنے شوہر کیساتھہ ایک لکچر سننے کو گئی جہاں ہمکو یہہ معلوم ہوا کہ یہہ ممکن بھی نہیں بلکہ مفید بھی ہے کہ انسان بغیر گوشت کھائے بسر کرے - اسباب کے معلوم ہونے سے ایک زبردست خیال ہمارے دل میں یہہ پیدا ہوا کہ جانوروں کو مویشی گاڑی اور مسلخ میں کسقدر سخت تکلیفیں اور اذیتیں دیجاتی ہیں - ہمنے یہ طے کرلیا کہ قصابی اور گوشت خوری واقعی ناجائز ہے - ہم اسیوقت سے تائب ہوگئے اور عہد کرلیا ہے کہ اب ہمارے لب کسی مخلوق خدا کے خون یا گوشت سے آلودہ نہوں گے ہم اپنے ارادہ پر قایم ہیں -

میری تندرستی میں فوراً ترقی ہونے لگی اور چھہ ہی مہینے کے اندر میں اس قابل ہوگئی کہ اپنی (غسلخانہ کی کرسی) فروخت کرڈالی - میرے کمزور اعضا میں رفتہ رفتہ قوت آتی گئی اور خانہ داری کے مشغولیت سے جو ایک خوشی ہوتی ہے اوسکا حاصل کرنا میرے لئے ممکن ہوگیا اب میں اس قابل ہوں کہ دو زنگ تک سکوں اور بائیسکل پر آرام سے چڑھ سکوں - گذشتہ چار سال کے عرصہ میں ہمارے خاندان کے کسی شخص کو کسی قسم کی ڈاکٹری علاج کیضرورت نہیں ہوئی - اور نہ ہم میں سے کسی متنفس کو ایکدن کے لئے بھی بستر بیماری پر لیٹنا پڑا - ہم لوگ نہایت خوشی تندرستی اور اطمینان کے ساتھہ زندگی بسر کرتے ہیں - ہماری قوت دماغی اور جسمانی بہت زیادہ ہوگئی ہے اور میں تو بلا کسی خستگی کے گھنٹوں برابر

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پڑھ سکتی ہوں قبل اسکے دس منٹ لگاتار پڑھنے سے میرے سر میں درد ہونے لگتا تھا۔ اسلیئے غذا کی اصلاح میں جو امداد کہ میں کر سکتی ہوں اوسکا دینا میں اپنا حق سمجھتی ہوں کیونکہ میرا تجربہ اسکے لیے مجھے مستحق کرتا ہی۔ اور مصیبت زدہ لوگوں کو ایک آسان اور فطرتی طریقہ علاج کرنیکا بتانا میں اپنے اوپر فرض خیال کرتی ہوں۔ خاصکر میں مریض لیڈیوں پر یہ امر واضح کردینا چاہتی ہوں کہ قبل اسکے کہ وہ روزافزوں لیڈی ڈاکٹروں سے مشورہ کریں جنسے رجوع کرنیکی اونکو مجبوراً ضرورت لاحق ہوتی ہی یہ بہتر ہوگا کہ وہ خالص اور تازگی بخش غذا کا استعمال کریں اور پھر اگر فائدہ نہو تو ڈاکٹری علاج کریں۔ اس بیش بہا نسخے کے عوض جو تکلیف دہ تجربوں کے بعد حاصل ہوا ہے اگر پندرہ برس قبل معلوم ہوتا تو میں اپنا کل مال جو اسوقت میرے قبضہ میں ہوتا دینے میں دریغ نکرتی میں اس علاج کو دوسروں کے فائدے کیلیئے پیش کرتی ہوں اور امید کرتی ہوں کہ صرف اسلیئے کہ مفت حاصل ہوئی ہے لوگ اوسکو کم قیمت نخیال کرینگے۔

ہیٹی۔ ای۔ ہیرو

ہیرلڈ آف دی گولڈن ایج۔ ۱۵ جون ۱۹۰۶ء

موت بہتر ہے اسکے کہانے سے

ایکروز اوسکا گذر کسی مسلخ کے قریب ہوا۔ اُسوقت اسے اُن ناگفتنی اذیتوں کا خیال جو صدی بصدی سال بسال بلکہ روز بلاناغہ بیزبان جانوروں کو قتلگاہ میں دیجاتی ہیں پیدا ہوا اور اسنے اپنے دلمیں پھر یہ سوال کیا کہ آیا وہ یا کوئی شخص جو ان مظالم کا ذمہ دار ہو ایسی ستمرانی کا کوئی جائز حق رکھتا ہی۔ اوسنے وہاں کھلے میدان میں ایک بھیڑ کو قصائی کی چھری کے نیچے دیکھا جو اسوقت ذبح کیگئی تھی۔ ایک لمحہ تک اوس غریب کے جسکے جسم کا کوئی ریشہ نظر آتا تھا کہ جانکنی کی تکلیف سی حرکت نکرتا ہو۔ تڑپنے کو دیکھتا رہا۔ اس واقعہ نے اوسکے دلپر بہت اثر کیا۔ کیا وہ مخلوق خدا کو کسی بربر طریقے سے ناقابل بیان عقوبتیں پہونچا سکتا تھا بالآخر اوسنے یہ نتیجہ نکالا کہ اوسکا مدعا ایسی چیزوں سے پرہیز کرنا یا کم سے کم اوسکی کوشش کرنی تھی اور اگر اسمیں اسی خاطر خواہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کامیابی ہونو موت کو اوسپر ترجیح دے اوسوقت سے وہ اپنے فیصلہ پر کاربند ہوا۔ اوسنے اپنے ارادون کو کسی پر ظاہر نہین کیا اور نہ کسی سے مشورہ کیا تھے کہ بی بی اور بچون سے بھی تذکرہ نہین کیا مگر آخر کو انسانی ہمدردی نے اپنا زور دکھایا اور اس خیال نے اوسپر ایسا غلبہ کیا کہ اوسنے اپنے گھر جاکر بیان کیا کہ آج سے مین خدا کے پیدا کئے ہوئے جانورونپر اپنا پیٹ پالونگا اوسوقت اوسے گوشت ترک کئے ہوئے کئی سال ہو چکے تھے اوسکو یہ فخر حاصل تھا کہ برمنگھام کے نباتات خورونکی سوسائٹی کی صدارت کا اعزاز اوسکو دیا گیا تھا۔ جسکے لیے وہ بہت مشکور تھا

جسوقت سے کہ اوسنے اپنی زندگی کا دار و مدار صرف ترکاریونپر منحصر رکھا تھا اوسے کسی کی جان لینے کا (جانکنی) موقع نہین ملا۔ کوئی غیر خوش آیند نتیجے نہین بھگتنے پڑے۔ اکثر لوگ اوسکا تمسخر اوڑاتے تھے لیکن اوسنے کبھی کسی کی پرواہ نہین کی۔ اوسپر طنز کرتے تھے مگر وہ خدا کا سچا بندہ بجائے ناخوش ہونیکے خوش ہوتا تھا۔ غرضکہ وہ کسی نقصان مین نہین رہا۔ اوسکی صحت پہلے سے کہین اچھی تھی حالانکہ حقیقت امر یہ ہے کہ اوسنے کام کبھی کم نہین کیا دماغی اور جسمانی محنت وہ پیشتر کی بہ نسبت نہایت آسانی اور اطمینان کیساتھ کر سکتا تھا۔ جسوقت کہ اوسنے یہ طریقہ غذا کا استعمال کیا تھا گو وہ بہت کم عمر تھا جیسے بعض اوسکے ہم مشرب تھے۔ اوسکو بھی سخت مخمصون اور دشوار کاموں کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ جسکی وجہ سے خیال کیا جاسکتا ہے کہ وہ مضمحل اور خستہ ہو گیا ہوگا لیکن اوسکو اس طرز زندگی سے کوئی ضرر نہین پہونچا بلکہ اکثر پایدار فائدہ حاصل ہوئے جس سے وہ بیحد خوش تھا اتنا ہی اوسکے اوسے اسکے اظہار کرنے مین بھی ذرا سا تذبذب نہین ہوتا تھا کہ اگر نتیجہ برخلاف ہوتا تو بھی اسکو اپنی جان سلامت رکھنے کیلیے خدا کے پیدا کی ہوئی دوسری جانونکے تلف کرنیکا کوئی مجاز نتھا۔ یہ باعث تھا جو اوسنے اپنا طریقہ زندگی اور طرز عمل بدلدیا۔ ایسے وہ سوچ سوچکر خوش ہوتا کہ وہ بھی اس بڑی سوسائٹی کا ایک رکن تھا۔ اب وہ اس وسیع میدان مین جہان ہم رہتے مین نہایت آرام و اطمینان سے بسر کرتا ہو اسخیال سے کہ وہ اپنے ارد گرد کے لوگونکی زندگی پیشتر کی بہ نسبت عشرت خیز اور مسرت آمیز

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بنانیکی فکر کر رہا ہے - اب وہ بلا تردد یہہ خیال کر سکتا ہے کہ اوسکی ذات کیطلیے کوئی بہیڑ ذبح نہیں ہوتی تھی - کسی جاندار کی جانکنی کے عالم میں چلانیکا باعث وہ نتھا اور نہ کبھی تفریح کی غرض سے کسی چڑیا کا وہ شکار کرتا تھا - اوسکے ہاتھ آلودگی سے پاک تھے اوسکا قلب صاف تھا اور وہ اس امر میں کوشان تھا کہ دوسری مخلوق خدا کی زندگی کو بھی اپنی ہی مانند مبارک اور خوش آیند بنائے -

شعر - ہر اک کی مشکلین آسان کیجے - جہانتک ہوسکے احسان کیجیے مولفہ

اختصار از رپورٹ اڈریس (لکچر) ریورنڈ جیمس اسٹریٹ صدر جلسہ سالانہ ویجیٹرین سوسائٹی مینچیسٹر - روز دوشنبہ مورخہ ۲۲ اکتوبر سنہ ۱۸۹۷ء

ایک انگریز لڑکے کا تجربہ

اسمین کوئی خاص تعجب انگیز بات کا ذکر نہین ہے تاہم مجھے امید ہے کہ آپکی اس سے دلچسپی ہوگی اور آپ کو یہہ معلوم ہوگا کہ بغیر جانوروں کا اپنی خورش کیلیئے خون ناحق کیئے ہوئے کسطرح انسان آرام سے بسر کر سکتا ہے اور لطف زندگی اوٹھا سکتا ہے - اور آخر ماہ مئی سنہ ۱۸۹۶ء مین مین نے نباتات خوری شروع کی - اوسوقت کوئی ایسی وجہ اسکے اختیار کرنیکی میرے ذہن مین نہ تھی جو مجھے اب معلوم ہے - تبدیل غذا کے خیال سے سبزی خوری کو مین نے ایک عمدہ خورش سمجھکر پسند کیا - اصلیت تو یہہ ہے کہ یہہ صرف ایک لیڈی کا - جو اس (درمیان) زمانہ مین ہمارے یہان مہمان تھی - کہ نہاین نے یکایک گوشت خوری ترک کر دی مگر مجھے کسی قسم کی تکلیف یا خرابی نہین معلوم ہوئی - میری والدہ نے جنکو ڈاکٹر ایبن کے علاج سے بہت فائدہ ہو رہا تھا اونسے دریافت کیا کہ گوشت کا چھوڑ دینا اونکے لئے مفید ہوگا یا نہین - ڈاکٹر صاحب نے بلا تامل اسکی صلاح دی اور ہم لوگون نے سبزی خوری شروع کر دی - کم و بیش ایک ماہ کے بعد میری ورزشی حالت مین کچھ فرق ظاہر ہونے لگا خصوصاً سائکلنگ مین جسمین مجھے ہمیشہ دلچسپی رہی - (مطلب یہہ ہے کہ مین ورزش کرنیکے لئے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

زیادہ لایق ہو گیا ۔ اس ورزش کی مشق سے مجھے کبھی خستگی نہیں معلوم ہوئی اور نہ کبھی میرے
ساتھ پیر ڈھیلے ہوتے ہیں ۔ اگر میں بہت زیادہ دیر تک اس شغل کو جاری رکھوں ۔ اسکے بعد
میں نباتات خوری کے متعلق کتابیں پڑھنے لگا جسمیں مجھے بہت لطف آتا تھا اور بڑی مدد
ملتی تھی میرے بڑے بھائی نے بھی انکا مطالعہ شروع کیا اور اونہوں نے بھی ہماری طرح عہد
کر لیا ۔ اب ہم تینوں نباتات خوری ہو گئے ۱۸۹۶ع میں میں نے تعلیم سے فراغت پائی اور اب انجینیرنگ کا
کام پیٹر بارو میں سیکھ رہا ہوں ۔ میں دس گھنٹے تک دماغی اور جسمانی محنت کرتا ہوں ۔ اسمیں
۱½ گھنٹے قبل از ناشتہ کے بھی شامل ہیں اسکے بعد میں دو گھنٹے تک کچھ کھیلتا رہتا ہوں یا باغبانی
کی قسم سے کوئی کام کرتا ہوں کبھی کبھی تفریح کی غرض سے بائیسکل پر سیر کرنے چلا جاتا ہوں اسکے بعد
میں ہمیشہ سوتا ہوں اور ۱۰ بجے سے صبح تک نہایت آرام کی نیند سوتا ہوں میں نے سات آٹھ آدمی
اور اپنے جیسے بنائے ہیں اور مجھے امید ہے کہ ابھی کچھ اور لوگ میرے پیرو ہو جاوینگے قبل اسکے کہ
میں اپنا کام یہاں ختم کروں ۔ کرسٹوفر جے ۔ ینگ ۔ (عمر ۱۸ سال) اورلنڈا بیٹن ۔

(ویجیٹیرین اینڈ آور فیلو کریچرس ۔ پیٹر برو انگلنڈ)

ایک شراب خوار کی شہادت

ذیل کی شہادت ایک جنٹلمن کی ہے جو ہنگفورٹ کا باشندہ ہے اور جو FMDHOME
ANDEAROE میں شایع ہوئی تھی درج ہے ۔ مجھے اسکا یقین ہے کہ نباتات خوری
تندرستی کیلئے بہت مفید ہے میرا یہ بھی خیال ہے کہ میرے حق میں تو یہ آب حیات ثابت ہوئی ۔
میری اخلاقی اور جسمانی حالت کی اصلاح اسی سے ہو گئی میں شرابخوری کی عادت اس کثرت سے
پڑ گئی تھی کہ اکثر میں نالے سے نکالا جاتا تھا مجھے سخت خفت ہوتی تھی اور بعید از وقت معلوم ہوتا تھا ۔ حتی الامکان بچنے کی
کوشش کرتا تھا مگر جسقدر میں بچنا چاہتا اوسیقدر اور زیادہ شراب پیتا تھا چنانچہ میں نے
اپنے مرض کو لا دوا سمجھ لیا خوش قسمتی سے نباتات خوری کا خیال میرے دل میں پیدا ہوا ۔ جس سے
نہیں کہ مجھے اوسکو کوئی خاص اعتقاد تھا بلکہ شروع شروع میں تو اسپر زندہ رہنا مشکل معلوم ہوتا تھا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لیکن آخری کوشش سمجھکر مین نے اسے اختیار کیا اور بہت جلد نشہ کی غیر فطرتی خواہشات مین کمی محسوس ہونے لگی رفتہ رفتہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ مین اس عادت کو بالکل ترک کر سکتا ہون جس سے مجھے بیحد خوشی ہوئی کئی سال سے مین نے ایک قطرہ اس مکروہ چیز کا نہین پیا۔

(ہیرلڈ آف دی گولڈن ایج ۱۵ ستمبر ۱۸۹۸ء) —

شعر

جسنے کہ لکھا اوسکو نہایت ہی وہ رویا ۔ آنسو مرے حالات کی تحریر سے ٹپکے

مینے مرجانا پسند کیا

مین سن شعور کو پہونچ چکی تھی جب مینے پہلی بار ایک ٹرین مویشی سے بھری ہوئی دیکھی جسکا نقش ابتک حافظہ مین برقرار ہے اور اوس بہت اثر سین کو خیال سے دور نہین کر سکتی ہون۔ بیکا کیا ذکر بیچارے بیزبان جانور اس کثرت سے گاڑی مین بھر دیئے گئے تھے کہ وہ مشکل ہی جنبش کر سکتے تھے جسطرح کہ جہاز والے جہاز کے چپہ چپہ کو بھرا ہوا چاہتے ہین اوسیطرح چھوٹے بچھڑے بڑے جانورون کے نیچے باندھ دیئے گئے تھے یہ اگست کے مہینے کا واقعہ ہے جسوقت کہ گرمی انتہا کی پڑ رہی تھی غریب بے بس پسینے سے شرابور تھے زبانین نکل پڑی تھین اور پیٹ ڈھک گئی تھین اور خوف سے کان تنے تھے جب انہون نے مجھے گاڑی کی دراز سے اپنی بھوری بڑی اور سرخ (خون آلودہ) آنکھون سے دیکھا تو رہائی کیلئے فریاد کرنے لگے چھوٹے چھوٹے بچھیڑون اور مویشیون کی دردناک اور دل ہلا دینے والی آوازون کو مین تو نہین بھول سکتی بعض نیچے گر پڑے تھے جو کھڑے تھے وہ اونہین روندتے تھے۔ اکثر کی سنگین ٹوٹ گئی تھی اور خون جاری تھا بڑے بڑے زخم کے گھاؤ رگڑ کی وجہ سے پڑ گئے تھے جنہین کثرت سے مکھیان بیٹھی ہوئی تہین بندہے جکڑے ہونیکی وجہ سے بیچارے ہنکا بھی نسکتے تھے یہ نظارہ دیکھکر مین نے عہد بھی کرلیا کہ آئندہ کبھی گوشت کے استعمال سے اس شیطانی تجارت مین مدد نکرونگی اوسدنسے مین نے بڑے جانورون کا گوشت کھانا چھوڑدیا۔ مگر مرغ۔ مچھلی۔ چڑیا وغیرہ کچھ عرصہ تک کھاتی رہی۔ کیونکہ انکو مین انسانی غذا سمجھتی تھی اور جانتی تھی کہ رحمدلی کیساتھ ذبح کیے جاتے ہین! مین ایسی جگہ رہتی تھی جہان سبزی خوری کا نام تک مین نے کبھی نہ سنا تھا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مگر مجھے تہوڑے ہی دنوں مین معلوم ہو گیا کہ مرغ اور مچھلی وغیرہ کے ساتہہ بھی بڑا جابرانہ برتاؤ کیا جاتا ہے - اوس وقت سے میرے شوہر اور مین نے قطعی گوشت سے پرہیز کرنیکا ارادہ کر لیا ہے چند مہینے تک تو گوشت کی رغبت قایم رہی اور میرا بہت جی چاہتا کیا میرے احباب مجھسے کہتے تھے کہ مین بہوکون مرجاونگی یا تو مجھے گوشت کہانا ہوگا یا جان جائیگی - موت مجھے اچھی معلوم ہوتی ہے بہ نسبت اسکے کہ کسی کی جان خدا واسطے لینے مین مین بھی شریک ہون - رفتہ رفتہ گوشت کی خواہش جاتی رہی لڑکپن سے مجھے وجع مفاصل بدہضمی اور اوسکے لواحق بیماریونکی شکایت تھی یہہ معلوم کر کے مجھے بیحد تعجب ہوا - اور خوشی ہوئی کہ گوشت کے ترک کرنے سے بجائے اوسکے کہ کوئی جسمانی نقصان ہو میری عرصہ دراز کی ابتر حالت سنبھل چلی جسکو کہ ڈاکٹرونکی دواؤن سے کسی قسم کا فائدہ نہین ہوا حالانکہ سالہا سال تک مین معالجہ کراتی رہی -

(ہیرلڈ آف دی گولڈن ایج ۱۵ جنوری سنہ ۱۹۰۱ع) لیڈیا اے - آئرس -

مین کیون پرہیز کرتا ہون

سب سے بڑی وجہ میری نباتات خوری پسند کرنیکی یہہ ہے کہ مین دوسری جاندار چیزون کو اپنی ذات کیلئے تکلیف دینا اور ہلاک کرنا نہین چاہتا - مین اسکو ہرگز گوارا نہین کر سکتی کہ اورونکی جان پر اپنی شکم پری کرون - علاوہ اسکے میرا اعتقاد ہے کہ "گولڈن رول" (زرین قانون) حیوانون پر بھی ویسا ہی عائد ہوتا ہے جیسے انسان پر اور میرا خیال ہے کہ اصلی انسانی ہمدردی - اعتدال - صفائی قلب اور صحت بغیر گوشت کی غذا ترقی کو کرتی ہین - زندگی کی بہت سی خوبیان میری نظرون سے پنہان ہوجاتی ہین جب مین یاد کرتی ہون کہ حیوانون کے حقوق کسطرح سے نظرانداز ہو برباد کئے جاتی ہین موسم سرما مین جب ہم بستر استراحت پر آرام کرتے ہین تو ہزار ہا مویشی بیدانہ نہین ہوکے اور جاڑے کے مارے پڑے رہتے ہین - شعر - لمؤلفہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دوشالہ اوڑھ کے سوتی ہو تم تو مخملو نمین — خبر نہین کہ گذرتی ہے کیا غریبون پر۔

اونکی سینگین توڑ دیجاتی ہین جس سے کہ اونکو اوس سے کہین زیادہ تکلیف ہوتی ہے
جو آنکھون کے نکالنے سے ہو اور پھر نہایت سنگدلی کیساتھ گرم لوہے سے داغ دیجاتی ہین
اونکی دردناک فریادین جو یہہ گاڈیہ نہیر کرتے ہین نہایت جگرخراش ہوتی ہین۔ بگر۔

شعر۔ بے نصیبونکی کون سنتا ہے — کیجئے کس امید پر فریاد

مسلخ مین لاتعداد جانورونکا بلا تخصیص تکلیفین پڑے رہنے دینا موجودہ تہذیب کو داغ
لگاتا ہے۔

(ہیرلڈ آف دی گولڈن ایج جنوری ۱۹۰۳ء ایمیری ایس ہاورڈ۔)

شعر
آواز بھی کوچہ مسلخ سے ہے آتی — ہوتا ہے جدا بند سے جب انکا یہان بند

کسقدر وحشت انگیز اور مکروہ سین تھا

اگر کوئی گوشت خور شخص (مسٹر جی۔ ال۔ بنجلی ہمراہ اونکے محکمہ کے فرائض کے انجام
دہی کے وقت ڈیونشیر کو جائے تو وہ فوراً تائب ہوجائے اور نباتات خوری اختیار کرے
وہ مجسٹریٹ کے کلرک (محرر) تھے اور اسلئے اوتھیں مسلخ مین اون نعشون کے معائنہ کیلئے
جانا پڑتا تھا جنمین ناسور زخم یا اور کسی قسم کی بیماری ہوتی تھی اسواسطے کہ یہہ گندہ
اور خراب گوشت غذا کے طور پر مستعمل نہو۔ اگر گوشت کھانیوالے اس نظارہ کو دیکھین
تو وہ ضرور کہین کہ "ہم اس نہایا غذا کو ہرگز نہ کھائینگے۔ مذہبی اصول ہیگو کہ اسکا کھانا
ممنوع ہو مجھے اسکا تو کچھ خیال نہین مگر جو چیز کہ میری صحت کیلئے مضر ہوگی کم سے کم اس لحاظ سے
مین اوسکو کبھی نکھاؤنگا۔ ایکطرف وہ معائنہ کررہے تھے دوسریطرف جانور ذبح کئے جارہے
تھے وہ چیخ رہے تھے اور لوگ اونکو رسیون سے باندھ کر آہنی حلقہ کیجانب کھینچ لیجاتے
تھے ہتھوڑے سے اونہین مارتے تھے۔ اور اگر کبھی ہاتھہ خالی جاتا تو ضرب پر ضرب
لگاتے یہانتک کہ اونکا کام ہوجاتا!

شعر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مرتے دم بھی سانہہ تھی برگشتگی تقدیر کی خلق پر پھر پھر گیا تھا خنجر جلاد کا

ان باتون کا اظہار خلق اللہ پر ضروری ہے۔ جو لوگ گوشت کھانا پسند کرتی ہین انکو ذبح کی کارروائیون کے پوشیدہ رکھنے کا کوئی مجاز نہین۔ فی الواقع تو وہ ہین کیونکہ

قتل کرتا ہے اشارہ ہے ترے عاشق کو مار حکم سلطانی ہی خونریزی عمل جلاد کا

اونکو دیکھنا اور جاننا چاہیئے کہ مسلخ کی دوزخمین کیا ہوتا ہے۔ حیوانونکا خوف اور اضطراب ذبح شدہ جانورونکی حالت جو بجنسہ ویسی درد اور تکلیف کا اظہار کرتی تھی جو انسان کو نزع کے عالم مین یا ایسے وقت ہوتی ہے۔ دوسرے موت کے منظر ونکی دہشت۔ خونکی بو یہہ سب ایسی عبرت انگیز باتین نہین کہ جنکے سننے ہی سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہین۔ ہر ایک مجسٹریٹ کو باری باری جانا پڑتا تھا۔ بعضون نے تو ایکبار جاکر پھر انکار کر دیا اور ایک نے تو کہا کہ دو مین اسے برداشت نہین کر سکتا۔ آخر مرتبہ سب مین گیا تو کئی روز تک بیمار رہا۔ مین گوشت کو ہاتھ سے نہ چھو سکتا تھا۔ وہی مکروہ اور وحشت انگیز سین آنکھون مین پھر جاتا تھا۔ گوشت خوار حضرات کو بھی اس قتل اور ذبح کی کارروائی سے نفرت اور کراہت معلوم ہوتی تھی۔ وہ اسکے دیکھنے یا تذکرہ کرنے سے حتی الامکان پرہیز کرتے تھے۔ سال بھر بلا ناغہ یہہ قصابی جاری رہتی۔ کیا کوئی سچا عیسائی ساکت بیٹھا رہ سکتا ہے اور اوسکے کہنے کا استحقاق رکھتا ہے کہ دو مجھے کوئی پروا نہین کہ دنیا مین کیا ہو رہا ہے۔ کیا کیا ظلم کئے جاتے ہین اور کیا کیا تکلیفین دیجاتی ہین۔ دوسرون کو اس ناشایستہ حرکت کی ترغیب دینا گویا اونکو جسمانی اور اخلاقی مضرت پہونچانی ہے۔ گوشت خورون کو یہہ یاد رکھنا چاہیئے کہ قصاب بھی انسانی طبیعت رکھتے ہین وہ بھی آدمی ہی ہین۔ لیکن اونکو بشری خیالات کو ہمو کرنا پڑتا ہے۔ کسطرح ؟ اونکو کثرت سے شراب پلا دی جاتی ہے جو ان پاکیزہ خیالات کو پاس پھٹکنے نہین دیتی اور تب ایسا مکروہ فعل ان سے سرزد ہوتا ہے۔ جو لوگ کہ اپنے دسترخوان پر گوشت کا رکھا اور اوسکا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

استعمال روا رکھتے ہین اور وہ اس الزام سے بری نہین ہوسکتے کہ اونکی بھی اس جرم مین شراکت ہے کیونکہ اونہین نے قصاب وغیرہ کو اس قبیح امر پر معمور کیا ہے جسمین ایسی ایسی وحشتناک حرکتین ظہور مین آتی ہین اور جسکی وجہ سے اوسکی روحانی اور جسمانی حالتون کو سخت صدمہ پہونچا ہے (یا جسنے اوسکی روحانی - اخلاقی اور جسمانی حالتون کو ذلیل اور خراب کر دیا ہے) مسٹر بنجلی نے گوشت خورون کو اونکے مذہب علیہ اور انسانی ہمدردی کا واسطہ دیدیا کہ وہ اس سے توبہ کرین اور اپنے خون آلودہ ہاتھ دھو ڈالین اور عہد کرین کہ پھر وہ کبھی اس شیطانی تجارت کی چیزون کو استعمال نکرینگے۔

(وجیٹیرین مسنجر دسمبر ۱۹۰۳ء)

مین نے نباتات خوری کیون اختیار کی

بیس برس قبل مجھے ہر طرح کی - عام کمزوری کی شکایت تھی اپنے خاندانی ڈاکٹر مرحوم مسٹر ... آف بمبئی کے مشورہ سے مین نے مقوی دوا کا استعمال عرصے تک جاری رکھا اونہین کے ایما سے مین نے کئی مجرب نسخون کا بھی استعمال کیا اونسے عارضی نفع ہوتا اور پھر میری حالت پہلے سے بدتر ہو جاتی - آخرکار میری خوش قسمتی سے چند کتابین نباتات خوری پر میرے ہاتھ لگ گئین اونکو پڑھکر مین نے مسٹر پانڈے سے جو بمبئی مین رہتے ہین اور اس اصول کے جوشیلے پیرو ہین مشورہ کیا اور آزمایش کے طور پر ترکاری کھانی شروع کر دی - رفتہ رفتہ مین نے گوشت کھانا بالکل ترک کر دیا اور میری صحت آہستہ آہستہ اچھی ہوتی گئی - مرغ مچھلی اور گوشت کے چھوڑنیکی کچھ مہینے بعد انڈے کھانا بھی جاتا رہا اور گذشتہ سترہ سال سے مین بالکل سبزی (ترکاری) پر زندگی بسر کرتا ہون - اسی پر میری تندرستی قایم ہے - اس غذا کے باعث مین اپنی روحانی اخلاقی - دماغی - اور جسمانی حالتون مین ترقی پاتا ہون صحت کے خیال سے مین نے گوشت کھانا چھوڑا تھا مگر اب تندرستی کا خیال اوسقدر نہین جتنا کہ انسانی ہمدردی کا ہے اور جسکی وجہ سے مین نباتات ...

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

خورہ بنا ہوا ہوں ۔

بمبئی مورخہ فروری ۱۹۱۴ء ۔ دادا بہائی ۔ ڈی ۔ جساوالا

"رحم اور صحت کی روشنی کسطرح پھیل رہی ہے"

(ماخوذ از ہیرلڈ آف دی گولڈن ایج پندرہ جنوری ۱۹۱۴ء)

ایک لیڈی صاحبہ ابلنگ سے رقم طراز ہیں کہ کسی شخص نے مجھے "دی ہیرلڈ" کرسمس کارڈ کے طور پر بھیجا ۔ میرے پاس جتنے کارڈ تھے اونہیں سب سے زیادہ خوشنما اور خوبصورت یہی تھا ۔ یکم جنوری سے میں نے سبزی خواری اختیار کی ۔ براہ عنایت ہدایت نامہ GUIDE BOOK بھیج دیجئے ہمارے پاس اکثر خطوط آتے رہتے ہیں جنہیں اون کاموں کا ذکر رہتا ہے جو ہمارے اشتہارات کے (تالیفات) ذریعہ سے بغرض اور سچائی کیساتھ انجام پارہے ہیں اور جنکی اشاعت کیلئے کوئی نمایشی کوشش نہیں کیجاتی بطور نمونہ ہم حسب ذیل نقل ایک خط کی دیتے ہیں :-

"ایکسال کا عرصہ ہوا کہ میں ڈربی کے عام کتب خانہ FREE LIBRARY میں بیٹھا تھا اتفاق سے میں نے "دی ہیرلڈ" اوٹھا لیا ۔ مجھے فوراً اس سے دلچسپی پیدا ہوگئی اور اوسوقت سے میں راہ راست پر آ رہا ہوں ۔ کسی قسم کا گوشت میں نہیں چھوتا ۔ میری صحت میں بہت ترقی ہوئی ہے اور میں اپنے میں ایک نئی آزادی محسوس کرتا ہوں جیسے کسی ندانیکو نصیب ہوئی ہو میری والدہ کو پہلے میری اس طرز زندگی کیوجہ سے کچھ تردد و پریشانی تھی مگر اب وہ بخوشی میری مدد کرتی ہیں اور خود بھی گوشت سے پرہیز کرتی ہیں ۔ میں آپکی نئی GUIDE (ہدایت کی کتاب سے) بہت محظوظ ہوا جسکے پاس یہہ کتاب ہوگی وہ کبھی غلطی (غلط راستہ پر) نجائیگا خداوند عالم آپکی زندگی میں برکت دے کہ اس نئی صدی میں عرصے تک غذا کی اصلاح میں مدد کرسکیں ۔"

(ماخوذ از وجیٹیرین مورخہ ۷ جون ۱۸۹۹ء)

ڈاکٹر انا کنگسفورڈ کی نادر تصنیف "دی پرفکٹ وے" نے بھی میرے دل پر بہت اثر کیا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اسنے مجھے اپنے نباتات خوری ہونیکے ارادہ مین اور بھی مستقل کر دیا۔ لیڈی مصنفہ نے اوسمین ایک دلسوز باب جانورونکی مصیبتون پر لکھا ہے جسمین ان بیچارونکی ایک مقام سے دوسرے مقام تک لیجانیکی تصویر کھینچی ہے جسے پڑھکر دل بے قابو ہوجاتا ہے۔ لیڈی ملٹ۔

(ماخوذ از ہیرلڈ آف دی گولڈن۔ ایج۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

قریب چودہ مہینے سے مینے مرغ اور گوشت کھانا بالکل چھوڑ دیا ہے۔ کچھ عرصہ سے مچھلی بھی نہین کہاتا ابتدا مین بھی جب کبھی ان غیر جانورونکی غیر ضروری مصیبتون اور تکلیفون پر غور کرنیکا مجھے موقع ملا ہے تو مجھے نہایت درجہ افسوس اور پشیمانی ہوئی ہے جبتک کہ مینے ایک مضمون موسومہ بہ "ایک شرمناک قصہ" نہین دیکھا مین برابر گوشت کھاتا رہا مگر اس مضمون کو پڑھکر مینے یکلخت ترک کردیا اور عہد کرلیا کہ قصابی اور اوسکی لازمی مظالم مین مدد نکرونگا۔ میرے تائب ہونیکی وجہ سے میرے خاندان کے اور لوگ بھی میرے ہمخیال ہوگئے۔ میرے والدین اور دو ہمشیرون نے بھی میوہ خوری اختیار کرلی۔ میری یہ دلی تمنا ہے جو روز بروز بڑھتی جاتی ہے کہ مین اپنی مثال اور پند و نصایح سے اسکی اشاعت مین امداد کرون۔

(مسٹر ہری دینا)

گوشت خوری کے مخاطرے۔

فرض کرو کہ ایک کسانکی ایک گائے دودھ کم دیتی ہے۔ اوسے کھانسی بھی آتی ہے اوسکے مالک کو (کسان) یہ خیال ضرور ہوگا کہ جسقدر جلد ممکن ہو اوسے علیحدہ کردے۔ جو پہلا قصاب اوسے خریدنا چاہیگا۔ اوسکے ہاتھ فروخت کر ڈالیگا اور خود یون سستے چھٹ جانے سے خوش ہوگا۔ اب قصاب اوسے ذبح کریگا اور اسکو اوسکے دل اور جگر مین بیماری کی کچھ علامتین دکھائی دینگی۔ وہ کیا کرسکتا ہے۔ قیمت تو ادا ہی کرچکا ہے۔ کیا اپنے دام یونہی پھینک دیگا اوس سے ہرگز یہ توقع نہین چاہئے کہ وہ اپنے پیسے اسطرح ضایع کریگا۔ سوا اوسکے اور اوسکے مددگارون کے کسی شخص نے اون حصون کو نہین دیکھا جہان بیماری کی علامتین

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پائی جاتی نہیں وہ گوشت خواہ مخواہ بیچیگا اور صدہا آدمی بھوکے مرینگے اور کباب بنا کر اوسکو وہ اکیلے نہیں کھا سکیگا نتیجہ یہ ہوتا ہی کہ دو ہی ایک مہینے بعد کسی نوع خبر یا نوجوان مرد یا عورت کو بھیڑے کا کوئی عارضہ شروع ہوتا ہے مگر اسکا الزام کیسے عاید ہو سکتا ہے قصابوں اور کسانوں وسیقدر گنا ہگار ہیں جیسا وہ خود بلکہ زیادہ تر اوسپر جو اپنے پیٹ کی اولاد کو کھلا رہی ہی۔ جو لوگ کہ گوشت خوری کو جاری رکھتے ہیں جسکی وجہ سے اکثر مہلک عوارض کے پیدا ہونیکا خوف ہے وہ حضرات بھی بری الذمہ نہیں ہو سکتے۔ کیا گوشت خوری کی اخلاقاً حمایت ہو سکتی ہی۔ یا اخلاقاً جایز ہی۔

مسٹر سٹینلی۔ ایچ بیرڈ

میں اُن لوگوں سے جنہیں کچھ بھی انسانی حمیت یا ہمدردی ہے نہایت زور سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے حتی الامکان ڈاکٹر انا کنگسفورڈ کی عالمانہ اور قابلانہ تصنیف موسومہ بہ "THE PERFECT WAY IN DIET" کی اشاعت دیں جسمیں لایق مصنفہ نے نہایت قابلیت اور دلائل سے اُن عوارض پر بحث کی ہے جو گوشت خوری کے سبب سے پیدا ہوتی ہیں اور یہ بھی دکھایا ہی کہ کسطرح نباتات خوری سے وہ رفع کئے جا سکتے ہیں قیمت صرف ایک شلنگ ہے اور اس پتہ سے ملسکتی ہی۔ سکرٹری وجیٹرین۔ سوسائٹی۔ مینچسٹر یا منیجر جراگ پرنٹنگ پریس ہیور داس اسٹریٹ فورٹ بمبئی۔ ال۔ ال۔

غربا کے لڑکے

لندن کی نباتات خوروں کی جماعت ایک بہت قابل ستایش کام کر رہی ہی۔ لندن کی افلاس زدہ اضلاع کے غریب بچوں کو بہت سستی غذا بہم پہونچائی جاتی ہی۔ دو بڑے مرکز تقسیم کرنیکے لئے قایم کئے گئے ہیں۔ ایک تو ٹیمس کرین میں۔ اور دوسرا سنڈسی میں۔ دونوں لنگروں میں... ۲۵ ہر ایک میں اسیقدر آدمیوں کیلئے کھانا روزانہ پختہ اور تقسیم ہو سکتے ہیں حسب ذیل غذائیں ایک آنہ کو ملتی ہیں۔ ایک پیالی چٹنی۔ آدھ سیر شوربا جسمیں غلہ ترکاری مٹر اور ساگ وغیرہ کی شمولیت رہتی ہی۔ ایک انگوری ٹکیا۔ ایک ٹکڑا کشمشی۔ یا انگوری پوڈین د حلوہ) کا مفلس لوگوں کو اسطرح یہ سبق دیا جاتا ہی کہ میوہ خوری سب سے عمدہ غذا ہے اور اسمیں کفایت بھی ہوتی ہی کم خرچ و بالا نشین کا مضمون نہیں صادق آتا ہے۔ بچوں کے بچوں کی جاڑے میں اسی سے پرورش ہوتی ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہین خلائق دوست اور خیر خواہ بنی انسان سے چندہ کی درخواست کرتا ہون۔ کیا
امداد کیضرورت ہے رقم چندہ مس نکلس (لندن وجیٹرین ایسوسئیشن - ۱۶ فرنگٹن اسٹریٹ
لندن سی) کے پاس بھیجنی چاہئیے - کہانا قیمتاً دیا جاتا ہے - لیکن کام کرنیوالے
مزدوری اور کہا بیکا صرف فیاض طبع حضرات کو بہم پہونچانا چاہئیے۔

(ہیرلڈ آف دی گولڈن ایج - جنوری سنہ ۱۹

دہشتناک مظالم جنکے قصے وارہندوستانکے گوشت خوار بھی

کبیٹرین جو موضع بندر این دوسرے مقامات سے لائی جاتی ہین وہ تین روز تک سفر کیجانے
ریل گاڑی پر بغیر خوراک کے بند رکھی جاتی ہین - (ٹائمس آف انڈیا - مورخہ ۴ مئی سنہ ۱۹

مسٹر شراف نے اپنے دوران بیان مین کہا کہ ۳۱ جنوری کو وہ مسٹر - بون اور دیگر
اور اشخاص کے ہمراہ ڈواری بندر گودس اسٹیشن" کو گئے - وہان اونہون نے ایک گاڑی
مویشیو ن سے بھری ہوئی پلیٹ فارم پر کھڑی دیکھی یہہ گاڑی نالی گانٔو سے آئی تھی اور اوسکے
باہر کیجانب نوٹس کے طور پر لکہا تھا کہ اوسمین آٹھ گھوڑے یا دس یا بوونکی جگہ تھی مگر جب انہون
اندر دیکہا تو معلوم ہوا کہ ۲۷ مویشی نہایت تنگی سے اوسمین بھرے ہوئے تھے - فرش نہایت
خراب حالت مین تھا گر دکی انتہا نہ تھی ایک بیل گر پڑا تھا - اوٹہنے کی کوشش کرتا تھا مگر جگہ کی
تنگی کیوجہ سے دوبارہ کھڑا نہو سکتا تھا - دوسرے جانور اوسکو کچلے ڈالتے تھے اور دبائے
دیتے تھے - اندر سخت گرمی تھی - جب باہر نکالے گئے تو سب کمزور معلوم ہوتے تھے اور مشکل سے
قدم اوٹھا سکتے تھے - اکثر تو اونکے لاغر ہوئے تھے - جو بیل کہ گر گیا تھا وہ تو کھڑا ہی
نہین ہو سکتا تھا - اوسکا سارا بدن کانپ رہا تھا۔

(ٹائمس آف انڈیا مورخہ ۷ فروری سنہ ۱۹۰۶ء)

رنگون کا ایک اخبار لکہتا ہے کہ ۹ ستمبر کو ایک بند گاڑی وہان پہنچی - جب وہ کہولی گئی تو
۱۰۰ بکر یونکی لاشین برآمد کیگئین - یہہ بیچارے مظلوم جانور PROME (پرومہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایک ہی جادرجہ مین سب کے سب بھر دیے گئے تھے - آگے پیچھے صرف دو کھڑکیان ہوا آنیکے لئے تہین ڈاکٹری معائنہ سے معلوم ہوا کہ حبس دم کیوجہ سے سب کی سب مرگئین -

بہت زمانہ نہین ہوا کہ ایک بھینسا جو ٹونگو سے لایا گیا تھا یوزونڈنگ کے اسٹیشن پر گاڑی سے باہر جست کر آیا اور کئی آدمیون کو زخمی اور ہلاک کرڈالا - ہمکو معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ یہہ جانور ٹونگو سے ایک کھلی ہوئی گاڑی پر لایا گیا تھا - گھنٹون آفتاب کی تمازت مین رہا - دھوپ کی شدت اور تشنگی کے سبب سے یہہ دیوانہ ہوگیا تھا -

(ٹائمس آف انڈیا مورخہ ۳ اکتوبر ۱۹۰۳ع)

ہم نہین کہہ سکتے کہ (R.S.P.C.A LONDON) سوسائٹی کے حکام پر حسب ذیل واقعہ کے دیکھنے سے کیا اثر ہوگا مرغ اور مرغابیون کے جھابے جو یہان سے بمبئی کے بازار و مین آتے ہین تب سے انہین کے کثرت سے بھرے ہوتے ہین اور گھنٹون اسٹیشن پر رکھے رہتے ہین - جہان انکی کوئی خبر گیری نہین ہوتی - جبتک کہ بمبئی جانیکی ٹرین نہین آتی - باورچی نہایت لاپرواہی سے گلیون مین زندہ جانورون کو جنکی سر زمین پر لٹکائے رکھتے ہین لئے ہوئے پھرتا ہے مگر کوئی اسپر توجہ نہین کرتا -

(ایڈووکیٹ آف انڈیا مورخہ ۵ مئی ۱۹۰۳ع)

ابھی ہمارے پرچہ مین اسقدر جگہ باقی ہے کہ ہم بیچاری مرغیونکی طرف سے جو بازار مین فروخت ہوتی ہین کچھ پبلک سے اپیل کرین یہہ دور دراز مقامات سے لائی جاتی ہین اور ٹاپون مین اس کثرت سے بھر دیجاتی ہین کہ سانس لینے کی جگہ نہین رہتی - انکا چلانا اور پھڑپھڑانا اور فروخت کرنیوالے کا لاپرواہی سے اوپر کے سوراخ سے نکال نکال کر خریدار یا باورچی کے حوالے کرنا صاف اسبات کی دلیل ہے کہ کثرت کار کیوجہ سے وہ سنگدل اور بے اثر ہوگئے تھے غالبًا اونکو معمولی تنبیہ کرنے سے اور زرا سی توجہ اور دور عاقبت اندیشی کو دخل دینے سے بہت سی تکالیف اور مظالم جو صرف لاپرواہی کیوجہ سے ظہور مین آتے ہین دور ہوجائینگے -

(ایڈووکیٹ آف انڈیا مورخہ ۲۹ جون ۱۹۰۳ع)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کلکتہ کی بازار و نیز اور شہروں میں بھی زندہ مرغ اور پرند فروخت کیلئے لائے جاتے ہیں اونکے پر نوچ ڈالے جاتے ہیں آنکھیں نکال لیجاتی ہیں یا دیے سجائے جاتے ہیں بعض مقامات پر تو مرغ کپڑے جاتے اور بے وقتی سنگین بیکار کردیجاتی ہیں چند روز تک وہ اسطرح رکھے جاتے ہیں تاکہ بازار کیواسطے تیار رہیں۔ (ٹائمس آف انڈیا مورخہ ۲ اکتوبر ۱۹۱۶ء)

ممبران کمیٹی نے اسپر غور کیا ہے کہ ایک کثیر تعداد جیوانات کی اوس جگہ ممبر صاحب کے موت کی منتظر رہتی ہے جہاں اور جانور ذبح کئے جاتے ہیں اور کچھ خونیں پردہ بانہیں پڑے رہتے ہیں جو جانور کہ قصاب کی چھری کا انتظار کررہے تھے اونکے بشرہ سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس امر سے آگاہ ہیں کہ اونکی بھی قربانی ہوگی۔

شعر

منہ دیکھنے قاتل کا ہیں کچھ کر نہیں سکتے — آنکھیں تو کھلی رہتی ہیں لیکن ہے زبان بند
دیکھتا ہوں بیکسی کا اپنے جو بن وقت قتل — آئینہ ہے منہ مجھے نامہربان جب لاد کا

جب وہ اس نظارے کو دیکھتے تھے تو اونکی صورت سے اونکی وحشت اور گھبراہٹ ہویدا ہوتی تھی اسکی بھی آزمایش کیگئی کہ انکی آنکھوں میں پٹی باندھ دیجایا کرے جب یہ قتل گاہ میں لائے جائیں۔ لیکن ایسا کرنے سے بھی کوئی فرق نہیں ہوا وہ اوسی قدر پریشان اور وحشت زدہ رہتے تھے جیسا کہ پیشتر اسکے۔ غالباً آخونکی بو اونکی ناک میں جاتی ہوگی۔

(رپورٹ کمیٹی میونسپل کارپوریشن بمبئی متعلقہ ذبح وغیرہ)

کمیٹی نے کمشنر کی توجہ اسطرف بھی مبذول کرائی کہ بہت سی بھیڑیں ایک ساتھ گردنوں جکڑ دیجاتی ہیں اور کئی گھنٹوں تک وہ اسی تکلیف دہ حالتمیں رکھی جاتی ہیں جب جاکر کہیں ذبح کیجاتی ہیں۔ مناسب ہوتا کہ کوئی اس سے بہتر طریقہ عمل میں لایا جاتا۔ سپرنٹنڈنٹ بازار نے ایک احاطہ بنانیکی تجویز پیش کی تا غیر ممکن ہونیکے باعث اسپر عملدرآمد نہیں ہوسکتا تھا اسلئے چھوڑ دی گئی۔

(اصل کتاب ختم ہوئی)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اضافہ

پبلک سے درخواست

تا چند کروں سینے ہی مین آہ و فغان بند ۔ شعر ۔ گنبذ ہے اس گھر مین الٰہی یہ دہوان بند
مین گزشتن خور اصحاب سے یہ پوچھنا چاہتا ہون کہ کیا یہ جانور خدا نے اسلئے پیدا کئے ہین کہ وہ دنیا مین آنکہ کہولنے کے
ساتھہی دانہ عزم کرے جائین کیا اونکی جان نہین اور کیا اونکو تکلیف نہین ہوتی ہوتی ہے مگر بیچارے بیزبان کس سے کہین
کہنے مین نوا انکی کون سنتا ہے ۔ شعر ۔ تنہائی ہے غریبی ہے صحرا ہے خار ہے ۔ کون آشنا ہے حال سے کسکو پکارئے ۔
لاچار اسپر عمل کرتے ہین کہ سر شمع سان کٹائیے پر دم نہ مارئے ۔ منزل ہزار سخت ہو ہمت نہ ہارئے
یا برنگ غنچہ ء تر مردہ دل گرفتہ چلے ۔ شگفتہ ہوکے نہ دو دن کبھی ہمنے بان کاٹے ۔ انکی وفا اور قائل
کی پاسداری کو دیکھئے کہ اکثر تو بیچارے چون چرا نہین کرتے چھری گردن پر پھیر دیتے ہین بعد کو تڑپکر جی خوش
کر لیتے ہین ۔ شعر ۔ ہم شہیدان وفا کا دین و ایمان اور ہے ۔ سجدے کرتے ہین ہلتنے یا وپر جلاد کے
مسکراتے ہین عالم ہے تو یہ اچھا ہی ہے ۔ بیچارے سمجھتے ہین کہ کتنا کد و فضلی کی زندگی کا یہین تمام تیغ کیون نہ رکے
سر کا بوجھ اوتر جائے یہ بیچینی تو جائے کہ نہ زندون مین شمار ہے نہ مردون مین ۔ اس تو بہتر ہے کہ خود ہی چہری کے
نیچے سر رکھدیجئے ۔ کیونکہ ۔ شعر ۔ کرنگی مشکل آسان تیغ قاتل اپنی مقفل ہین ۔ اجل یا یہ کرنگی کشتہ بیداد کی سر پر
اصل تو یہ ہے کہ بال بچون کا گلا کٹتے دیکھنا اور آنسو پی کر بیٹھا رہنا انہین کا کام ہے ۔ اکثر حضرات
کہتے ہین کہ میرے خیال مین جیسے انسان اپنے مکان کو طرح طرح کی تصاویر سے جنمین حیوانات کی
بھی شامل رہتی ہین آراستہ کرتا ہے اوسی طرح خالق اکبر نے دنیا کی زیبایش کیلئے ان کو بھی خلق کیا ہے

جیسے تم رونق جہان ہوئے ۔ ویسے ہی یہ بھی بیزبان ہوئے
یہ بھی پیدا کئے خدا کے ہین ۔ جسکے تم ہو اوسیکے بندے ہین
رحم کے خواستگار ہین تمسے ۔ اسکے امیدوار ہین تمسے
لطف کی جا جفا ہین کرتے ہو ۔ سچ تو یہ ہے خطا ہین کرتے ہو

شعر
گو شستہ کو ترک کرو یا نکرو وہو مختار ۔ نیک و بد ہم ہین ہمین رند سمجھاتی جاتے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گوشت کھانیوالے سے نہ پڑہین

۱۸۹۸ء کے موسم بہار مین ایک ہی خاندان کے چار آدمیون نے ایک بچھڑے کا گوشت کھایا تھا جسے سولشنیڈی کی معمولی بیماری تھی کھانیکے بعد ہی اونکے جسم پر سخت زہر کے علامات ظاہر ہونے لگے اور ایک تو تین گھنٹونکے اندر مرگیا اسیطرح ۱۸۹۹ء ہیمبورج کی ایک عدالت مین تین روز تک ایک مقدمہ پیش رہا جسمین ایک قصاب اور ایک بیوپاری پر جرم عاید کیا گیا تھا کہ اونہون نے ایسے بچھڑے کا گوشت فروخت کیا جسے بخار آتا تھا مقتولون کے خاندان کے چند لوگون نے اوسکو کھایا جسمین سے بہت مر گئے اور قریب ۲۴۳ آدمیونکو سخت بیمار کھنے ملے کا زہر خوریکا ذکر ہو چکا ہے سیکٹری ادارہ حفظ صحت کمیٹی متعلق کانگریس مین اپنی اسپیچ مین بیان کیا کہ اوسی پولیس ڈپارٹمنٹ نے ایک ایجنٹ رکار پرداز حلفیہ کہا کہ لندن کے بازارونمین جو گوشت فروخت ہوتا ہے اوسمین ۸۰ فیصدی خراب اور مضر ہوتا ہے ایسے گوشت کی خرید اور فروخت بند کردیا گویا ایک گوشت کھانیکی ممانعت کرنی ہے کیونکہ پھر بازار مین بکنے لگا ۔

ہیرلڈ آف دی گولڈن ایج

ایک معالجاتی رسالہ — انجمن گولڈن ایج کا — لمبیکن ۔ انگلینڈ

گذشتہ سات سال سے اس رسالہ مین برابر پرزور مضامین ایسی غذا کے متعلق جسکے حاصل کرانے مین انسانیت سے کام لیا گیا ہو ۔ نکلا کئے ہین ۔ قریب قریب ہر پرچے مین یا یون کہئیے کہ ہر صفحہ مین گوشت خواری یا خون ناحق کرنے کو اخلاقی مذہبی بلکہ طبی اصول سے خلاف ثابت کیا ہے کیونکہ اس جماعت کی کونسل مین یہ امر طے ہو چکا ہے کہ انسانی ابتذال کو جو اس حالت کو پہنچ گیا ہے روکنا از حد ضروری ہے یہ کام حسب وجوہ سے کیا جاتا ہے ۔

(۱) کیونکہ ۔ انسانکی دینی اور روحانی ترقی کا حاصل ہونا محال اور غیر ممکن ہے جبتک گوشت خوری جائز اور جاری رہیگی کیونکہ اس سے آدمی سنگدل اور قلب تاریک ہوجاتا ہے ۔

(۲) کیونکہ ۔ انسانی عوارض اور بداخلاقی کی اصلی یا کسی نہ کسی طرح سے وجہ گوشت خوری ہے

(۳) کیونکہ بے انتہا سختیان اور غیر ضروری مظالم روزانہ جانورون پر کئے جاتے ہین تاکہ انسانکی وحشیانہ اور غیر فطرتی خواہشات گوشت کی پوری کیجائین

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

AMRITSAR.
& CO.

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ओ३म्

یگیہ کا پہلا انگ

Presented to Jwalapur Mahavidyalaya Library
Gurukul Book Depot
4/1914
579
5

579
उर्दू संग्रह
पुस्तक का नाम यज्ञ का पहला अंग
लेखक मुंशी राम जिज्ञासु
प्रकाशन वर्ष 1897
आगत संख्या 579

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دیباچہ

میں نے سوستی واچن اور شانتی پاٹھ کا ترجمہ کتاب سنسکار درپن
ساتھ بطور ضمیمہ لگانے کے لیئے طیار کرکے فارسی حروف میں چھپوایا تھا۔
سنسکار درپن کی تکمیل میں اس لیئے دیری ہوئی کہ مجھ کو گزشتہ چار برسوں کی
میں شانتی سے بیٹھ کر کام کرنے کا موقعہ بہت کم ملا تھا۔ اور جب آریہ سماج
دولیش اگنی شانت ہو کر نربھئین کام کرنیکا موقعہ آیا تو مجھ کو ایک ایسی ضروری
کی تیاری میں مشغول ہونا پڑا جیسی کہ میں بہت جلد سماپت کرنا چاہتا ہوں۔
آریہ پرشوں کے نیتک اور نیمیتک ہون یگیہ کبھی بند نہیں ہو سکتے۔ اور ان
ارتھ سمجھے بنا وید منتروں کا پاٹھ یگیہ کرنیوالوں کو پورا لابھ نہیں پہونچا سکتا۔ اس
ترجمہ اپنی بدھی اور یوگیتا انوسار کرکے آریہ پبلک کی سیوا میں ارپن
آشا ہے کہ جہاں کہیں ترجمہ میں غلطی ہوگی بدھیمان پرش سویم (خود)
کرلینگے۔

جالندھر شہر
۱۰۔ اگست سنہ ۹۶ء

منشی رام جگیاسو۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ضمیمہ الف

अथ स्वस्तिवाचनम्॥

अग्निमीळे पुरोहितं यज्ञस्य देवमृत्विजम्। होतारं रत्नधातमम्॥१॥

(۱) "ہم لوگ۔ یگیہ۔ دیوی کریوں کے دھارن کرنے والے کارن جگت کی پیدائش سے پیشتر پرمانوؤں (ذرّوں) کے دھارن کرنیوالے۔ ہر ایک رتو میں اوپاسنا کرنے کے لائق۔ اور یقیناً اس خوبصورت دُنیا کے دھارن کرنیوالے۔ اور سارے برہمانڈ کو روشن کرنیوالے۔ پرمیشور کی سُتتی (تعریف) کرتے ہیں"

स नः पितेव सूनवेऽग्ने सूपायनो भव। सचस्वा नः स्वस्तये॥२॥

(۲) "ہے گیان سوروپ پرمیشور! جس طرح باپ اپنے بیٹے کو اُتم گیان دینے والا ہوتا ہے۔ اُسی طرح پر آپ ہم لوگوں کے لیئے مبارک گیان کے دینے والے ہو کر ہم لوگوں کو سُکھوں سے بھرپور کیجیے۔"

स्वस्ति नो मिमीतामश्विना भगः स्वस्ति देव्यदितिरनर्वणः॥ स्वस्ति पूषा असुरो दधातु नः स्वस्ति

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

द्यावापृथिवी सुचेतुना ॥३॥

(معنی) "سورج اور چندرماں ہمارے لئے کلیان کاری ہوں۔ سکل ایشور جگ کے سادھن اور دھرتی آدی ہمارے لئے کلیان کاری ہوں۔ سمپورن کے دھارن کرنے میں سمرتھ جو پرکاش سوروپ پرماتما کی شکتی ہے۔ وہ ہمارے لئے کلیان کاری ہو۔ شترؤں کے دور کرنیوالا اتھوا پرانوں کو بلوان کرنیوالا پرماتما ہمیں ناش رہت کلیان دیوے۔ پرکاشمان سوریہ آدی تتھا اپرکاشمان پرتھوی آدی ہمارے لئے بھلی پرکار کلیان کاری ہوں"

स्वस्तये वायुमुप ब्रवामहै सोमं स्वस्ति भुवन-
स्य यस्पतिः। बृहस्पतिं सर्वगणं स्वस्तये
स्वस्तय आदित्यासो भवन्तु नः ॥४॥

(معنی) "ہم سب ویاپک پرماتما کی سنسار کے کلیان کے لئے ستتی کرتے ہیں۔ لوک لوکانتروں کے مالک اتپتی کرنیوالے پرماتما کی کلیان کے لئے ستتی کرتے ہیں۔ سارے جگت کی گنتی کرنیوالے ارتھات اپنے نیم میں چلانیوالے بڑوں سے بڑوں کے بھی پتی پرماتما کی کلیان کے نمت ہم ستتی کرتے ہیں۔ سب کا پرکاش کرنے والا پرماتما ہمارے لئے کلیان کاری ہووے"

विश्वे देवा नो अद्या स्वस्तये वैश्वानरो वसुर-
ग्निः स्वस्तये। देवा अवन्त्वृभवः स्वस्तये स्वस्ति
नो रुद्रः पात्वंहसः ॥५॥

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

(۵) "سُب وِدوان اسوقت ہمارے کلیان کرنے والے ہوں۔ سب کو سُکھ پہنچاویں
جنمیں وِبھو (آتم) اگنی نواس کرتے ہیں۔ ایسا اگنی ہمارے لئے کلیان کاری ہو
سب براہمنی بُدھی کو دھارن کرنے والے ودوان لوگ ہمارے لئے کلیان کاری
ہوں۔ نیایا نوکول ڈنڈ دینے والا راجا ہماری پاپوں سے رکشا کرے"

स्वस्ति मित्रावरुणा स्वस्ति पथ्ये रेवति। स्वस्ति
न इन्द्रश्चाग्निश्च स्वस्ति नो अदिते कृधि॥ ६

(۶) "ہے سب کے مِتر اور دھرماتما پُرشوں سے گرہن لوگیہ پرماتما آپ ہمارا کلیان کریں
راستے میں سُکھدائی۔ جل سہت جو ندیاں ہیں۔ وے ہمارے لئے کلیان کرنے
والی ہوں۔ سبھی لوگ ہمارے لئے کلیان کاری ہوں۔ ہے سرو پرکاشک
پرماتمن! آپ ہمارا کلیان کریں"

स्वस्ति पन्थामनु चरेम सूर्याचन्द्रमसाविव। पुनर्द-
दताघ्नता जानता संगमेमहि॥ ७॥

(۷) "جس طرح پر سورج اور چندرما اپنے رستوں میں نرگھن گھومتے ہیں اِسی
طرح ہم کلیان کے سہت دھرم کے راستے میں چلیں۔ پھر پھرتے ہوئے اپنے
پیارے (دھرم مارگ) کو نہ مارتے ہوئے یعنی اُسکی ہِنسا نہ کرتے ہوئے اُسے
جانتے ہوئے اُس سے میل کریں"

ये देवानां यज्ञिया यज्ञियानां मनोर्यजत्रा अमृता ऋतज्ञाः।
ते नो रासन्तामुरुगायमद्य यूयं पात स्वस्तिभिः सदा

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

नः ॥८॥

(۸) جو ودوانوں میں یگیہ کرنیوالے ہیں۔ اور (اُن) یگیہ کرنیوالوں میں جو آتمک یگیہ کرنیوالے۔ امرت (مکت) اور سچائی کے جاننے والے ہیں۔ وے ہمیں اُتم اپدیش دینے والے ہوں اور ہمیشہ ناش رہت کلیانوں سے ہماری رکشا کریں "

येभ्यो माता मधुमत्पिन्वते पयः पीयूषं द्यौर-
दितिरद्रिबर्हाः । उक्थशुष्मान् वृषभरान्त्स्व
प्नस्ताँ आदित्याँ अनुमदा स्वस्तये ॥ ९

(۹) " جنکیلئے پرتھوی مدھر رس اُتپن کرتی ہے۔ اور بادلوں والا دیتا رہت (یعنی الیشور جان) انترکش اُتپن کرتا ہے۔ ایسے اتی بلوان ورشٹی کو پراپت کرنیوالی سرشٹ سورج کی کرنیں ہمارے لیئے کلیان کاری ہوں۔ اِس لیئے انکے یتھارتھ گنوں کا دھیان (ستتی) کرتے ہیں "

नृचक्षसो अनिमिषन्तो अर्हणा बृहद्देवासो
अमृतत्वमानशुः । ज्योतीरथा अहिमाया अनागसो
दिवो वर्ष्माणं वसते स्वस्तये ॥ १० ॥

(۱۰) جو منشیوںکو دکھانے والے رسد لو جاگنے والے۔ حرکت کرنیوالے۔ بڑی امرت کو پراپت ہونیوالے پرکاشمان۔ پرکاش ہی ہے سواری جنکی۔ کسی سے نہ رکنے والے پاپ سے علیحدہ۔ انترکش لوک کے مدھیہ یعنی بیچ میں سمت آدیتہ (سورج کی کرنیں) ہیں وے کلیان کارک ہوں "

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

सम्राजो ये सुवृधो यज्ञमाययुरपरिह्वृता दधिरे दिवि
क्षयम्। ताँ आ विवास नमसा सुवृक्तिभिर्महो
आदित्याँ अदितिं स्वस्तये॥ ११॥

(۱۱) اُتم پرکاش کو دھارن کیے۔ اُتم بِردھی (ترقی) کو پراپت ہوئے۔ یگیہ میں پراپت ہونے والے اٹل انترکش کے استھان کو دھارن کرنے والے۔ ایسے ادھک گُن والے اُن آدیتوں (سورج کی کرنوں) اور پرماتما کی پرکاشک شکتی کو نمسکار کے کلیان کے لیے ستکار پوربک اُتم استُتیوں سے ہم لوگ سیون کریں یعنی اُنکے گُنوں کو سیکھ کر اُنسے فائدہ حاصل کریں"

को वः स्तोमं राधति यं जुजोषथ विश्वे दे-
वासो मनुषो यति ष्ठन। को वोऽध्वरं तुविजाता
अरं करद्यो नः पर्षदत्यंहः स्वस्तये॥ १२

(۱۲) ہے موجودہ کُل منشیہ وِدوانو! کون تمہاری اُستتی کا وستار کرے گا؟ (یعنی کون تمہارے گُنوں کا پرکاش جگت پر کریگا) جبکہ تم لوگ سیون کروگے۔ پاپ روپ ادیک مارگ سے پار کرنیوالے یگیہ کو ہمارے کلیان کے واسطے کون بدھ پرکار سے سوشت کریگا؟"

येभ्यो होत्रां प्रथमामायेजे मनुः समिद्धाग्निर्म-
नसा सप्त होतृभिः। त आदित्या अभयं शर्म य-
च्छत सुगा नः कर्त सुपथा स्वस्तये॥ १३॥

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

"(۱۳) جن کے لیئے کہ سرشٹی کے آدمیں ہون کی سامگری سے پردیپت
ہوئی اگنی کو (جسمیں کہ سات شکتیاں شامل ہیں) پرماتما نے یگیہ کرنیو
کیا وے پرماتما کی کرن روپی شکتیاں یعنے آدیتہ بہت ہت کلیان
اور اتم ویدک مارگوں کو ہمارے چلنے کے لیئے سُگم کریں۔ اور ہمارے
کلیان کاری ہوں"

यईशिरे भुवनस्य प्रचेतसो विश्वस्य स्था
तुर्जगतश्च मन्तवः। ते नः कृतात् कृतादेनसस्प
र्यद्या देवासः पिपृता स्वस्तये॥१४॥

"(۱۴) جو اتم گیان والے۔ اور سب ودیاؤں کے جاننے والے سمپورن چر اور اچر
کے ایشور (یعنی اشپر ادہکار رکھنے والے) وِدوان لوگ ہیں۔ وے ہمکو
(جسمانی) اور اکاپک (روحانی) پاپوں سے۔ انکے سمبندھ ناش رہت کلیان
والی اور آیو کی بردہی کے واسطے۔ پاپ رہت کریں"

भरेष्विन्द्रं सुहवं हवामहेंऽहोमुचं सुकृतं दैव्यं ज
नम्। अग्निं मित्रं वरुणं सातये भगं द्यावापृथिवी
मरुतः स्वस्तये॥१५॥

"(۱۵) بگھنوئیں (انکے دور کرنے کے لیئے) پاپ کو دور کرنیوالے یعنی دشٹو
کرنیوالے) راجا کو اور نیک اتم کرم کرنیوالے سجنوں کو ہم بلا دیں۔ تاکہ اگنی
جل سمگر اشوج۔ پرکاشمان اور اپرکاشمان لوک تتھا وایو کلیان کاری

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کلیان حاصل کرنیوالے ہوں"

सुत्रामाणं पृथिवीं द्यामनेहसं सुशर्माणमदितिं
सुप्रणीतिम्। दैवीं नावं स्वरित्रामनागसमस्रवन्तीमा
रुहेमा स्वस्तये ॥ १६॥

"(۱۶) بھلی پرکار رکشا کرنے والی۔ پھیلی ہوئی۔ پاپ رہت۔ اچھے سکھ دائی ویتمارہت۔ اچھی طرح وستار کرنیوالی جو دیوسمبندھی (یعنی سورگ میں پہونچانے والی) ناؤ کا۔ اور جو جل میں یعنی سنسار روپی سمندر میں اترانے والی۔ دکھ سے چھوڑانے والی اور ناش رہت ہے۔ کلیان کے لئے اسپر سخت ہوتے ہیں"

विश्वे यजत्रा अधि वोचतोतये त्रायध्वं नो
दुरेवाया अभिह्रुतः। सत्यया वो देवहूत्या हुवेम
शृण्वतो देवा अवसे स्वस्तये॥१७

"(۱۷) ہے یگیہ میں سنگت دیوانو! اتھا پرکاشمان شکتیو! رکشا کے لئے تم پرتگیا کرو ہنسا کرنیوالی درگتی سے ہماری رکشا کرو۔ تب سنو کہ دشٹ بھاو روپی شتروں سے رکشا اور اپنے کلیان کے لئے ہم تمہاری سچی ستتی کرتے ہیں۔"

अपामीवामप विश्वामनाहुतिमपारातिं दुर्विदत्रा
मघायतः। आरे देवा द्वेषो अस्मद्युयोतनोरु णः शर्म
यच्छता स्वस्तये॥१८

"(۱۸) ہے دیوانو! روگ کی طرح بادھا کرنے والے شترونکو ہم سے دور کرو۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دیوتا اُونکے نہ آواہن کرنے کے لائق بُدہی کو ہم سے دور کرو۔ جو یگیہ نہ کرنے
والی بُدہی ہے۔ اُسے دور کرو۔ پاپ کی اِچھیا کرنے والا جو دُشٹ گیان ہے
اُسے دور کرو۔ اور ہمارے لئے شیش سُکھ کلیان کے ارتھ دیجیئے"

अरिष्टः स मर्त्तो विश्व एधते प्र प्रजाभि र्जायते धर्मणस्परि। यमादित्यासो नयथा सुनीतिभि रति विश्वानि दुरिता स्वस्तये ॥१९॥

(۱۹) "سب ہی منشیہ ہنسا آدی دوش رہت ہوکر دہرم کو دھارن کر۔ پُتروں کے سانسارک اور پارمارتھک اُنتی کو پاتے ہیں۔ ہے وِدوانو! اوپدیش دینے والو تم اچھی اچھی نیتی یُکت بچنوں سے جس منشیہ کو ٹھیک راستے پر لاتے ہو۔ وہ سب دُکھوں کو دور کر کلیان مارگ میں پراپت ہوکر بردہی پاتا ہے"

यं देवासोऽवथ वाजसातौ यं शूरसाता मरुतो हि वे धने। प्रातर्यावाणं रथमिन्द्र सानसिम रिष्यन्तमा रुहेमा स्वस्तये॥२०॥

(۲۰) ہے وِدوانو! اتھا سرب اُپکاری منشیو! تم منشیوں کے پالن کرنے کے لئے یُدھ ودیا کی رکشا کرو۔ ہے ودیا پرورتکو! سنسار کے امن کے لئے بھی یُدہ ودیا کی رکشا کرو۔ ہے سرو ایشورج والے راجن! تو ایسی سامگری (رتھ آدی) کو گرہن کر جو کہ وِدیا والوں کے مخالف ہو ہے پرماتمن! ہم لوگ بھی جگت کی رکشا کریں اور اپنی آتمک رکشا کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

رتھ پر چڑھکر یدہ یاترا کریں۔

स्वस्ति नः पथ्यासु धन्वसु स्वस्त्यप्सु वृजने स्वर्वति। स्वस्ति नः पुत्रकृथेषु योनिषु स्वस्ति राये मरुतो दधातन॥ २१॥

(۲۱) ہے بگنوں کے ناش کرنیوالے پرماتمن! جگت رکشا کے لیئے آرنبھ کی ہوئی یاتراؤں میں ہماری رکشا کر۔ سمندر آدی جل ستھانوں میں بھی ہماری رکشا ہو ریگستانوں میں بھی ہماری رکشا کر۔ اور سمپورن شستروں سے یکت سیناؤں میں بھی پر ورودھ کو دور کر۔ اور ہمارا کلیان کر۔ اور شترونگروں میں بھی اُنکی بد چلنیوں کو دور کر ہمارا کلیان کر۔ ہمارے پُتروں کی ورِدھی کی اور ستریونکے گربھ دھارن کرنیوالی شکتی کی رکشا کر جس سے اُنکا ورِدھی سپھل ہو۔ اور ستریونکی گربھ دھارن کرنیوالی شکتی کا ناش نہ ہو اور ہمارے گؤ آدی پشوؤں میں کلیان کر۔

स्वस्तिरिद्धि प्रपथे श्रेष्ठा रेक्णस्वत्यभि या वाममेति। सा नो अमा सो अरणे नि पातु स्वावेशा भवतु देवगोपा॥ २२

(۲۲) ہے ودوانوں کی رکشا کرنیوالے پرم پتا! جس راجیہ کی دیوتا رکشا کرتے ہیں۔ اور جو کہ اُتم اُتم مارگوں کے چلانے کے لیئے کلیان کاری ہے۔ جو راجیہ کہ اشوریہ یکت ہو کر سب وستو نیہ یگیہ آدی کرموں کو سمپادن کرتا ہے۔ وہ راجیہ ہمارے گرہستیوں پرم کی رکشا کرے۔ اور نہ جن دیش (یعنی بیابانوں) میں بھی ہمارے بان پرستھ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آشرم میں بھی کلیان کاری ہو۔ اور وہ راجہ ہمارے طرز معاشرت کی رکشا کرے"

इषे त्वोर्ज्जे त्वा वायवस्थ देवो वः सविता प्रार्पयतु श्रेष्ठतमाय कर्म्मण आप्यायध्वमघ्न्या इन्द्राय भागं प्रजावतीरनमीवा अयक्ष्मा मा वस्तेन ईशत माघशंसो ध्रुवा अस्मिन् गोपतौ स्यात बह्वीर्यजमानस्य पशून् पाहि ॥२३॥

(۲۳) ہے ساری دنیا کا پیدا کرنیوالا۔ پرکاش سوروپ پرم آتما۔ ہم سب کی کرم کرنیوالی اندریوں کو اعلیٰ کاموں میں جوڑے۔ ہے پربھو! آپ گیان اور پراکرم سے پُر (یعنے گیان اور کریا کے بھنڈار) ہیں۔ اسلئے اُتم گیان کی خواہش اور پراکرم کے حصول کے لیئے آپ کا سہارا ہم لیتے ہیں۔ تاکہ ہم ترقی کریں۔ ہے جگدیشور! جو جاندار (انسان اور حیوان) اور اندریاں وغیرہ تندرست اور جسمانی و دماغی بیماریوں سے بری اور حفاظت کے لائق ہیں۔ انکو اعلیٰ طاقتوں کے حاصل کرنے میں لگائے۔ ہم لوگوں میں پاپی۔ پرایا حق چھیننے والا کوئی بھی پیدا نہ ہو۔ آپ یگیہ کرنیوالے دھرماتما پرستوں کے پشو اور اندریوں کی رکشا کیجئے۔ اور دھرماتما پشوؤں کی رکشا کرنیوالے پُرش کے پاس بہت سی پدارتھ آسے مستقل سکھ دینے والے ہوں"

आ नो भद्राः क्रतवो यन्तु विश्वतोऽद-

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

आसो ऽ अपरीतास उद्भिदः। देवा नो यथा सदमि द्वृधे ऽ असन्नप्रायुवो रक्षितारो दिवे दिवे ॥२४॥

(۲۴) "ہم لوگونکو اِس قسم کے بُدھی اور بل حاصل ہوں اور ہم ایسے یگیوں کو سدہ کر سکیں - جو کہ کلیان کرنیوالے - ناش (ضائع) نہ ہونیوالے - اور دوسرے نہ ہرائے ہوئے (یعنی جو کسی خودغرضی کی نیت سے نہ ہوں - تاکہ پوتر آتماؤں کی سبھا میں داخل ہوئے ہم لوگونکی - کال کے چکر سے بری مُکت (نجات یافتہ) ودوان لوگ ہی دن دن ترقی کے لیئے رکشا کریں"

देवानां भद्रा सुमतिर्ऋजूयतां देवानां रातिरभि नो निवर्त्तताम्। देवानां सख्यमुपसेदिमा वयं देवा न आयुः प्रतिरन्तु जीवसे ॥२५॥

(۲۵) "ودوانوں (عالموں) کی مبارک - اُتم بدھی مشکل مضمونونکو ہمارے لیئے آسان کرتی ہے - اُن ودوانونکا یہہ دان ہم لوگوں کو بہمہ صفت موصوف کرے (یعنی ہم اُنکی برکتوں کو اپنے اندر جذب کرنے کے لائق ہوں -) ہم لوگ عالمونکی دوستی کے مستحق بنیں - اُن عالمان باعمل کی پیروی کرتے ہوئے ہم پوری عمر بھوگیں"

तमीशानं जगतस्तस्थुषस्पतिं धियंजिन्वम्

Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

वसे हूमहे वयम्। पूषा नो यथा वेदसम-
सद्वृधे रक्षिता पायुरदब्धः स्वस्तये॥२६॥

(۲۶) "ہم لوگ اُس چر اور اچر جگت کے محافظ بدھی کو شدھ کرنے والے سبکو
بس میں رکھنے والے پرماتما کی استتی کرتے ہیں۔ تاکہ وہ ہماری ترقی کے لئے ہمارے
حقوق کی حفاظت کرے۔ اور ہمیں مضبوط کرے۔ اور تاکہ سنسار کا محافظ پرم آتما ہمارے
اچھے کرموں کے باعث ہمیں سزا سے بچا کر سکھ دیوے"

स्वस्ति न इन्द्रो वृद्धश्रवाः स्वस्ति नः पूषा
विश्ववेदाः। स्वस्ति नस्तार्क्ष्यो अरिष्टनेमिः
स्वस्ति नो बृहस्पतिर्दधातु॥२७॥

(۲۷) "ہمیشہ سے عاجزوں کی فریاد سننے والا۔ وید یعنے گیان کا مالک سب کو
گیان روپی اوشدھی سے پشٹ (مضبوط) کرنے والا۔ سروو یاپک ہونے کی
باعث سکھوں کو حاصل کراتا ہوا۔ سب سے بڑے برہمانڈ کا بھی مالک ہم پر آنند
کی بارش کرے"

भद्रं कर्णेभिः शृणुयाम देवा भद्रं पश्येमा-
क्षभिर्यजत्राः। स्थिरैरङ्गैस्तुष्टुवांसस्तनूभि-
र्व्यशेमहि देवहितं यदायुः २८

(۲۸) "اے ہمارے ہم صحبت عالمو! آپکی صحبت میں ہم کانوں سے نیک بچن
سنیں۔ آنکھوں سے نیک ہی دیکھیں۔ دڑھ انگوں سے پرمیشور کی استتی کرتے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہوئے - وہ پروپکار کی زندگی گذاریں - جو کہ عالموں کو پیاری ہے -"

अग्न आयाहि वीतये गृणानो हव्यदातये ।
नि होता सत्सि बर्हिषि ॥२९॥

(۲۹) "ہے سرب پوجیہ تتھا سرب دیاپک پرماتمن ! تیرا بھاؤ اس یگیہ شالا میں اُپستھت سب منشیوں کے ہردیوں میں ہو - ارتھات سچی بھاؤ سے اپنے تیمار تتھ سوروپ سے اس یگیہ میں تو پرگٹ ہو - اور ہمارے سے ستتی کئے گئے - وِدوانوں کو ستکار کرنے کے لئے آپ پرگٹ ہوں - جس سے کہ ہم سدیو سیتو پدیشک وِدوانوں کا سندر کھان پان کی چیزوں کے ساتھ سیون کریں - اور وِدوانوں کے اوپدیش کو ہمارے ہردے میں ستھر کر - ہمارے انتہ کرن روپی آسن میں آپ ستھر ہوں "

त्वमग्ने यज्ञानां होता विश्वेषां हितः ।
देवेभिर्मानुषे जने ॥३०॥

(۳۰) "کیونکہ ہے سرب پوجیہ پرماتمن ! اسمیوں اگنی شٹوم آدی یگیوں کے کرم کا تو پورن کرنیوالا ہے - اور پوجنیہ تتھا سرب ہتکاری سنگتی کے یوگیہ اس یگیہ میں موجود کرنیوالا تو ہی ہے - اس لئے منشیہ ماتر کے کاریہ تیاد ی کرم میں وِدوانوں سے ستتی کیا جاتا ہے - "

ये त्रिषप्ताः परि यन्ति विश्वा रूपाणि
बिभ्रतः । वाचस्पतिर्बला तेषां तन्वो

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

अद्य दधातु मे ॥३१॥

(۳۱)
ہے پرماتمن ! ہماری گیان اندریاں اور کرم اندریاں اپنے اپنے
یتھارتھ کرم کو دھارن کرتے ہوئے اور تہات من سرشٹ سنکلپ کرتا
ہوا اہنکار اتم کرموں میں اپنی ممتا کرتا ہوا۔ بدہی سربوتم سرب پوجنیہ
تیرے وگیان کا نشچہ کرتی ہوئی آنکھیں تیری رچنا کے بچتر روپ
کو دیکھتی ہوئے۔ کان تیرے ستیہ سوروپ کو سنتے ہوئے۔ جہا
وید اُچارن کرتی ہوئی ناسکا اُتم ہو نیہ سگندھیوں کو گرہن کرتی ہوئی
اور توچا اُتم پدارتھوں سے سپرش کرتا ہوا ہاتھ ہنسادی دوشوں کو
چھوڑ کر اُتم کرم کرتے ہوئے۔ پیر اُتم سماج میں یاترا کرتے ہوئے
اس شریر میں استھر ہوں۔ ہے سرب اندریوں کے پالک ! اس
اندریوں سے یکت شریر کا میرے جیو آتما سے ٹھیک کرو۔ اور دہ شریر
بلوان ہو۔ اور نروگ ہو۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ओ३म्

अथ शान्तिप्रकरणम्॥

شانتی پرکرن

शन्न इन्द्राग्नी भवतामवोभिः शन्न इन्द्रावरुणा रातहव्या। शमिन्द्रासोमा सुविताय शंयोः शन्न इन्द्रापूषणा वाजसातौ ॥१॥

(۱) "اندر یعنی سرو ایشورج سمپن اگنی یعنی سرو پوجیہ اور سرو ویاپک پرماتما رکشا کرنے کے لائق سامگری سے ہمیں سکھ اور شانتی کا ذریعہ ہو۔ (یعنی جو ہمارے ہت کے پدارتھ ہیں۔ اُن سے ہمارا سنبندھ ہو) سرو یگیوں سے پرارتھنا کرنے کے لائق پرماتما جو کہ سیوکوں سے سدا پریتی بھاؤ سے ہردے دیش میں دھارن کیا جاتا ہے۔ وہ ہمارا کلیان کرے۔ دبیہ گُن یُکت پرماتما ہماری شانتی کرے تتھا سرب جگت کے پالن کرنیوالا پرماتما ہمیں دھرمانکول سانسارک سکھ کو اور سبھے پارمارتھک سکھ کو دیوے"

शन्नो भगः शमु नः शंसो अस्तु शन्नः

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

पुरन्धिः शमु सन्तु रायः। शन्नः सत्यस्य सु-
यमस्य शंसः शन्नो अर्यमा पुरुजातो
अस्तु ॥२॥

(۲) "ہمارا ایشورج ہماری شانتی کے لیئے ہو۔ ہمارے سادھن ہماری شانتی کے
لیئے ہوں۔ ہماری بدھی ہماری شانتی کے لیئے ہو۔ ہمارے پتر ستریادی کٹمب
ہماری شانتی کے لیئے ہوں۔ ہمارا اُتّم نیم یکت ستیہ کا بچن بھی ہماری شانتی
کے لیئے ہو۔ اور اپنی رچنا شکتی سے سرو تر پربت ہونیوالے پرماتما ان چاروں
سے ہماری شانتی کریں۔"

शन्नो धाता शमु धर्ता नो अस्तु शन्न
उरूची भवतु स्वधाभिः। शं रोदसी बृहती
शं नो अद्रिः शं नो देवानां सुहवानि सन्तु ॥३॥

(۳) "سارے جگت کو دھارن کرنیوالا پرماتما ہمیں شانتی سکھ دیوے۔ پن
پاپ کا پھل دینے والا پرماتما اپنے نیاے سے ہمیں شانتی سکھ دیوے۔ اس سنسار
میں سدا بدلنے والی پرتھوی بھی اپنے پھلوں سے شانتی سکھ دینے والی ہو۔
مہان آکاش اور پرتھوی اپ ستھت پدارتھ ہمارے شانتی سکھ کے لیئے ہوں۔
اور پہاڑ اور ان میں ٹھہرے ہوئے پدارتھ ہمارے لیئے شانتی کارک ہوں۔
ودوانوں کے اپدیش ہمارے سکھ کے لیئے ہوں۔"

शन्नो अग्निर्ज्योतिरनीको अस्तु शन्नो मित्राव-

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ऽश्विना शम्। शं नः सुकृतां सुकृतानि सन्तु शं न इषिरो अभि वातु वातः॥४॥

(۴) پرکاش کرنے والی اگنی ہماری شانتی کے لیئے ہو۔ دن اور رات میں کیئے ہوئے دنوں اور راتوں کے کرم ہمارے لیئے شانتی کارک ہوں اگنی جل کے سمبندھ سے اتپن ہوئی ورشا ہمارے لیئے سکھدائی ہو۔ سریشٹ پرشوں (نیک مردوں) کی سریشٹتا (یعنی جو نیک مردوں نے سنسار کی بھلائی کے کام کیئے ہیں) ہمارے کلیان کے لیئے ہوں ہماری شانتی کے لیئے ہوں۔ ہوا ہماری شانتی کے لیئے چلے ۔۔

शं नो द्यावापृथिवी पूर्वहूतौ शमन्तरिक्षं दृशये नो अस्तु। शं न ओषधीर्वनिनो भवन्तु शं नो रजसस्पतिरस्तु जिष्णुः॥५॥

(۵) پرکاشمان لوک اور اپرکاشمان لوک ہمارے گیان میں آکر ہمیں شانتی دینے والے ہوں۔ اور انکے درمیان کا انترکش سمبندھ (یعنی انکے درمیان کا اصل کشش ہمارے گیان میں آکر ہمیں شانتی دینے والا ہو۔ بن کی اوشدھیاں اور برکش ہماری گیان میں آکر ہمیں شانتی دینے والے ہوں۔ چر اور اچر جگت کا پتی اور سمپورن پرورتی کا سوامی اور اگیان کو جیتنے والا پرماتما ہمارے گیان میں آکر شانتی دینے والا ہو ۔۔

शं न इन्द्रो वसुभिर्देवो अस्तु शमादित्येभिर्-

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

रुणः सुशंसः शं नो रुद्रो रुद्रेभिर्जलाषः शं
नस्त्वष्टा ग्नाभिरिह शृणोतु ॥६॥

"(۲) وسو دیوتے جوکہ آٹھ حسب ذیل ہیں - اگنی - پرتھوی - وایو - انترکش
آدیتیہ - سوریہ - چندرماں - نکشتر - اور جوکہ بلحاظ اپنے صفات کے سرشٹی کا
آدہار ہیں - اُنکے ساتھ جیوتی والی بجلی ہمارے شانتی سکھہ کے لیئے ہو -
آدیتوں کے ساتھ یعنی پرتھوی کی گردش کے باعث جو سموتسر کے بارہ مہینے
بدلنے والے ہیں - اُنکے ساتھ ستتی کے یوگیہ پرماتما ہمارے لیئے شانتی دایک
ہو - رُدرونکے ساتھ جوکہ گیارہ حسب ذیل ہیں - دس پران یعنی پران -
اپان - ویان - اُدان - سمان - دیودت - ناگ - کورم - کرکل - اور دہننجیہ - اور
گیارہواں جیوآتما - اور جنکو کہ رودر اِس لیئے کہتے ہیں کہ اُنکا باہمی چھوڑنا سبنا
رُولانیوالا ہوتا ہے - اِن رودروں کے ساتھ دُکھہ دور کرنیوالا اُسکا سوروپ
اِس یگیہ میں شانتی والا ہو - اور سرو پرکاشک پرماتما اِس یگیہ میں ہمیں اپنی
ستریوں کے سہت سُکھہ دینے والا ہووے"

शं नः सोमो भवतु ब्रह्म शं नः शं नो ग्रा
वाणः शमु सन्तु यज्ञाः। शं नः स्वरूणां मि
तयो भवन्तु शं नः प्रस्वः शम्वस्तु वेदिः॥७॥

"سب یگیہ کے سادہن یعنی سوم وید منتر پاشان آدی کے یگیہ پاتر دیدی
ستمبہ اور اوشدہیاں وغیرہ ہمارے لیئے سکھدائی ہوں -"

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

शं नः सूर्य उरुचक्षा उदेतु शं नश्चतस्रः प्रदिशो भवन्तु। शं नः पर्वता ध्रुवयो भवन्तु शं नः सिन्धवः शमु सन्त्वापः॥ ८॥

"(۸) جگت میں اندھکار کو دور کرنے والا اور مہان تیجسوی سورج اُن کرنوں میں جو کہ اُسکے ذریعہ سے ہم کرتے ہیں۔ ہمیں سکھ دینے والا اُدے ہو سب جگت ہمارے سکھ اور شانتی کے لیئے ہو۔ پربت آدی دیش ہماری شانتی کے لیئے ہی سدا رہیں۔ اور ندیاں و نہر وغیرہ ہماری شانتی کے لیئے ہوں"

शं नो अदितिर्भवतु व्रतेभिः शं नो भवन्तु मरुतः स्वर्काः। शं नो विष्णुः शमु पूषा नो अस्तु शं नो भवित्रं शम्वस्तु वायुः॥ ९

"(۹) اپنے کرموں کے ساتھ جگت کی بردھی کرنیوالی اور جگت کے پدارتھوں کو روپ دینے والی سورج کی کرنوں روپی اِدِتی دیوی ہمارے لیئے کلیان دینے والی ہو۔ اپنی شکتیوں کے ساتھ سوکشم وایو جو کہ سروتھا ستتی یوگیہ ہے ہمیں شانتی دایک ہووے۔ وہ پاپک اور پشٹی کرنیوالا پرماتما ہمیں شانتی دایک ہووے۔ جل اور بلوان ستھول وایو ہمیں سکھدائی ہوں"

शं नो देवः सविता त्रायमाणः शं नो भवन्तूषसो विभातीः शं नः पर्जन्यो भवतु प्रजाभ्यः

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

शं नः क्षेत्रस्य पति रस्तु शम्भुः ॥१०॥

(۱۰) "پرکاش گن یکت سب کا پیدا کرنیوالا پرماتما ہماری رکشا کرتا ہوا ہماری شانتی کے لئے ہووے - صبح اور شام کے کرم ہمیں شانتی دینے والے ہوں ہمیں اور دیگر جگت کو میگھ (بادل) بھی شانتی دایک ہو کلیان داتا سنسار روپی کشیتر کا مالک ہمیں شانتی پردان کرے"

शं नो देवा विश्वदेवा भवन्तु शं सरस्वती सह धीभिरस्तु। शमभिषाचः शमु रातिषाचः शं नो दिव्याः पार्थिवाः शन्नो अप्याः ॥११॥

(۱۱) "جگت کی رکشا کرنے والا پرماتما یا جگت کی رکشا کرنیوالے ودوان ہماری شانتی کے لیئے ہوں - ہماری وگیان دینے والی بدھی یا شبد اوچارن کرنے والی بانی - اپنے وگیان یا بچن سے ہمارے لئے شانتی دایک ہو ہمیشہ یگیہ سوروپ پرماتما کو یا یگیہ کرم کو سیوا کرنے والے ودوان ہمارے لیئے شانتی دینے والے ہوں - دیہ گن یکت پرتھوی اور انترکش میں اتپن ہونے والے پدارتھ ہمیں شانتی دایک ہوں -"

शं नः सत्यस्य पतयो भवन्तु शं नो अर्वन्तः शमु सन्तु गावः शं न ऋभवः सुकृतः सुहस्ताः शं नो भवन्तु पितरो

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

हवेषु ॥१२॥

(۱۲) "ستیہ کے پالن کرنیوالے ودوان ہمارے لیئے شانتی دایک ہوں۔ گھر کی ساگری گہوڑا گاؤ وغیرہ ہمارے لیئے شانتی دینے والے ہوں۔ جگت کی رکشا کرنیوالے مہان پرتاپی اُتم کرم کرنیوالے سندر ہاتھوں والے شوریر ہمارے لیئے سکھدائی ہوں۔ پرارتھنا کرم میں یا سبھاؤں میں ہمارے بزرگ ہمارے لیئے سکھدائی ہوں"

शं नो अज एकपाद्देवो अस्तु शं नोऽहिर्बुध्न्यः शं समुद्रः। शं नो अपांनपात्पेरु-स्तु शं नः पृश्निर्भवतु देवगोपाः ॥१३॥

(۱۳) "وہ اجنما (نہ جنم لینے والا) پرماتما۔ جو کہ اگنی سے ان آدکوں کا شانت کرنیوالا یا کہ ایسے سنسار روپی برکش میں ایک انش کرکے سرو جگت کو اُتپن کرنیوالا ہے اور جو کہ اس جگت کو اپنی سوابھاوک شکتی سے رکھنے والا دیو ہے۔ وہ ہمارے لیئے شانتی دایک ہو۔ گارہپتیہ اگنی اور اُس سے کیئے جانیوالے سمپورن کرم ہمارے لیئے شانتی دایک ہوں۔ ستھول اور سوکشم دونوں پرکار کے سمدر (یعنی انترکش اور سمدر) ہمارے لیئے شانتی دایک ہوں۔ بجلی کی اگنی سے سمپورن جل کے برسانے والا پرماتما کل آفات سے ہمیں بچا کر شانتی دایک ہو اور ہمارے لیئے سکھدائی ہو"

इन्द्रो विश्वस्य राजति शन्नो अस्तु

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

द्विपदे शं चतुष्पदे॥१४॥

(۱۴) "ہے پرماتمن! چونکہ آپ بجلی کی طرح سارے برہمانڈ میں پرکاشمان ہو رہے ہیں۔ اس لیئے آپ سے پرارتھنا ہے کہ آپ ہمارے دوپائے اور چوپائے متعلقین کو سکھی کیجئے۔"

शं नो वातः पवताᳪं शं नस्तपतु सूर्य्यः।
शं नः कनिक्रदद्देवः पर्जन्यो ऽ अभि वर्षतु॥
१५॥

(۱۵) "ہے پرمیشور! ہمیں ایسی شکشا دیجئے جس سے کہ ہوا ہمارے لیئے مفید چلے۔ سورج ہمارے لیئے مفید تپش بھیجے۔ شور مچاتی ہوئی اگنی ہمارے لیئے سکھ کا باعث ہو۔ اور بادل ہمارے لیئے سب اطراف سے مفید بارش کریں۔ (یعنی ہمیں ایسی عقل دیجئے۔ کہ ہم اپنے عمل سے ان سب کو اپنے لیئے مفید بنانے میں کامیاب ہوں)"

अहानि शं भवन्तु नः शᳪं रात्रीः प्रति-
धीयताम्। शं न इन्द्राग्नी भवतामवोभिः शं न
इन्द्रावरुणा रातहव्या। शं न इन्द्रापूषणा वाज-
सातौ शमिन्द्रासोमा सुविताय शं योः॥१६॥

(۱۶) "ہے پرم پتا! ہمیں ایسی شکشا دیجئے۔ جس سے کہ اپنی حفاظت کا سبق دیتے ہوئے دن ہمارے لیئے سکھ کاری ہوں۔ راتیں ہمارے لیئے سکھ کا باعث آویں۔ آگ کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ساتھ رہنے والی بجلی مع آگ کے ہمارے لیئے کلیان کاری ہوں۔ حاصل کرنے کے لائق جل میں رہنے والی بجلی اور جل ہمارے لیئے سکھہ کاری ہو۔ عمدہ اناج پیدا کرنے والی پرتھوی (زمین) میں رہنے والی بجلی اور پرتھوی ہمارے لیئے سکھہ کاری ہوں اور اوشدھیوں میں رہنے والی بجلی اور اوشدھیاں ہمارے لیئے سکھہ کاری ہوں۔"

शं नो देवीरभिष्टय ऽआपो भवन्तु पीतये।
शंयोरभि स्रवन्तु नः ॥१७

(۱۷) "ہے شانتی سروایک پربھو! ہمیں ایسی شکشا دیجیو۔ جس سے کہ پرمانند تک لیجانے والے پینے کے لائق۔ اُتم۔ بھوتک اور آتمک (مادی اور روحانی) دونو قسموں کے جل ہمارے لیئے سُکھہ کاری ہوویں۔ اور وے جل ہم پر سب طرفوں سے سُکھہ کی بارش کریں"

द्यौः शान्तिरन्तरिक्षं शान्तिः पृथिवी शा-
न्तिरापः शान्तिरोषधयः शान्तिः। वनस्पतयः शा-
न्तिर्विश्वे देवाः शान्तिर्ब्रह्म शान्तिः सर्वं शान्तिः
शान्तिरेव शान्तिः सा मा शान्तिरेधि ॥१८॥

(۱۸) "ہے شانتی ساگر جگد گرو! مجھہ کو وہ شانتی حاصل ہو۔ جس سے کہ (۱) سورج آدی پرکاشمان پدارتھہ (۲) انترکش (۳) پرتھوی (۴) جل۔ (۵) اوشدھیاں (۶) نباتات۔ (۷) عالمان باعمل (۸) وید روپی گیان اور سب شانتی ہی شانتی دینے والے ہوں"

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

तच्चक्षुर्देवहितं पुरस्ताच्छुक्रमुच्चरत्। पश्येम
शरदः शतं जीवेम शरदः शतꣳ शृणुयाम शरदः श
तं प्रब्रवाम शरदः शतमदीनाः स्याम श
रदः शतं भूयश्च शरदः शतात्॥१९

(۱۹) "ہے عالموں کے دوست - شُدھ - سارے جہان کو سیدھا راستہ دکھانے
والے آپ جو انادی کال (ابد) سے ہمہ دان ہیں - آپکی ہی ہم سو برس
(یعنی پوری عمر) تک دیکھیں - آپ کا ہی آشرے سے سو برس تک جیون بتیت
کریں - آپکے ہی منگل لش کو سو برس تک سنیں - آپکے گنوں کا ہی سو برس
تک اپدیش کریں - سو برس تک آپکی کرپا سے مضبوط رہیں - اور سو برس سے
زیادہ عرصے تک بھی اسی طرح دیکھیں - جیویں - سنیں - اپدیش کریں
اور مضبوط رہیں -"

यज्जाग्रतो दूरमुदैति दैवं तदु सुप्तस्य तथैवैति
। दूरंगमं ज्योतिषां ज्योतिरेकं तन्मे मनः शिवसं
कल्पमस्तु ॥२०॥

(۲۰) "ہے کلیان مئے پرمیشور! جیو آتما کا سادھن - دور دراز سفر طے کرنیوالا
پرکاشمان اندریوں کا بھی پرکاشک (یعنی روشن کرنے والا) سب اندریوں کا
راجا ایک - جو کہ جاگرت اوستھا میں دور دور بھاگتا ہے - اور جو نیند کی
حالت میں اندر اسی طرح بیوہار کرتا ہے - وہ میرا من نیک خواہشوں والا ہووے -"

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

येन कर्माण्यपसो मनीषिणो यज्ञे कृण्वन्ति विदथेषु धीराः। यदपूर्वं यक्षमन्तः प्रजानां तन्मे मनः शिवसंकल्पमस्तु ॥२१॥

"(۲۱) ہے یگیہ سروپ پرمیشور! جسکے ذریعہ متین شیل یوگی پُرش یگیہ اور گیان سمبندھی کرنے کے لائق کاموں کو کرتے ہیں - جو اعلیٰ صفات سے موصوف انسانوں کے ہردیوں میں ستکار کے لائق ہے - وہ میرا من دھارمک خواہشوں سے بھرپور ہووے -"

यत्प्रज्ञानमुत चेतो धृतिश्च यज्ज्योतिरन्तरमृतं प्रजासु। यस्मान्न ऋते किंचन कर्म क्रियते तन्मे मनः शिवसंकल्पमस्तु ॥२२॥

"(۲۲) ہے سرو ادھار جگدیشور! جو برہم گیان کا پیدا کرنیوالا قوت حافظہ کا سا ذہن دھیرج کا منبع اور اچھے کاموں کا ذریعہ انسانوں کے انتہ کرنوں کے اندر جیو آتما کا ساتھی ہونے سے ناش رہت اور سب چیزوں کو روشن کرنیوالا ہے - جسکے بغیر کوئی بھی کام نہیں کیا جاتا - وہ میرا من نیک خواہشوں کا پیدا کرنیوالا ہو"

येनेदं भूतं भुवनं भविष्यत्परिगृहीतममृतेन सर्वम्। येन यज्ञस्तायते सप्तहोता तन्मे मनः शिवसंकल्पमस्तु ॥२३॥

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

(۲۳) "ہے ترِیکا لگیہ پرمیشور! جس من کے ذریعہ ماضی حال اور مستقبل اِن سب زمانوں کا حال حاصل ہوتا ہے۔ جو ساتوں یگیہ کرنیوالوں (یعنے پانچوں پران - جیو آتما - اور پرکرتی) کے اصولوں کا مرکز ہے - اور جسمیں گیان کے اصول وسعت پاتے ہیں - وہ میرا من مکتی کی خواہش رکھنے والا ہو"

यस्मिन्नृचः साम यजूंषि यस्मिन प्रतिष्ठिता रथनाभाविवाराः। यस्मिंश्चित्तं सर्वमोतं प्रजानां तन्मे मनः शिवसंकल्पमस्तु ॥२४॥

(۲۴) "ہے ویدپ ودیا کے گیان کے دینے والے پرمیشور! جسکے گرد رگوید - سام وید یجروید اور اتھروید اس طرح پر لگے ہوتے ہیں جس طرح رتھ کے گرد آرا لگے ہوئے ہوتے ہیں (یعنے جو چاروں ویدوں کا مرکز ہے) جسمیں انسانوں کا سارا گیان بندھا ہوا ہے - وہ میرا من وگیان کی خواہش کرنے والا ہو"

सुषारथिरश्वानिव यन्मनुष्यान्नेनीयतेऽभीशुभिर्वाजिनइव। हृत्प्रतिष्ठं यदजिरं जविष्ठं तन्मे मनः शिवसंकल्पमस्तु ॥२५॥

(۲۵) "ہے من کے مالک پرمیشور! جس طرح چتر رتھ وان گھوڑوں کو جسطرف چاہتا ہے چلاتا ہے - اُس طرح پر انسانوں کو تیزی سے اِدہر اُدہر گھمانیوالا اور جیسے لگام کے ذریعہ تیز گھوڑوں کو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

رکھشا دان دشن میں کرتا ہے - ویسا بیوہار کرنیوالا ہردیہ میں
سیہت بڑھاپے کی آفتوں سے . بری نہایت ہی تیز میرا
من نسنگل اچھا کرنے والا ہو - "

स नः पवस्व शङ्गवे शं जनाय शमर्वते शं राजन्नोषधीभ्यः ॥२६॥

"(۲۶) ہے پرماتمن ! راجا ہمارے گئو آدی پشوؤں کی رکشا کرے
ہمارے پتر آدکوں کو اچھے مارگ میں چلاکر انکی رکشا کرے
اور ہمارے اشو آدکوں کی رکشا کرے اور ہماری اوشدھیوں
کی چکتسا کے پرچار سے رکشا کرے "

अभयं नः करत्यन्तरिक्षमभयं द्यावापृथिवी उभे इमे । अभयं पश्चादभयं पुरस्तादुत्तरादधरादभयं नो अस्तु ॥२७

अभयं मित्रादभयममित्रादभयं ज्ञातादभयं परोक्षात् । अभयं नक्तमभयं दिवा नः सर्वा आशा मम मित्रं भवन्तु ॥२८॥

"(۲۷) و (۲۸) ہے پرماتمن ! ہمارے لیئے انترکش ابھے ہو - اور دھاتا

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نربھے ہوکر ہم انترکش کے پدارتھوں پر وچار کریں
تاراگن اور پرتھوی کے پدارتھ ہمارے لئے ابھے ہوں
یعنی جوتش اور بھوگربھ ودیا سے بہوشت ہوویں۔ ہمارے
گزشتہ افعال ابھے روپ ہوں۔ اور چاروں طرف سے
ہم نربھے ہوویں۔ متر اور شتروں سے ہم نڈر ہوویں
گیات اور اگیات کرموں سے ہم نڈر ہوں۔ ہمارا رات
دن ہمارے لئے ابھے کا کارن ہو۔ یعنی ہم دن رات کے
کاموں کو نشچنت ہوکر کریں۔ حاصل کلام یہ کہ سب
دشائیں ہمارے لئے متر روپ ہوں ۔۔

समाप्त

مطبوعہ دھرم پرچارک پریس جالندھر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اخبار ست دھرم پرچارک

ہر ہفتہ جالندھر شہر سے شائع ہوتا ہے۔ پراچین ویدک دھرم کی خوبیاں ظاہر کرنا اور بالمقابل روحانی جسمانی اور مجلسی مضامین پر بحث کرنا اس اخبار کا مقصد ہے۔ سچے دھرم کا پیغام ہزاروں تک پہونچانا اس کا فرض ہے۔ اور جس خوبی سے اس فرض کو اس نے ادا کیا ہے۔ اس سے ایک زمانہ آگاہ ہے۔ ہر ایک گھر میں اسکی ایک کاپی موجود ہونی چاہیئے۔

خریداری کی درخواستیں مینیجر ست دھرم پرچارک جالندھر شہر آنی چاہیئے۔

قیمت سالانہ معہ محصولڈاک عہ

طالب علموں سے ے

المشتہر منیجر اخبار ست دھرم پرچارک جالندھر شہر

مطبع ست دھرم پرچارک کا کتبخانہ

علاوہ پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کی تصانیف کے جنکی فہرست خاتمہ پر درج ہے۔ سوامی دیانند سرستی کی تصانیف اور آریہ سماج کے متعلق ہر قسم کا لٹریچر اس کتب خانہ سے قیمتاً مل سکتا ہے۔ فہرست کتب ۔ ٹکٹ بھیجنے پر مفت مل سکتی ہے۔

المشتہر

منیجر ست دھرم پرچارک جالندھر شہر

Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

فہرست کتب مصنفہ پنڈت لیکھرام آریہ مسافر

مطبع ست دہرم پرچارک جالندہر شہر سے مل سکتی ہیں

ثبوت تناسخ - عیسائی مسلمان - برہمو دہرم صاحبان کی تمام اعتراضوں کی تردید قابل دید ہے قیمت مجلد ۸/

تکذیب براہین احمدیہ - حصہ اول محمدی اسلام کا زور توڑنے کے لیئے ایک سنگ شکن توپ ہے - مطبوعہ بار دوم قیمت مجلد ۱۲/

تکذیب براہین احمدیہ - حصہ دوم - جس میں مولوی نور الدین صاحب کی مصنفہ تصدیق براہین احمدیہ کا جواب باصواب ہے مجلد ۱/ غیر مجلد ۱۲/

نسخہ خبط احمدیہ - خبط قادیانی کیلئے مسیحائی نسخہ ہے ۱/

مسئلہ جہاد محمدی اسلام دنیا میں کس طرح پھیلا قرآن و حدیث سے ثابت کیا گیا ہے - مجلد ۳/

صداقت دہرم آریہ - بجواب رسالہ صداقت مذہب ۱/

اظہار حق محمدی بھائیوں کے دو چھوٹے رسالوں کا جواب ۱/

راہ نجات - جس میں قرآن کی نجات کا بیان ہے ۱/

حجۃ الاسلام - قابل دید کتاب ہے ۸/

کرشچین مت درپن - عیسائی دین کی تمام مشہور مسائل پر نقلی و عقلی دلائل سے بحث کی گئی ہے ۸/

صداقت اصول و تعلیم آریہ سماج ڈاکٹر ہنری مارٹن و کھڑک سنگھ وغیرہ کے چھ رسالوں کی تردید ہے قیمت مجلد ... ۱۲/

موتی پرکاش ۱/

سچے دہرم کی شہادت - پادری عماد الدین صاحب کی تحقیق دین حق کا الزامی و تحقیقی جواب ہے ۱/

صداقت رگوید - ڈپٹی عبد اللہ آتہم صاحب مسیحی کے ماہر رگ وید کا جواب ہے - مجلد ۱/

تاریخ دنیا حصہ اول و دوم - سرشٹی اُتپتی و رسم و رواج و ہندوؤں و مسلمانوں کی بابت تاریخی و علمی تحقیقات ہے - قیمت مجلد ۱/

مردہ ضرور جلانا چاہیئے - مردوں کے سنسکار کی بابت مذہبی و علمی تحقیقات ۱/

سیاحت کو پاپ نہیں دہرم سمجھو بلکہ اعتراضوں کا جواب

پنڈت بیوگان ... ... قیمت مجلد ۱/

سیلہ کمیٹی ہندو اپدیشک آریہ دہرم پرچار ۱/

ریاست نابہ میں ویدک دہرم پرچار قیمت ۱/

مسئلہ نیوگ ... ... قیمت ۱/

عطر روحانی ... ... قیمت ۱/

پوران کس نے بنائے ۱/

آریہ ہندو اور نستے کی تحقیقات قیمت مجلد ۱/

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اوم

اہل اسلام بلا کسی جایز وجہ کے مجھ پر ناراض ہوتے ہیں اور مجھ کو تکلیف دینا چاہتے ہیں وہ بیوجہ مجھ سے کینہ رکھتے ہیں اور محض بھول سے مجھے اپنا دشمن خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ میرے دل میں جسقدر پریم انکے لئے ہے اور کسی کے لئے نہیں ہے میری زبردست خواہش ہے کہ جو جو غلط اعتقادات اُن کے دلوں میں بیٹھ گئے ہیں انکو شائستگی علم عقل۔ دلیل اور منطق سے درست کر دیویں ؛

(لیکھرام)

580

उर्दू संग्रह

पुस्तक का नाम पण्डित लेख राम आर्य मुसाफिर का जीवन चरित

लेखक महाशय श्याम लाल जी

प्रकाशन वर्ष 1912

आगत संख्या 580

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سمرپن

آریہ پُرش میرے معزز بھائی شریمان برہمچاری آنند چندر ایڈیٹر اخبار ستیہ دھرم پرچارک گروکل کانگڑی کے نام نامی سے اچھی طرح واقف ہیں آپ نے اپنی خداداد لیاقت و قابلیت سے اخبار ستیہ دھرم پرچارک کی حالت کو جس طرح تبدیل کیا ہے وہ بھی ناظرین سے پوشیدہ نہیں ہے سچ تو یہ ہے کہ معزز بھائی نے اپنی پُرزور مگر سنجیدہ قلم سے اخبار ستیہ دھرم پرچارک کو قابل قدر بلکہ قابل رشک بنا دیا ہے میں اپنی اس ناچیز تصنیف کو اپنے معزز بھائی کے شُبھ نام سے موسوم کرتا ہوں - اور آشا کرتا ہوں کہ مانئیہ اور بزرگ بھائی میری پرارتھنا کو سویکار کرتے ہوئے اس سمرپن کو شرف قبولیت بخشیں گے ؏

(شام لال مولف)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دیباچہ

میرے معزز دوستو! بھائیو! اور بزرگو! میں اس جگہ کوئی بھڑکدار دیباچہ لکھنے کے لئے تیار نہیں ہوں بلکہ میرا خیال ہے کہ آریہ سماج کی ضروریات۔ شری دھرم ویر پنڈت لیکھرام جی آریہ مسافر کا کام اور انکی زبردست شہادت یہ ایسی باتیں ہیں کہ جو خود بخود زبان حال سے ایک ایسے دیباچہ کا کام دے رہی ہیں۔ کہ جس کا ایک ایک لفظ کسی نوجوان کے سرخ خون سے لکھا ہوا ہو۔ کاش کہ میں اس وقت کوئی ایسا قصہ بیان کرتا ہوتا کہ جس کا نتیجہ شریمان دھرم ویر پنڈت لیکھرام جی کی موت نہ ہوتا۔ کونسا دل ہے جو شریمان دھرم ویر پنڈت لیکھرام جی آریہ مسافر کی موت کے حالات کو پڑھ کر اور سن کر آنسو نہ بہائے۔ شریمان دھرم ویر کی موت خواہ آریہ سماج اور آریہ پرشوں کے لئے ایک مبارک موت ہو۔ خواہ وہ خود شریمان دھرم ویر پنڈت لیکھرام جی کے لئے کیسی ہی مبارک کہی جا سکے۔ لیکن اس میں ذرا بھی شک نہیں ہے کہ دھرم ویر کی موت معمولی موت نہیں ہے۔ شریمان مہاتما منشی رام جی جگیاسو نے دھرم ویر کی موت کے حالات ستیہ دھرم پرچارک میں لکھتے ہوئے جس قسم کے حالات کو قلمبند کیا ہے۔ ان کو پڑھ کر ایک پتھر دل شخص بھی آنسو بہائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ میں اس جگہ ان الفاظ کو دوہرانے کی ضرورت خیال نہیں کرتا بلکہ میں اپنا فرض یہی سمجھتا ہوں کہ اپنے دیباچہ میں اپنے معزز دوستوں اور بزرگوں کے سامنے شریمان دھرم ویر پنڈت جی کے دلی حالات کا نقشہ کھینچ دوں۔ چونکہ خود شریمان پنڈت جی کے دل کا نقشہ آپکے سامنے کھینچنا ہے۔ اس لئے یہ اور بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسکو اپنے الفاظ میں کھینچنے کی بجائے خود شریمان پنڈت جی کے الفاظ میں ہی کھینچوں۔ چنانچہ اس مطلب کے لئے میں آپکی توجہ شریمان دھرم ویر پنڈت لیکھرام جی کی اُس التماس کی طرف کھینچتا ہوں۔ کہ جو انہوں نے تکذیب براہین احمدیہ کے خاتمہ پر کی تھی۔ لیجئے شریمان پنڈت جی کے دل کے عکس کو ان الفاظ میں دیکھئے:-

"التماس"

اے ویدک دھرمی بھائیو۔ اور ہمارے بچھڑے ہوئے دوستو! آریہ ورت کے ٹکڑو اور بھارت کے سخت جگرو!! ہندوستان کے پیارو!!! پرماتما نے آپکو اور ہمکو ایک ہی قسم کے عناصر خمسہ سے پیدا کیا۔ ایک ہی دانہ پانی ہمارے لئے مستعمل ہے۔ ایک ہی ہوا پر ہماری گذران ہے ایک ہی زمین ہماری استراحت کے لئے ...

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں۔ بھائیوں کو قصائیوں سے بدتر مخالف جانتے ہیں۔ باوجود قدرتی تعلقات کے ہم بُعد المشرقین کی مسافت میں پڑے ہوئے ہیں۔ اِس گذارش سے جو میرا مدعا ہے اُسے غور سے پڑھو۔ سمجھو۔ بچارو۔ سوچو۔ مطالعہ کرو۔ دل میں جگہ دو۔ بعد ازاں جو چاہو سو کہو تخمیناً سات سو سال کا عرصہ گزرا کہ ہم دونوں میں ایک ہی تھیں۔ ہمارا دھرم ایک تھا۔ ہمارے کرم ایک تھے۔ ہمارے باپ دادا ایک ہی سلسل سلسلہ میں تھے۔ ہماری خوراک ایک ہی تھی۔ اور پوشاک بھی ایک ہی تھی۔ ہمارے خون ایک ہی تھے۔ اور ہماری حرکتیں بھی ایک ہی اُسوقت آپ جانتے ہیں کہ ہماری اور آپکی تفریق نہ تھی۔ اور نہ کسی طرح قومی نفاق تھا۔ جب مغرب کی طرف سے تیغ کا طوفان آیا۔ اور جبر و اکراہ سے تلوار چلانے اور جور و ظلم کمانے لگے۔ اسوقت میں فاتح اور مفتوح کی جو حالت ہوتی ہے۔ وہ کسی تواریخ دان انصاف پسند سے مخفی نہیں ہے۔ پس اُس بادشاہ گردی کے زمانہ میں جب جسکی لاٹھی اُسی کی بھینس کی نوبت تھی۔ اور ہر ایک کو جان و مال کی حفاظت کی تشویش پڑ رہی تھی۔ باپ بیٹے کے اور بھائی بھائی کے خبرگیراں بلکہ خیرخواہی کے خواہاں کم رہے۔ محمود غزنوی کے جور و ظلم اورنگ زیب کے کشت و خون محمد شاہ اور نادر شاہ کے زمانہ کی قتل عام۔ احمد شاہ ابدالی اور تیمور وغیرہ کی خونریزیاں جن کے ہاتھوں سے اتہاس یعنی تواریخ خون رو رہی ہے۔ وہی زمانے تھے جن سے آپکی اور ہماری جدائی کی نامبارک بنیاد رکھی گئی۔ وہی دور تھے جبکہ یہ نفاق کی جدائی کا بیج بویا گیا۔ وہی وقت تھے جبکہ پھوٹ کے پودے بوئے جانیکا آغاز ہوا۔ پست ہمت اور بزدل اولاد جنہوں نے جان پیاری کی طمع نفسانی کے داؤ پیچ میں شہوت جوانی کے سبب ہمت ہاری۔ وہی لوگ خواہ زوراً یا جابیر طمع سے دین مسلمانی پر مجبور ہوئے۔

فخرِ قوم آریہ **حقیقت رائے** کی داستان جس قدر قابل افسوس اور حسرتناک ہے اُس سے کوئی مسلمان بھائی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ اور جس قدر ظلم سے اُس طفل رحم دل کی جان لی گئی۔ اہل درد منصف مزاجوں کے دل اُس کے واسطے "ناسور" آنسو بہاتے ہیں۔ غرضیکہ اِس قسم کے جور و جفائیں اور ظلم اور دباؤں سے آپکے بزرگوں کو دین اسلام قبول کرایا گیا۔ اور ہزاروں لاکھوں بزرگ اُس طفل معصوم کی طرح آپ (حملہ آوروں) کے ہاتھوں اور تلواروں سے شہید ہوئے۔ مگر تھوڑے عرصہ کے بعد وہ جوش فہم النفاق کو زوال آیا اور سلطنت نے پلٹا کھایا۔ داناؤں نے سچ کہا ہے ؎

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جو کہ ظالم ہے وہ ہرگز پھولتا پھلتا نہیں * سبز ہوتی کھیت دیکھا ہی کبھو شمشیر کا

پرمیشور نے ان کے قہرِ سلطانی سے بچانے کے لئے کمپنی کو تجارت ہند کے لئے مستعد بنایا جس نے ان ظالموں کے پنجوں سے علم اور تدبیر سے اور عقل اور شمشیر سے ہندوستان کے اسیروں کو چھوڑایا لگ امن و چین سے زندگی گذارنے لگے اور بیقرار دلوں کو قرار آیا۔ بعد ازاں جب کمپنی کے ٹھیکہ کی میعاد منقضی ہوئی تو جناب **ملکۂ معظمہ قیصر ہند و انگلینڈ** دامت سلطنتہا نے عنانِ حکومت قبضہ خود میں لاکر علم و عقل کا پھیلانا شروع کیا۔ جسکی برکت و اقبال سے ہر طرف امن و امان ہو کر چوروں کے ظلم اور ٹھگوں کے تشدد کی تباہی رفع ہوئی۔ لٹیروں سے اہل ملک نے نجات پائی اور سبھی اپنی اپنی حالتوں کو سنبھالنے لگے۔ جب علم نے آنکھیں کھولیں اور ظلم کی تلوار کند ہو گئی۔ تب بہت سے داناؤں اور بزرگوں کے خون پر فدا ہونیوالوں نے پرائشچت کی تجویز کی۔ مگر ہمارے برہمن بھائی خوف و غضب گزشتہ سے واپس کرنے پر راضی نہ ہوئے۔ چنانچہ وہ اسوقت غلطی یا کسی خاص مصلحت سے شدھ نہ کئے گئے۔ مثل مشہور ہے۔ کہ "سو برس کے بعد خدا کورہی کی بھی سنتا ہے"! ہندوستان کی بری حالت نے بھی پلٹا کھایا اور آفتابِ صداقت و دھرم نے طلوع فرمایا یعنی جب زمانِ نحوست اور ایام برائی منقطع ہوئے۔ تو شریمان پرم سجان سوامی **دیانند سرسوتی** جی رونق افروز ہوئے۔ جو اور لوگوں سے طمع اور تلوار سے نہ ہو سکا۔ وہ دلائل و براہین اور نصیحت و اپدیش سے کر دکھلایا۔ اسوقت تک قریباً ڈیڑھ ہزار سے کہ مسلمان و عیسائی شدہ ہندو بھائی بعد پرائشچت دست اپدیش کے آریہ دھرم میں واپس کئے گئے۔ اور صدق دل سے انہوں نے بھی ضلالت سے نکلکر وید مقدس پر ایمان لایا۔ اور نہایت محبت و پریم سے ہمارے برہمن بھائیوں نے بھی انہیں بھائی سمجھ برادری میں شریک فرمایا۔ اور گزشتہ قصورات معاف فرمائے۔ کیونکہ وہ غلطی اور ظلم پر مبنی تھے تمام آریہ ورت کے فاضل پنڈت اس مہاتما کے شکر گذار ہو کر ممنون ہو رہے ہیں۔ بنارس۔ جموں۔ امرتسر۔ لاہور کے مہاتما پنڈتوں نے اس مبارک کام میں فتوے دئیے۔ جوق در جوق لوگ شدھ ہو رہے ہیں۔ اور عربی کی یہ مثال **و رائیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجاً** "اور دیکھے تو لوگوں کو داخل ہوتے ہیں پرماتما کے سچے دھرم میں گروہ گروہ" یعنی کثرت سے سچا دھرم پھیل رہا ہے۔ اور لوگ بھٹکے ہوئے پرائشچت کرا رہے ہیں۔ آپ میں اگر بزرگوں کے خون کا ذرہ نشان باقی ہے۔ اگر ان بزرگوں کے تسلسل قومی کا کچھ اثر ہے۔ اگر تمکی رقومی ہمدردی نام تک موجود ہے۔ اگر زندگی کی سچائی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی کچھ تاثیر رکھتی ہو۔ اگر پرماتما سے محبت کی حقیقی التجا ہے۔ اگر علمی خزانوں سے مستفیض ہونا چاہتے ہو۔ اگر اُس پاک زبان کے مخفی جواہرات کی چمک سے دل منور کرنا چاہتے ہو۔ اگر ظلم دیکھ اُٹھانے کے عادی نہیں ہوئے۔ اگر تواریخ سے کچھ بھی سبق سیکھا ہے۔ اگر اخلاق و محبت کا دل پر اثر رکھتے ہو۔ تو اے پیارے عزیزو بھائیو! آؤ ملو!! پریم سے سوچ بچار کرو!!! جسکو غلط سمجھو چھوڑ دو حقیقی جوش سے چھوڑ دو سچی زندگی کے لئے چھوڑ دو۔ دلی ایمان سے چھوڑ دو جہالت کو اور کفر کو دل میں مت رکھو۔ ہٹ دھرمی کو مت چھپاؤ۔ بغض و تعصب کے نزدیک مت جاؤ۔ کس نے ڈھونڈھا جسے نہ ملا۔ اور کسنے چاہا جسکو نہ دکھائی دیا۔ صداقت اور پیار سے اسکو مطالعہ کرو۔ تاکہ نفاق دور ہو کر ہم اور آپ بھائی بنیں۔ خدا آپکو توفیق دیوے۔ اسے پرماتما ہماری التماس ہمارے محمدی بھائیوں کے دلوں میں عموماً اور مرزا صاحب کے دل میں خصوصاً جاگزین کر تاکہ نفاق کا ستیاناس ہو۔ اور دھرم کا پرکاش ✤

الملتمس۔ خیر خواہ ملک و قوم آریہ مسافر لیکھرام م

مذکورہ بالا الفاظ جو دھرم ویر کے سچے دل سے نکلے ہوئے ہیں۔ تمام معاملات کو صاف اور واضح کر دیتے ہیں۔ یہ الفاظ جو اپنے اندر اس قدر سچائی لئے ہوئے ہیں۔ دھرم ویر کے دلی حالات کو واضح کرنے کے لئے کافی ہیں۔ اور اس بات کی کچھ بھی ضرورت نہیں ہے۔ کہ ان میں کچھ بھی اضافہ کیا جاوے۔ البتہ میں اس قدر کہنا چاہتا ہوں کہ دھرم ویر کے جیون چرتر کو شائع کرنے سے میرا ایک ہی مدعا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ آریہ پُرش وچار کریں کہ ویدک دھرم پرچار کے متعلق ہمارے فرائض کیا ہیں۔ اگر شریمان پنڈت لیکھرام جی کا جیون چرتر آریہ پُرشوں کی توجہ کو اپنے کرتویہ کی طرف مبذول کر سکے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ان چند سطور کا مطلب پورا ہوگیا ہے۔ میں اپنے دیباچہ کو مہرشی دیانند کے مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ ختم کرتا ہوں۔

"فاضل اور نیک شخصوں کا اعلیٰ فرض یہی ہے کہ تقریر اور تحریر کے ذریعہ سچ اور جھوٹ کا نقشہ سب کے سامنے رکھ دیں۔ تاکہ وہ خود اپنے لئے مفید اور غیر مفید کو سوچ سمجھ کر سچ کو اختیار اور جھوٹ کو چھوڑ کر ہمیشہ آنند میں رہیں۔ گو انسانی ضمیر سچ اور جھوٹ میں تمیز کر سکتی ہے مگر مطلب براری۔ ضد۔ ہٹ دھرمی اور بے علمی وغیرہ عیبوں سے بجائے سچ کے جھوٹ کی طرف جھک جاتی ہے۔ منشا یہ ہے کہ انسانوں کی ترقی اور فلاح ہو اور لوگ حق و ناحق کو پہچان کر سچ کو قبول اور جھوٹ کو ترک کریں۔ کیونکہ تلقین حق کے سوائے انسانی ترقی کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔" (مولف)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

شریمان دھرم ویر پنڈت لیکھرام جی آریہ مُسافر

کا

جیون چرتر

حصہ اول

پہلا باب

پیدائش اور طفولیت

اِس سنسار میں ہر ایک سچی تحریک کو جاری رکھنے کے لئے سچے اور نہار مک آدمیوں کی ضرورت رہی ہے۔ اور آئندہ بھی رہیگی۔ اِتہاس اس بات کی شہادت ہے کہ جہاں کہیں قوم کی قوم یا مُلک کا مُلک بُرائیوں اور شرارتوں کا شکار ہوا ہے۔ وہاں ہی کوئی نہ کوئی ریفارمر پیدا ہوگیا ہے۔ جو اِتہاس ہمارے سامنے یہ مثال پیش کرتا ہے۔ وہی اِتہاس ہمکو یہ بھی بتاتا ہے کہ ہر ایک ریفارمر کو اِن لوگوں کے ہاتھوں ہی تکالیف اُٹھانی پڑی ہیں کہ جن کے سُدھارنے کا کام وہ ریفارمر کرتا تھا۔ سقراط کو زہر کا پیالہ پلانیوالے وہی شخص تھے۔ کہ جن کے جیون کو اونچیہ بنانا سقراط اپنی زندگی کا مشن خیال کرتا تھا۔ اٹلی کے مشہور ہیئت دان گلسیلو کو قبول ترقی موت کا شربت پلانیوالے وہی شخص تھے کہ جنکو گلیلو اپنے دماغ سے اعلےٰ اعلےٰ باتیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بتاکر اونچے خیالات کی سیر کرانا چاہتا تھا۔ وہ جن لوگوں کو بتانا چاہتا تھا کہ زمین گول ہے اُنہی بیوقوف لوگوں نے اُسکو شربت موت پلایا۔ برلو بھی اٹلی کا ایک مشہور رہنے والا تھا۔ لیکن یہ دانشمند بھی اُن ہی لوگوں کے ہاتھوں ستایا گیا۔ کہ جن کے دماغوں کی اصلاح یہ اپنی معلومات سے کرنی چاہتا تھا۔ برلو نے الہام کیا تھا۔ کہ اس زمین کی مانند اور بھی زمینیں ہیں جہاں پہ کہ انسانی آبادی ممکن ہے۔ وہ اپنی یہ باتیں دوسرے لوگوں کو محض اسلئے بتاتا تھا کہ وہ غلط اعتقادات کو چھوڑ سکیں۔ لیکن نتیجہ یہ نکلا۔ کہ جن کے سدھار اور بھلائی کے لئے برلو ایسا کر رہا تھا اُنہوں نے ہی اُسے زندہ آگ میں جلا دیا۔ حضرت مسیح جن لوگوں کے سدھار کا شور مچاتا تھا۔ اُنہوں نے ہی اُسے صلیب پر چڑھایا۔ شنکر سوامی جن اشخاص کو سیدھے مارگ پر چلانے کا یتن کرتا تھا۔ اُن کے ہی ناپاک ہاتھوں موت کا شکار ہوا۔ رشی دیانند جن لوگوں کو سدھارنے کا پورا کام کر رہا تھا۔ اُنہوں نے ہی اُسے زہر دیا غرضیکہ جہاں اتہاس ہم کو بتاتا ہے کہ قوم کی قوم یا ملک کا ملک جب دکھوں اور مصیبتوں میں شکار ہوتا ہے۔ تو اسوقت ریفارمر اُس کے سدھارنے کا کام ہاتھ میں لے لیتا ہے۔ اسکے ساتھ ہی ہم کو یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ریفارمر ایسا نہیں ہوا کہ جس کے راستہ میں خاص اُنہیں لوگوں نے مشکلات کے کانٹے نہ بوئے ہوں کہ جن کے سدھارنے کا کام وہ کرتا یا سوچتا تھا۔ شری پنڈت لیکھرام بھی اُنہی لوگوں کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اُتارا گیا کہ جنکو از سر نو ہندو قوم کی گود میں لانا۔ ویدک دھرم انویائی بنانا یہ اپنا فرض خیال کرتا تھا پنڈت لیکھرام کیا تھا۔ اس نے گمراہ لوگوں کو راہ راست پہ لانیکا کیا کام کیا۔ اسکا اندازہ مندرجہ ذیل سطور سے بخوبی لگ سکتا ہے۔

پچاس سال سے زیادہ عرصہ ہوا سنہ ۱۸۵۸ء مطابق سمت ۱۹۱۵ بکرمی ۸ چیت بروز شکر اس دھرم ویر کا جنم بخانہ شریمان پنڈت تارا سنگھ جی شرما ساکن سید پور تحصیل چکوال ضلع جہلم ہوا۔ شریمان پنڈت تارا سنگھ جی موہیال براہمن تھے۔ اور اُسوقت کی رسم و رواج کے مطابق آپ بھی اُن تمام باتوں کو درست مانتے تھے۔ کہ جو بھولی بھالی ہندو قوم میں عام سے رواج پا چکی تھیں۔ شریمان پنڈت تارا سنگھ جی کے دو لڑکے تھے۔ اور ان میں سے بڑے بیٹے کا نام پنڈت لیکھرام تھا۔ پنڈت لیکھرام جی کی پیدائش کے وقت کس کو معلوم تھا کہ یہ دن دو قومی لیڈر دلوں سے گت جاویگا۔ کون جانتا تھا کہ اُسکی شخصیت ایک جہان

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

حقیقت ہوگی۔ کون اس بات کو سوچتا تھا۔ کہ اسکی موجودگی مجمع کثیر کی خوشی اور اسکی غیر موجودگی عوام کی رنجیدگی کا باعث ہوگی۔ غرضیکہ اسکی پیدائش کے وقت کون شخص بھی خیال کرتا تھا کہ پنڈت لیکھرام اپنے وقت کا ایک دہارمک اور سچا پرچارک ہوگا۔ اسکی پیدائش کے وقت کسی کو بھی یہ معلوم نہ تھا کہ وہ سچائی کا زبردست معاون ہوگا۔ اور سچائی پر ہی قربان ہو جائیگا۔ یہ بچہ جس نے اپنی آئندہ عمر میں اپنے قول و فعل سے لوگوں کو جتلایا کہ سچائی کیا ہے۔ اور اس کا پرچار کس طرح کیا جا سکتا ہے۔ ایسی حالات میں پیدا ہوا تھا کہ جنکو مدنظر رکھتے ہوئے ہر ایک شخص پنڈت لیکھرام جی کے کارہائے نمایاں کو دیکھ کر اور سنکر جو کہ انہوں نے اپنی زندگی میں کئے حیران ہو جاتا ہے۔

پانچ سال کی عمر تک اس بچے اور دیگر ہندو لڑکوں میں کوئی فرق نہیں تھا اگر کوئی فرق تھا تو وہ صرف یہ تھا۔ کہ جہاں دوسرے بچے عام طور پر اپنے ماتا پتا کے سنسکاروں کی بدولت ذرا ذرا سی بات سے خوف زدہ ہو جاتے۔ وہاں یہ شیر نر ہمیشہ نڈر بے ڈر رہتا۔ عام طور پر بچوں کی یہ حالت ہے کہ وہ خاص جانوروں کا نام سنکر کانپ اٹھتے ہیں۔ اور ضد سے باز آ جاتے ہیں۔ لیکن پنڈت لیکھرام جی کی حالت بچپن میں بھی قطعی اس کے برخلاف تھی۔ ان کے دل پر کبھی کسی ایسی ویسی بات کا اثر نہیں ہوا۔ اور انہوں نے عام بچوں کی طرح کبھی خوف نہیں کھایا۔ ماتا پتا نے اس ہونہار بچے کو علم کی دولت سے مالا مال ہونے کی غرض سے سکول میں بھیجا۔ اس پانچ سال کے بالک نے سکول میں آتے ہی نام پانا شروع کیا۔ اسکی مستقل مزاجی اس کے چالچلن کا ایک جز خیال کی جاتی تھی۔ بعض بعض باتیں پنڈت لیکھرام کے جیون میں اس قدر اثر کر چکی تھیں۔ کہ اب ان کا دور کرنا سخت مشکل کیا بلکہ ناممکن تھا۔ پنڈت جی نے اپنے پتا کو دیوی کی پوجا کرتے دیکھا تھا۔ اس لئے ان کے دل میں بھی دیوی شبد کے لئے خاص عزت تھی۔ اور وہ دیوی کی پوجا میں پتا کے ساتھ ساتھ خوب حصہ لیتے تھے۔ ان کو اس وقت بھی اگرچہ بعض بعض باتوں کو کھوج کھوج کر دریافت کرنے کی عادت تھی۔ لیکن سچ اور جھوٹ کو نرنے کرنے کی تمیز کوئی ایسی معمولی سی بات نہیں ہے۔ کہ سب کوئی ایسی چھوٹی عمر کے بچے اپنی زندگی کا مشن بنا سکیں۔ چنانچہ یہی کارن ہے کہ اسوقت پنڈت لیکھرام جی کے جیون میں بعض باتوں کے لئے سخت ہٹ اور ضد تھی۔ دیوی کی پوجا اور بھگتی کا خیال

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ان کے دل میں ایسا اثر کئے ہوئے تھا۔ کہ کوئی شخص اُن کے خیالات کی تردید یا مخالفت نہیں کر سکتا تھا۔ اِس کے علاوہ اور بھی کئی باتیں تھیں کہ جن کے لئے غضب کا ہٹ آپکے دل میں تھا۔ مثلاً مسلمانوں کے برتن کا پانی پینا آپکو پسند نہیں تھا۔ اِس لئے بعض دفعہ سخت سے سخت پیاس لگنے پر بھی آپ نے کبھی سکول میں پانی نہیں پیا۔ بلکہ اُسوقت تک پیاس کی تکلیف برداشت کرتے تھے۔ جب تک کہ گھر پہونچکر ماتا سے لیکر پانی نہ پیویں۔ اُسوقت کا ایک واقعہ خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ یعنی گرمی کی موسم تھی اور دوپہر کا وقت تھا۔ پنڈت جی سکول میں تھے۔ کہ آپکو پیاس لگی۔ چھٹی کے گھنٹہ میں کافی دیر تھی اور اُسوقت تک پیاس کو روکے رکھنا ناممکن معلوم ہوتا تھا۔ پنڈت جی نے جوں توں کر کے تھوڑا سا وقت گذارا لیکن پیاس نے پیچھا نہ چھوڑا۔ آخر پنڈت جی نے اُستاد سے گھر جاکر پانی پی آنیکی اجازت مانگی۔ اُستاد نے سادہ سا طور پر کہا کہ گھر جانے کی نسبت سکول میں ہی پانی پی لینا اچھا ہے بات معمولی تھی ممکن ہے کہ راستہ کی دھوپ وغیرہ کے خیال سے کہی گئی ہو۔ لیکن جس لیکھرام نے آج تک اِس قسم کے معاملات میں اپنے تعصبات کو قایم رکھا تھا۔ وہ کب اُستاد کی اِس بات کے آگے سر جھکا سکتا تھا۔ اُس نے اُس جگہ پانی پینے سے انکار کر دیا۔ لیکھرام جیسا بچہ یہ بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اُس کا پانی پینے سے انکار کرنا اُستاد کے لئے باعث ملال ہوگا۔ لیکن وہ محسوس کر سکتا یا نہ کر سکتا ہم اِس بات کے لئے ضرور مجبور تھا کہ اُستاد کی ناراضگی کی سزا برداشت کرے۔ چنانچہ اُستاد کے حکم سے وہ گھر نہ جاسکا۔ بلکہ اُس کے لئے یہ حکم تھا۔ کہ اگر وہ سکول میں پانی نہیں پیتا اُس کے لئے گھر جانے کی بھی اجازت نہیں ہے۔ وقت بڑا خراب تھا پیاس نے ننھے سے حلق میں غضب برپا کر رکھا تھا۔ دوپہر کی بڑھتی ہوئی گرمی الگ ستم کر رہی تھی۔ یہ سب تھا لیکن پنڈت لیکھرام نے پانی نہ پیا پر نہ پیا۔ ہر چند گھنٹے بغیر پانی پینے کے بسر کر دئیے۔ مگر اپنے تعصبات کو صدمہ نہ پہونچایا۔ اُنہوں نے پانی اُس وقت پیا۔ جب کہ وہ چھٹی کے بعد گھر آگئے۔ یہی ایک واقعہ نہیں تھا۔ کہ جو آپکے اُسوقت کے کیریکٹر پر روشنی ڈال سکے نہیں اِس کے علاوہ روزمرہ کے حالات کچھ اسی قسم کے تھے۔ اپنا سبق یاد کرنا اور سکول کا کام وقت سے پہلے ختم کرنا۔ اور اُستاد کو سنانا بھی اُنکی عادت میں شامل تھا۔ جس قدر عرصہ تک وہ تعلیم حاصل کرتے رہے۔ کام نہ کرنے کے لئے شائد ایک دفعہ بھی اُن کے کسی اُستاد کو اظہار ناراضگی نہیں کرنا پڑا۔ بلکہ جس قدر انسانوں سے آپکو واسطہ پڑا۔ سب کے سب آپکی ہوشیاری اور وقت کی پابندی کی تعریف کرتے تھے۔ سکول ٹائم لگنے سے قبل تھوڑے [illegible] کے ساتھ گیا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جا سکتا ہے۔ کہ آپکا جیون دوسرے طالبعلموں کے لئے ایک آدرش جیون تھا۔ اور اُن میں وہ تمام خوبیاں موجود تھیں جو کہ لائق اور ہونہار طالبعلموں میں ہونی ضروری ہیں۔

پندرہ سال کی عمر تک آپنے سکول میں تعلیم حاصل کی۔ دس سال کے طویل عرصہ میں جہاں آپنے اپنا سکول کا کام کبھی التوا میں نہیں ڈالا وہاں آپنے کبھی یہ بھی نہیں کیا کہ اپنے مذہبی خیالات کو خیرباد کہا ہو۔ جو مذہبی شکشا پتا جی نے شروع میں دی تھی۔ وہ بدستور آپکے جیون کا ایک حصہ بنی رہی۔ دیوی کی پوجا اور اِس قسم کی دیگر باتیں کبھی آپکی نظروں میں قابل مذمت نہیں دکھائی دیں۔ بلکہ جب تک کہ آپکے خیالات سچی تعلیم کی وجہ سے قطعی تبدیل نہ ہو گئے اور آپنے ستیہ مارگ پر چلتے ہوئے یہ انوبھو نہ کر لیا کہ مورتی پوجا خراب ہے۔ آپ بدستور مورتی پوجا میں مشغول رہے۔ ماتا پتا کی آگیا کا پالن کرنا بھی آپ ویسا ہی ضروری خیال کرتے تھے جیسا کہ زندگی کا کوئی اور ضروری کام۔ شاید تمام عمر میں سوائے شادی والے معاملہ کے اُنہوں نے کبھی ماتا پتا کی آگیا کو بھنگ نہیں کیا۔ اِس سے بھی صاف پتہ لگتا ہے۔ کہ پنڈت جی ایک ہونہار لڑکے علاوہ راستی اور سچائی پسند بھی تھے۔ یہ بات تو شاید پہلے کسی کے خیال میں بھی نہیں آئی ہوگی۔ کہ اپنی آئندہ زندگی میں پنڈت جی نے کیا بننا ہے۔ بلکہ خود اُن کے ماتا پتا نے بھی اُسکو دوسرے بالکوں کی طرح ایک معمولی سا بالک سمجھ کر ملازمت حاصل کرنے کی غرض سے گھر بار چھوڑنے پر مجبور کیا۔ پندرہ سال کا بچہ جسکی پرورش بھی گاؤں میں ہی پائی ہو پشاور کی طرف جاتا ہے۔ تاکہ وہاں اپنے چچا کی سیوا میں رہکر ماتا پتا کی آگیا انوسار ملازمت شروع کرے۔ اپنے چچا شری پنڈت گنڈا رام جی کی سیوا میں پہونچکر پنڈت جی کے جیون میں جو ابتک معمولی سا تھا۔ تبدیلی آنی شروع ہوئی۔ شری پنڈت گنڈا رام جی کے ماتحت ایک بوڑھا سکھ کام کرتا تھا جسکی عادت تھی کہ صبح چار بجے اُٹھ کر نہا دھو کر گورمکھی الفاظ میں گیتا کا پاٹھ کرے۔ یہ سکھ ایک دھرماتما پُرش تھا۔ اسکی صحبت کب ممکن تھا۔ کہ شری پنڈت لیکھرام جی کے نرم دل پر جادو کا اثر نہ کرتی۔ وہ اُسکی طرف کھنچ گئے۔ اور ایسے کھنچے کہ اُس کے بالکل قریب ہو گئے۔ بھگتی کا جذبہ دن بدن بڑھنے لگا۔ اور اعتقاد میں پختگی کے ساتھ ہی استقلال بھی پیدا ہونے لگا۔ شری پنڈت جی نے اپنے دل میں سادھی کا شوق محسوس کیا۔ اور اِس سکھ کی ہدایات کے مطابق اُنہوں نے سمادھی لگانی شروع کر دی۔ یہ سمادھی بعض اوقات کئی کئی گھنٹے تک جاری رہتی تھی۔ اور اِس تمام عرصے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے دوران میں شری پنڈت جی کو دنیا کے معاملات کا کچھ پتہ نہ ہوتا تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے
کہ آپ سمادھی کی حالت میں چارپائی سے گر پڑے۔ لیکن تب بھی آپکی حالت بدستور رہی
اور آپ نے حرکت نہیں کی۔ شری پنڈت جی کی اُسوقت کی یہ حالت دیکھ کر وہ سکھ اکثر کہا
کرتا تھا کہ یہ شخص آئندہ زندگی میں خاص دل و دماغ کا مالک ہوگا۔ اور ایک دنیا اسکے
کارناموں سے حیران ہوگی۔ اگر یہ نہ ہو تو اسکو کسی حادثہ کا مقابلہ کرنا پڑیگا۔ سکھ مہاتما
خوب جانتا تھا کہ شروع شروع میں گورو نانک صاحب کی بھی ایسی ہی حالت ہوئی تھی۔ گورو
نانک صاحب کی حالت کو ٹھیک طور پر جانتے ہوئے اُسکا پنڈت جی کے بارہ میں اس قسم کی
رائے قائم کر لینا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔

شری پنڈت لیکھرام جی ان وہاریک اور آتمک کاموں میں ہی تتپر نہیں تھے۔ بلکہ اپنے
والدین اور چچا کی آگیا کا بھی خوب پالن کیا کرتے تھے۔ چنانچہ جب ۱۸۷۶ء میں انکے سپرد پولیس
کا کام کیا گیا۔ انھوں نے بڑی خوشی سے اُسے سنبھالا۔ اور اپنے فرائض کو اس عمدگی سے پورا
کیا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں لفٹنٹ پولیس سارجنٹ مقرر ہو گئے۔ شری پنڈت جی کے والدین نے
پہلے کبھی سوچا تک بھی نہ ہوگا۔ کہ اُن کا فرزند کوئی معمولی لڑکا نہیں ہے۔ لیکن جب انھوں
نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ کہ لڑکا بڑا ہونہار ہے تو انکی خوشی کی کوئی حد نہ رہی۔ سکھ
عابد یہ حالت دیکھ کر کہ ایکطرف تو شری پنڈت جی آتمک خیالات میں اونچی پدوی حاصل کرتے
جاتے ہیں اور دوسری طرف دنیاوی کاموں میں بھی کسی سے پیچھے نہیں۔ اکثر بہت خوش
ہوا کرتا تھا۔ اُس کا شری پنڈت جی کے ساتھ بڑا پریم تھا۔ اور کہا جا سکتا ہے۔ کہ یہ اسکے
پریم کی بدولت ہی تھا۔ کہ پنڈت جی اسکی ہدایات کو خاص عزت کی نگاہ سے دیکھا کرتے
تھے۔ آنکے جسم میں ایک بلوان دل حرکت کرتا تھا۔ ترک آنکے جیون میں شامل ہو چکا تھا
ہر ایک مذہبی بات پر بحث جیسے انکی عادت میں داخل ہو گئی تھی۔ اور جب تک کوئی بات تمام نکتہ
چینیوں سے بالاتر نظر نہ آوے۔ اسکے لئے آپکے دل میں بالکل شردھا نہ ہوتی تھی۔ شری
پنڈت جی کے جیون میں یہ ایک ایسی تبدیلی تھی۔ کہ جو دن بدن پختہ ہوتی گئی۔ چنانچہ آپنے
عیسائی مذہب کی کتب کو مطالعہ کرنا شروع کیا۔ شری پنڈت جی نے اپنی تصانیف میں لکھا
ہے کہ بائیبل آپکے ترک کے آگے نہ ٹھیر سکی۔ انکی آتما کی تسلی کرنا تو ایک طرف وہ اُن کے
شکوک کا خود شکار ہو گئی۔ اور پاس ہونے کے بجائے مطالعہ سے خارج کر دی گئی۔ مذہب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مذہب اسلام کی تعلیمات سے کچھ کچھ تو شری پنڈت لیکھرام جی پہلے ہی آگاہ تھے۔ اب آپ نے
بغور اس مذہب کی تعلیم کا مطالعہ شروع کیا۔ لیکن اس کا بھی وہی حشر ہوا جو کہ عیسائیت
کی تعلیم کا ہو چکا تھا۔ پورانوں کی تعلیم بھی شری پنڈت جی کے بے چین دل کو تسکین نہ دے
سکی۔ سکھ مذہب کی بھی بہت سی کتب پڑھیں اور سنیں۔ لیکن شانتی تو ایک طرف آپ کی
اشانتی دن بدن بڑھتی ہی گئی۔ ایسی حالت میں عام لوگ یا تو سدھانت سے گر کر کسی نہ کسی
مذہب کے تعصب میں مبتلا ہو جاتے ہیں یا ایشور کی ہستی سے بھی انکار کر کے ناستک بن جاتے
ہیں۔ شری پنڈت لیکھرام جی کے دل میں بھی یہی چکر چل رہا تھا۔ دھرم کی پیاس دن بدن
بڑھتی جاتی تھی لیکن کوئی سمجھانے والا نظر نہیں آتا تھا۔ بائبل، قرآن اور پوران امتحان کی
کسوٹی پر پرکھی گئیں۔ لیکن وہ اپنی نامناسب تعلیمات کی وجہ سے پاس نہ ہو سکیں۔ تمام پورانک
لٹریچر میں آپ کو گیتا ایک کتاب اچھی لگی۔ اس کی زیادہ تر وجہ جہاں یہ بھی تھی کہ گیتا باوجود
بہت سی ملاوٹوں کے بھی ایک اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے۔ وہاں شری پنڈت لیکھرام جی اس
کتاب کا پاٹھ اپنے سکھ مہاتما کو کرتے دیکھتے آتے تھے۔ سنہ ۱۸۸۰ء میں آپ نے کاشی سے
گیتا ٹیکا منگوائی۔ چنانچہ اس وقت سے آپ کا یہ دستورالعمل مقرر ہوا کہ گیتا کے شلوکوں کا پاٹھ
کرنا اور ان کے ارتھوں کو وچارنا۔ اس کے ساتھ ہی آپ کرشن کے اپاسک بن گئے۔ فرصت
کے وقت کرشن کرشن کا جاپ کرنا آپ کی زندگی کا مقصد ہوا۔ اس وقت ذات پات کے جھگڑے
خوب زوروں پر تھے۔ ایک دوسرے کے ہاتھ کا کھانا تو درکنار چوکے کی حدود میں بھی
ایک دوسرے کا آنا جانا ممنوع تھا۔ چنانچہ ان فضول جھگڑوں کی وجہ سے شری پنڈت جی
کسی دوسرے شخص کے ہاتھ کی روٹی وغیرہ نہیں کھا سکتے تھے لہٰذا آپ خود اپنے ہاتھ سے
ایک وقت بھوجن تیار کر کے کھاتے تھے۔ پنڈت جی کی عمر اس وقت ۲۱ سال کی تھی کہ آپ کی
شادی کا سوال درمیان میں آیا۔ ماتا پتا کی زبردست خواہش تھی کہ آپ کی شادی کر دی جاوے
جس وقت شری پنڈت لیکھرام جی کو ان کے اس ارادہ کی خبر ملی۔ وہ حیران ہو گئے۔ اور
مایوسی کا منظر آنکھوں کے سامنے پھریں مارتا ہوا دکھائی دینے لگا۔ وہ تو اس خیال میں
تھے کہ زندگی کو مذہبی تحقیقات میں لگا دیں۔ لیکن یہاں معاملہ بالکل دگرگون تھا
ماتا پتا اس بات پر تلے ہوئے دکھائی دیتے تھے کہ آپ کی شادی ضرور کر دی جاوے
جب پنڈت لیکھرام جی نے [illegible] ماتا پتا کی طرف سے شادی کی [illegible] بھی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مقرر کر چکے ہیں۔ تو اُنکی حیرانی کی کوئی حد نہ رہی۔ چنانچہ فوراً اُنہوں نے سفر کی تیاری کر لی۔ اور صاف کہہ دیا کہ وہ متھرا وغیرہ علمی مقامات کی طرف جاویں گے تاکہ زیادہ سے زیادہ ویدک تعلیم حاصل کر سکیں۔ اُن کا ارادہ ایسا پختہ تھا کہ کوئی بات بھی اُن کو اُنکی اِس خواہش سے روکنے میں کامیاب نہ ہو سکتی تھی۔ اُنکی زبان پر محض دو ہی باتیں تھیں۔ اور جن میں سے ایک کا ہونا ضروری تھا یعنی یا تو شادی سے انکار۔ یا سفر کی تیاری۔ لوگوں نے بہت کچھ سمجھایا۔ لیکن پنڈت جی کے دل کی لہر کو کوئی بھی نہ دبا سکا۔ آخر اُن کے چچا پنڈت گنڈا رام جی اپنے تھانہ سے چل کر آئے۔ شری پنڈت جی کے دل میں اپنے چچا کے لیے خاص عزت تھی۔ پنڈت جی کے والدین کا خیال تھا۔ کہ وہ چچا کے کہنے کے آگے سرِ تسلیم خم کر دینگے۔ لیکن اُن کا یہ خیال غلط نکلا۔ جبکہ اُنہوں نے دیکھا کہ باوجود تمام عزت اور نیک خیالات کے جو کہ پنڈت جی اپنے چچا کے لئے دل میں محسوس کرتے تھے وہ شادی کے لئے تیار نہ ہوئے۔

شادی کی تیاری تقریباً ہو چکی تھی۔ ایسی حالت میں پنڈت جی کا انکار لوگوں کی مایوسی کو جہاں تک بھی بڑھاتا اُس کا اندازہ لگانا ذرا مشکل ہے۔ پنڈت جی کے اردگرد جس قدر مرد اور عورتیں تھیں۔ سب یہی چاہتی تھیں کہ پنڈت جی شادی کی درخواست کو منظور کر لیں۔ پنڈت لیکھرام جی شادی کرنے کو رضامند ہو جاتے بلکہ شائد انکار بھی نہ کرتے۔ بشرطیکہ آپکے دل میں ویدک تعلیم حاصل کرنیکا خیال پیدا نہ ہو چکا ہوتا۔ منشی اندرمن کی کُتب آپ مطالعہ کر چکے تھے۔ اُن کے مقدمہ کا حال آپکو معلوم ہو چکا تھا۔ منشی اندرمن کی تصانیف نے آپکو بھی اہلِ اسلام کیساتھ مباحثہ کرنے کے لیئے تیار کر دیا تھا۔ چنانچہ ایک دو جگہ چھوٹی چھوٹی بحثوں میں آپ حصہ بھی لے چکے تھے۔ آپکے تمام خیالات مذہبی تعلیم کی طرف لگے ہوئے تھے۔ ایسی حالت میں وہ شادی جیسے اہم کام کو کس طرح اپنے سر پر لینے کو تیار ہو جاتے۔ یہ ایک بات ہے۔ جس قدر سوچا جاویگا۔ اُسی قدر لوگ اِس سے فائدہ اُٹھاوینگے۔ شری پنڈت گنڈا رام جی نے جب دیکھا۔ کہ وہ کسی طرح بھی اپنی ضد سے باز نہیں آتے وہ ناراض ہونے لگے۔ پنڈت لیکھرام جی نہیں چاہتے تھے کہ کوئی رشتہ دار اُن

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نیک اور پوتر ارادوں کی وجہ سے ناراض ہو۔ چنانچہ انہوں نے بڑے پیار سے شری پنڈت گنڈا رام جی کو کہا۔ "پیارے چچا جی! آپ کا کہنا ماننا میرا فرض ہے۔ اور میں کسی حالت میں بھی اُس سے انکار نہیں کرنا چاہتا۔ البتہ میں آپکو یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ میری زندگی کا مقصد کچھ اور بھی ہے۔ میں بواہ کے برخلاف نہیں ہوں۔ لیکن اِس بات کے برخلاف ضرور ہوں۔ کہ کوئی کام نقل کے طور پر نہ کیا جاوے۔ شادی کوئی ایسا کام نہیں ہے کہ جسکی نقل اوتاری جا سکے۔ یہ ایک اہم ذمہ واری کا کام ہے۔ اور میں اسکو اُسوقت تک سر پر اُٹھانے کا سلسلہ نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ اُس کے اُٹھانے کے قابل نہ ہوں میں نہیں چاہتا کہ اِس آدرش ویدک کاریہ میں میں ایک نقال ثابت ہوں۔ بلکہ میری عین خواہش ہے۔ کہ جو کام کیا جاوے۔ خوب سوچ کر اور ذمہ واری محسوس کر کے کیا جاوے"

پنڈت جی کے اِس جواب سے شری پنڈت گنڈا رام جی کی کچھ تسلی نہ کی۔ اور وہ بدستور اپنی ضد پر قائم رہے۔ پنڈت لیکھرام جی ایک گستاخ لڑکے نہیں تھے۔ اُنہوں پھر پیار سے کہا۔

"چچا جی! میں گرہست آشرم میں نقال کی طرح پرویش نہیں کرونگا۔ بلکہ میں اِس طرح نقل اوتارنے کے سخت مخالف ہوں۔ آپکو نٹوں کی کہانی یاد ہوگی۔ کہ جس میں انہوں نے سب کچھ کر کرا کر آخیر میں کام بگاڑ دیا۔ یعنی جنید نٹ راجہ کے ہاں گئے۔ اور راجہ کے کہنے کے مطابق اُن میں سے ایکنے یوگی کا بھیس بھرا۔ اُسی طرح سمادھی لگائی اور تمام فرائض ادا کئے۔ جب تک وہ یہ حرکات کرتا رہا۔ لوگوں کے دل پر خاص اثر ہوئے۔ لیکن جونہی وہ سمادھی چھوڑ کر راجہ کے سامنے انعام حاصل کرنے کی نیت سے ہاتھ پسار کر کھڑا ہوا۔ سب لوگ ہنسنے لگ گئے۔ اُس نے سمادھی لگانے میں آدرش کام کیا تھا۔ لیکن انعام مانگ کر سب کیا کرایا خاک میں ملا دیا۔ میں بھی اپنا جیون ایک آدرش جیون بنانا چاہتا ہوں۔ اور کسی طرح بھی گرہست میں پھنس کر اپنے آدرش جیون کو برباد نہیں کر سکتا۔ میں وہی کام کرونگا۔ کہ جس کے کرنے سے میری زندگی کا مقصد پورا ہو سکے۔" شری پنڈت گنڈا رام جی کئی گھنٹوں تک اُن پر دباؤ ڈالتے رہے۔ لیکن وہ شادی کے لئے رضامند نہ ہوئے۔ چونکہ کوئی بھی اُن کا رشتہ دار یہ گوارا نہ کر سکتا تھا۔ کہ وہ اُن کے پاس سے ہی چلے جاویں۔ اِس لئے انکو بتا دیا گیا۔ کہ اُن کی شادی نہیں کیجاوے گی۔ یہ سنکر شری پنڈت لیکھرام جی بہت خوش ہوئے۔ اور اُنہوں نے اپنے سفر کا ارادہ بھی ملتوی کر دیا۔ اُن کے بتانے اُن کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

منسوبہ کو اُن کے چھوٹے بھائی کے ساتھ بیاہ دیا۔ اس واقعہ کے ساتھ ہی اُنکی طفولیت کا زمانہ ختم ہوا ❖

دوسرا باب

آریہ سماج کی تعلیم سے لگن اور اُس کی کھوج

شری پنڈت لیکھ رام جی شادی کے جھگڑے سے فرصت پا کر اپنے مشن میں لگ گئے تحقیق حق کا جو کام پنڈت جی نے اپنے سامنے رکھا ہوا تھا۔ اس کا آخری فیصلہ کوئی آسان کام نہیں تھا۔ منشی اندرمن کی کُتب نے آپکے دل میں مذہب اسلام کے بارہ میں خوب وچار پیدا کر دیا تھا۔ اُن کو مذہب اسلام کی کمزوریوں اور خرابیوں کا پتہ لگ گیا تھا۔ اور وہ اہل اسلام کو اُن خرابیوں سے آگاہ کرنیکا عملی کام بھی کرنے لگ گئے تھے۔ لیکن منشی اندرمن کی کُتب نے آپکے آتما کو شانت نہیں کیا تھا۔ چونکہ شری پنڈت لیکھ رام جی کے لیے آتما کو دھارمک تعلیم سے شانت کرنا سب سے پہلے اور سب سے ضروری تھا۔ اِس لئے اُنہوں نے منشی اندرمن کی کُتب کو کوئی خاص وقعت نہ دی۔ بلکہ دیگر مصنّفوں کی تصانیف کو پڑھنا شروع کیا۔ چنانچہ اِن نئے مصنّفوں میں سے کنہیا لال الکھ دھاری بھی ایک تھے۔ آپکی تصانیف کو پنڈت جی نے بڑے غور سے مطالعہ کیا۔ ممکن تھا بلکہ عین ممکن تھا کہ الکھ دھاری کی تصانیف بھی پنڈت جی کے دل میں کوئی شانتی نہ پیدا کر سکتیں۔ مگر شری پنڈت جی کی متجسس نگاہیں الکھ دھاری کے ڈھیر سے اپنے لئے وہ سامان نکال لائیں کہ جسنے شری پنڈت لیکھ رام جی کو قطعی شانت کر دیا۔ اُنکی دھارمک اور آتمک تسلی ہونے کی اُمید بندھ گئی۔ اُن کو یقین ہو گیا۔ کہ گوہر مقصود ہاتھ آ گیا ہے۔ جس طرح شری سوامی دیانند کی موجودگی شری سوامی ورجانند کی شانتی کا باعث ہوئی تھی۔ اِسی طرح اور عین اِسی طرح الکھ دھاری کی تصانیف میں ایک خاص مضمون کی موجودگی شری پنڈت لیکھ رام جی کی شانتی کا باعث ہوئی۔ پنڈت لیکھ رام کو اِس بات کی اُمید بندھ گئی۔ کہ شانتی کا سمندر دکھائی دینے لگ گیا ہے۔ یعنی پنڈت لیکھ رام کی نظر سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کنہیالال الکھ دھاری کے رسالوں میں شری سوامی دیانند کا تذکرہ اُنکی شانتی کا باعث ہوا - الکھ دھاری کی کُتب میں شری سوامی دیانند جی کے حالات سُنکر پنڈت لیکھ رام نے سوامی جی کی تصانیف کو منگوانا شروع کیا - آریہ سماج قایم ہوچکا تھا - اور بھارت کی گئی گُزری حالت اب پھر از سر نو سُدھرنے لگ رہی تھی - اِن تمام حالات کو دیکھ کر شری پنڈت لیکھرام کا دل موہت ہوگیا - اور اُن کا دل شری سوامی دیانند جیسے تیاگی پُرش کے لگائے ہوئے برکش کی طرف مایل ہوگیا - بڑے بڑے اختلافات طے ہوگئے - اور شری پنڈت لیکھرام جی کا دل ویدک دھرم کے بارہ میں قطعی شانت ہوگیا - وہ دل جو کبھی مورتی پوجا کرتے - ہا کرشن کرشن جپنے میں آنند محسوس نہ کرتا ہوا اُن کو تیاگ نہ سکتا تھا - رشی دیانند کے بتائے ہوئے سدھانت کے آگے جُھک گیا - اور اُسنے تمام فضول باتوں کو ماننے یا تسلیم کرنے سے انکار کر دیا - اِس جگہ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ رشی دیانند کے سدّھانتوں کو تسلیم کرنے سے پہلے بھی آپ نے اُسی کسوٹی کا استعمال کیا - کہ جس پر دیگر لوگوں کے سدّھانت پرکھے گئے تھے - رشی کی کوئی بات پنڈت لیکھ رام نے بغیر پرکھے تسلیم نہیں کی - البتہ یہ بات ضرور ہے کہ رشی کا کوئی سدّھانت بھی ایسا نہیں تھا کہ جسنے پنڈت لیکھ رام کے دل و دماغ پر قبضہ نہ کیا ہو - رشی دیانند کی تحریرات نے پنڈت لیکھ رام کے دل پر بجلی کا اثر کیا - اُن کے دل سے تمام خیالات یکلخت دور ہوگئے - وہ آریہ سماج کی سکیم سے وابستہ ہوگئے - اور اُنکو دیش اور مُلک کے لوگوں کی بھلائی اِسی میں نظر آئی - کہ اُن کو آریہ سماج کی بدولت اوم کے جھنڈے تلے لاویں - اُنہوں نے آریہ سماج پشاور کی بُنیاد رکھی - اور اِس طرح پر اپنے آپکو آریہ سماج کی سکیم کے آگے جو کہ رشی دیانند کے پاک پوتر اور دھارمک دماغ کا نتیجہ تھا - رکھدیا - آریہ سماج پشاور کی قایمی سے پنڈت لیکھ رام کا دل قدرے شانت ہوا - لیکن اِس کے ساتھ ہی سوامی دیانند کے درشنوں کی پیاس اِس قدر بھڑکی کہ بغیر درشن کئے اُس کا بجھانا ناممکن دکھائی دینے لگا - شری پنڈت لیکھ رام جی سوامی جی سے ملنے سے پہلے اکثر کہا کرتے تھے - کہ جس مہاتما کی تصانیف نے اُن کے دل پر یہ اثر کیا ہے - اُن کا درشن نہ معلوم اُن کو کیا لابھ پہنچاویگا - اور درشن کرنے سے اُن کا آتما کیا آنند محسوس کرے گا - باوجود کئی ایک ناموافق حالات کی موجودگی کے آپ نے ایک ماہ کی رخصت حاصل کی - اور رشی دیانند کے درشن کرنے کے لیئے پشاور سے کوچ کر دیا -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چونکہ یہ ٹھیک پتہ نہیں تھا۔ کہ رشی دیانند کس جگہ ہیں۔ اس لئے آپ لاہور امرتسر میرٹھ وغیرہ تمام آریہ سماجوں میں ہوتے ہوئے اجمیر جا پہونچے۔ جہاں کہ رشی دیانند کچھ دنوں سے مقیم تھے۔ ۱۱ مئی کو پنڈت لیکھرام جی نے پشاور چھوڑا تھا۔ چھ دن آپکو راستے میں لگے۔ اور آپ ۱۶ مئی کی رات کو اجمیر جا پہونچے۔ چونکہ اس جگہ نہ تو پہلی سے واقفیت تھی اور نہ ہی ٹھکانا وقت تھا۔ اس لئے آپنے رات کی رات ریلوے اسٹیشن کے پاس ہی ایک سرائے میں بسر کی۔ ۱۷ مئی کی صبح کو آپ نہا دھو اور دیگر ضروریات سے فارغ ہوکر شری سوامی جی کی سیوا میں جا پہونچے۔ پنڈت جی خود لکھتے ہیں۔ کہ رشی کے درشن کرنے سے ہی طویل سفر کی تمام تکالیف بھول گئیں۔ اور ان کے ست اپدیشوں سے تمام عقدے جو اس وقت تک حل نہیں ہوئے تھے حل ہو گئے۔ اجمیر کے راستہ میں پنڈت لیکھرام جی جے پور میں بھی ٹھیرے تھے۔ وہاں آپکی بات چیت ایک بنگالی مہاشہ سے ہوئی۔ بنگالی مہاشہ شاستروں سے خوب آگاہ تھا چنانچہ اس نے پنڈت جی سے دریافت کیا۔ کہ جس حالت میں کہ آکاش بھی سرو ویاپک ہے۔ اور پرماتما بھی سرو ویاپک ہے تو اس حالت میں یہ دونو ویاپک کس طرح اکٹھے رہ سکتے ہیں۔ پنڈت لیکھرام جی کو بنگالی مہاشہ کے اس سوال کا کچھ جواب نہ بن آیا۔ اس لئے آپ خاموش ہو گئے محض یہی کہا کہ "بہت خوب! میں جس وقت رشی کے پوتر درشنوں کو جا رہا ہوں۔ ان سے جہاں اور کئی باتیں دریافت کرونگا وہاں یہ بھی پوچھ لونگا"۔ اس کے بعد وہ بنگالی مہاشہ سے جدا ہو گئے۔ جب آپ رشی کے سامنے آئے دونوں طرف سے کشش ہوئی۔ جہاں آپنے رشی کے لئے اپنے دلمیں بہت ہی پریم اور عزت محسوس کیا۔ وہاں رشی دیانند نے بھی آپکو بڑے پریم سے بٹھایا۔ پنڈت جی نے اپنا دل رشی کے سامنے کھول دیا۔ اور رشی نے اپنی امرت ورشا سے اسے آنندت کردیا شری پنڈت جی کو رشی کے درشن کرنے سے شانتی نصیب ہوئی۔ اسمیں بالکل شک نہیں ہے۔ لیکن یہ بات خاص طور پر قابل نوٹ ہے کہ پنڈت جی نے پرکھنے کی کسوٹی کو اس جگہ بھی ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ آپنے سوچا کہ اس قدر فاصلے کو طے کرکے آنا محض درشنوں کے لئے ہی وقف نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ وہ باتیں جو کہ آج تک دل میں کھٹک رہی ہیں۔ ان کا نرنے کر لینا چاہئے۔ چنانچہ آپنے رشی کی آگیا لے کر اپنی شنکائیں رشی کے آگے اس طرح بیان کیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سب سے پہلے آپ نے آکاش اور برہم کی ویاپکتا کا ذکر کرتے ہوئے دریافت کیا کہ یہ دو ویاپک کس طرح ایک ہی وقت اور ستھان میں ہو سکتے ہیں۔ یہ سوال وہی تھا جو کہ پنڈت جی نے جے پور میں بنگالی مہاشہ سے سیکھا تھا۔ رشی دیانند نے اِس سوال کا اُتر ایسے طریقہ سے دیا کہ جو بڑی آسانی سے شری پنڈت جی کی سمجھ میں آگیا۔ یعنی آپ نے ایک پتھر کا ٹکڑا ہاتھ میں اُٹھا لیا۔ اور پنڈت جی کو دکھا کر کہا۔ کہ "اِس میں آگ ویاپک ہے کہ نہیں؟" شری پنڈت جی نے جواب دیا کہ "ہے" اس کے بعد آپ نے دریافت کیا کہ مٹی ویاپک ہے کہ نہیں؟ پنڈت جی نے بلا تامل کہا کہ "ہاں" مٹی بھی ویاپک ہے" پھر آپ نے یہی سوال جل کے بارہ میں کیا۔ کہ آیا اُس پتھر میں جل ویاپک ہے کہ نہیں۔ پنڈت لیکھرام جی کو تسلیم کرنا پڑا کہ بیشک جل بھی اُس میں ویاپک ہے۔ اِسکے بعد یہی سوال آکاش کے مُتعلق دوہرایا گیا۔ جس کے جواب میں پنڈت جی کو ہاں کہنا پڑا اِن سب کے بارہ میں ہاں کہلا کر رشی دیانند نے دریافت کیا۔ کہ "اب بتاؤ اِس پتھر کے ٹکڑے میں پرماتما بھی ویاپک ہے کہ نہیں؟ پنڈت جی نے شانتی سے کہا کہ "ہاں" برہم بھی اِس میں ویاپک ہے۔" پنڈت جی کی اپنی زبان سے سب کے بارہ میں ہاں کرا کر رشی نے بتایا کہ "دیکھو اِس پتھر کے ٹکڑے میں کتنی چیزیں ویاپک ہیں" پھر آپنے فرمایا کہ اِس کا کارن یہ ہے کہ ایک شے جو دوسری سے سوکشم ہوتی ہے۔ وہ دوسری میں ویاپک ہو سکتی ہے۔ اور برہم چونکہ سب سے سوکشم ہے۔ اِس لئے وہ سب میں ویاپک ہے"۔ رشی کے اِس واکیہ نے پنڈت لیکھرام جی کو سنتشٹ کر دیا اور آپ خاموش ہو گئے رشی نے آپکو خاموش دیکھ کر کہا کہ "اور جو شکوک دل میں ہوں وہ نوارن کر لو" چنانچہ اِس موقعہ پر شری پنڈت لیکھرام جی نے کُل دس سوال دریافت کئے۔ جن میں سے بعض تو بعد ازاں پنڈت جی کو بھول گئے۔ اور جو چند یاد رہے وہ یہ ہیں (۱) جیو برہم کی جدائی میں کوئی وید کا پرمان بتاؤ (۲) غیر مذہب کے آدمیوں کو شُدھ کرنا چاہئیے یا نہیں تو (۳) بجلی کیا چیز ہے۔ اور کس طرح پیدا ہوتی ہے؟ (۴) مجھے شادی کب کرنی چاہئیے؟ اِن سوالات کے جوابات رشی نے دئے۔ اور جن کو سُنکر پنڈت لیکھرام کے دل کی بالکل تسلی ہو گئی وہ بھی حسبذیل ہیں۔ یعنی (جواب پہلا) یجروید کا چالیسواں ادھیائے سارا جیو برہم کا بھید بتلاتا ہے۔ (۲) غیر مذہب کے آدمیوں کو ضرور شُدھ کرنا چاہئیے۔ (۳) بجلی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہر جگہ ہے۔ یہ رگڑ سے پیدا ہوتی ہے۔ بادلوں کی بجلی بھی بادلوں اور ہوا کی رگڑ سے پیدا ہوتی ہے۔ (۴۸) ۲۵ سال کی عمر میں شادی کرنا مناسب ہے۔

۱۷ مئی ۱۸۸۱ء کے گئے ہوئے پنڈت لیکھرام جی ۲۴ مئی ۱۸۸۱ء تک شری سوامی جی کے پاس رہے۔ اس عرصہ میں آپ نے اپنے دل کی تمام شنکائیں دور کر لیں۔ ایک اور بات جو آپ نے اُس جگہ رہتے ہوئے محسوس کی۔ وہ یہ تھی کہ جو شخص بھی رشی کے پاس شنکا نوارن کرنے آیا وہ دو چار سوالات بھی کرنے نہ پاسکتا تھا۔ اُس کے آتما کی فوراً شانتی ہو جاتی تھی۔ اور وہ بلا اُنکی صداقت کے سامنے سر جھکا دیتا تھا۔ یا اگر پیٹ کا بندہ ہوا تو پھر شکل نہیں دکھاتا تھا پنڈت لیکھرام جی اپنی قلم سے لکھتے ہیں کہ اُن چند دنوں میں جبکہ وہ خود اجمیر میں موجود تھے کئی عیسائی۔ ہندو جینی اور دیگر مذاہب کے لوگ رشی سے پرشن کرنے آتے تھے۔ مگر رشی ایسی یکتی سے جواب دیتا تھا۔ کہ وہ سب کے سب بہت جلد لاجواب ہو جاتے تھے۔ اور سب کو چھوڑ کر شری پنڈت جی نے ایک نوجوان ہندو کا خاص طور پر ذکر کیا ہے۔ چنانچہ اُنکے اپنے الفاظ یہ ہیں " ایک نوجوان ہندو جس کے خیالات بالکل عیسائی دین کی طرف جھکے ہوئے تھے۔ ہر روز پرشن کرنے آتا۔ اور شانت ہو کر جاتا تھا۔ آخر کار وہ پوری شانتی پانے کے بعد عیسائی دین سے متنفر ہو کر ویدک دھرم انویائی ہو گیا۔" رشی دیانند کی شخصیت ایک مہان شخصیت تھی۔ اور جس حالت میں کہ شہر بہ شہر اور مکار سے مکار پیٹ کے بندے بھی آپ کے آگے دم نہیں مار سکتے تھے۔ بلکہ آپکی دلیلوں کے آگے سر جھکائے رہتے تھے۔ اُس حالت میں پنڈت لیکھرام جیسی جگیاسو کا آپکے مہاتما کے آگے سر تسلیم خم کر دینا قدرتی تھا۔ ۲۳۔ جون ۱۸۸۱ء کو رشی دیانند نے مسودے کی طرف کوچ کیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پنڈت لیکھرام جی بھی ہمراہ ہی گئے۔ اُنکا وچار اور بھی کچھ عرصہ تک شری سوامی جی کے ساتھ رہنے کا تھا۔ مگر رشی نے اُنکی ملازمت وغیرہ کا خیال کر کے اُنہیں ۲۴ تاریخ مئی کو واپس پشاور چلے جانے کے لئے کہا۔ چنانچہ پنڈت جی بھی واپس جانیکو تیار ہو گئے آخری نمستے کرنے سے پہلے آپ نے رشی سے کوئی ایسی نشانی مانگی کہ جو دیر تک رشی کی یادگار کا باعث ہو۔ پنڈت جی نے یہ درخواست دلی پریم سے کی تھی۔ اور ممکن نہیں تھا۔ کہ رشی اُسکا خیال نہ کرتا۔ چنانچہ اُنہے اپنے اردگرد دیکھا۔ اور نزدیک پڑی ہوئی ایک جلد اشٹادھیائی پنڈت لیکھرام کے حوالے کر دی۔ یہ پُستک جو رشی نے بڑے پریم سے پنڈت جی کو حوالے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی تھی۔ اِسوقت تک آریہ سماج پشاور کی لائبریری میں موجود ہے۔ تمری پنڈت جی نے رشی سے دیہ تک قابل یاد رہنے والی نشانی مانگی تھی۔ رشی نے اُن کو اشٹا دہیائی کیوں دی؟ رشی کا ایسا کرنا اُس پریم کو ظاہر کرتا ہے جوکہ ضرور آپکے دل میں پنڈت لیکھرام کے لئے تھا۔ اشٹا دہیائی کیا کتاب ہے اور رشی نے اُسے ہی کیوں بطور نشانی کے استعمال کرنا چاہا؟ اس کا مختصر سا حال اس جگہ ضرور بیان کر دینا چاہئے۔

ایمرسن کا قول ہے کہ "ہماری کمزوری ہماری طاقت کو پیدا کرتی ہے۔ اور جب انسان کسی وجہ سے تکلیف یا دکھ اُٹھا رہا ہو تو وہ ضرور اُس دکھ سے نجات حاصل کرنے اور بہتر حالت میں پہونچنے کی کوشش کرنے لگتا ہے۔ اور اُسمیں کامیاب بھی ہوتا ہے"

ایمرسن کا قول بالکل درست ہے۔ اور سونے کے حروف سے لکھنے کے قابل ہے۔ سوامی ورجانند نے اپنے شاگرد رشی دیانند کو اپنے سے جدا ہوتے ہوئے جو کہا تھا وہ یہ تھا کہ "سنسار کا اُپکار کرو" اور جو دیا تھا وہ رشی کرت گرنتھ تھے۔ رشی دیانند نے بھی اپنی باری میں پنڈت لیکھرام کو اشٹا دہیائی گرنتھ ہی دیا۔ جوکہ اُسکو اپنے سچے گرو سے ہدایت کے طور پر ملا تھا۔ ممکن ہے کہ دنیا کو اشٹا دہیائی کا پتہ ہی نہ لگتا۔ مگر جس خیال نے سوامی ورجانند کو پیڑت اور دکھت کیا تھا۔ وہ ایک پاک خیال تھا۔ اور اس خیال کی بدولت ہی اُن کو اشٹا دہیائی کا پتہ لگا۔ جس کے معلوم ہونے سے ویدک گرنتھوں کی کایا پلٹ ہو گئی۔

سوامی ورجانند جی کے جیون چرتر کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سمت ۱۸۹۳ بکرمی میں مہاراج الور کی ایک بات سے خفا ہو کر بھرت پور وغیرہ ہوتے ہوئے دریائے جمنا کے کنارے متھرا میں جا پہونچے۔ اگرچہ آپ آنکھوں سے اندھے تھے۔ لیکن علم کے آفتاب ہونے کی مثال آپ پر ہی صادق آتی ہے۔ اس جگہ آپ نے ایک مکان کرایہ پر لیکر ودیارتھیوں کو کومدی وغیرہ کتب پڑھانی شروع کیں۔ سوامی ورجانند کو اس طرح پر پڑھاتے ہوئے کچھ بہت عرصہ نہ گزرا تھا کہ متھرا کے مشہور سیٹھ رادھا کرشن وشنو سمپردائے کا معتقد ہو کر رنگا چارج کا چیلہ بن گیا۔ چنانچہ یہ ایک ایسا واقعہ تھا کہ جس نے اور بھی کئی لائق آدمیوں کو متھرا میں جمع کر دیا ان لائق اور تعلیم یافتہ آدمیوں میں رنگا چارج کا گورو کرشن شاستری بھی تھا۔ کرشن شاستری بڑا عالم تھا۔ اور نیائے ودیا کرن میں اُسے خاص لیاقت تھی۔ اس کے ساتھ شاگردوں کی ایک بڑی جماعت رہتی تھی۔ اور وے سب کے سب ایک فتحیاب دل کی طرح متھرا میں پھرتے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تھے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ سب کچھ سامان کسی خاص تبدیلی کے لئے ہوا تھا۔ اور کسی طاقت کی خواہش تھی کہ نشٹ کرت جھوٹے گرنتھوں کو صفحہ دُنیا سے ہٹانے کے لئے کوئی بہانہ نکالا جاوے۔ کرشن شاستری کے شاگرد جس جگہ جاتے تھے۔ اپنی ودیا کی خوب ڈینگ مارتے تھے

ایک دن انہیں سے دو شاگرد۔ پنڈت لچھمن جوتشی اور ہرریا پنڈیا سوامی ورجانند کے دو ودیارتھیوں یعنی چوبے گنگا دت۔ اور رنگا دت کے ساتھ بحث کرنے لگ پڑے۔ سوامی ورجانند کی عادتوں نے اِن ودیارتھیوں پر خوب اثر کیا ہوا تھا۔ اور اُنہوں نے بحث کو خوب دہڑتے سے جاری رکھا۔ اس بحث کا اُس جگہ تو بھلا کیا فیصلہ ہونا تھا۔ بلکہ اِس کے برعکس یہ بحث سوامی ورجانند اور کرشن شاستری کے درمیان چل پڑی۔ کیونکہ سوامی ورجانند جی اپنے اور کرشن شاستری اپنے ودیارتھیوں کے پکش کو درست مانتے تھے۔ ہر دو صاحبان نے دو دو سو روپیہ اپنے پاس سے دیا۔ اور ایک سو روپیہ سیٹھ رادھا کرشن نے ملا کر کل ۵۰۰ روپیہ جمع رکھدیا۔ کہ جس کا پکش درست ہوگا۔ اُسے دیا جاویگا۔ شاسترارتھ کے دن ورجانند جی نے اپنے ودیارتھیوں کو سیٹھ رادھا کرشن کے مکان پر بھیجا تاکہ وے دیکھ آویں کہ کرشن شاستری آئے ہیں یا نہیں۔ لیکن جب ودیارتھی اُسجگہ پہونچے۔ اُن کو معلوم ہوا کہ کرشن شاستری نے تو آنا ہی نہیں۔ بلکہ بحث سوامی ورجانند اور اُن کے شاگردوں میں ہوگی۔ ورجانند جی کے شاگرد یہ بات کب برداشت کر سکتے تھے۔ چنانچہ اُنہوں نے فوراً کہا کہ جس حالت میں کہ کرشن شاستری خود شاسترارتھ نہیں کرسکتا۔ اُس کے شاگرد بیچارے کیا کرسکتے ہیں۔ کرشن شاستری کے شاگردوں کی تو ہم خود خوب خبر لے سکتے ہیں" وہ یہ کہہ کر اُس جگہ سے چلے ہی تھے کہ ڈنڈی جی کو اصل حالات سے آگاہ کردیں۔ کہ پیچھے لوگوں نے "جمنا میّا کی جے،" "جمنا میّا کی جے،" کے نعرے لگانے شروع کردیئے۔ یعنی کہ ڈنڈی جی ہار گئے حالانکہ سوامی ورجانند جی اُس جگہ گئے بھی نہیں تھے۔ سیٹھ رادھا کرشن نے روپیہ کرشن شاستری کے آدمیوں میں تقسیم کرنا شروع کردیا۔ جب سوامی ورجانند کو یہ حال معلوم ہوا۔ اُنکو سخت افسوس ہوا۔ اور حیرانی کے ساتھ کہنے لگے۔ کہ "کرشن شاستری نہیں آیا۔ اور میں خود نہیں گیا۔ پھر کرشن شاستری کس طرح جیت گیا؟" سوامی ورجانند کو لوگوں کی اِس مکاری پر اسقدر غصہ آیا۔ کہ وہ اُن سے عدالتی کارروائی کرنے کے لئے بھی تیار ہوگئے چنانچہ اُنہوں نے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مسٹر الگزنڈر کلکٹر متھرا سے سب حال کہہ ڈالا - اور اُن سے یہ بھی کہا - کہ یا تو روپیہ واپس ملنا چاہئیے یا شاستراِرتھ ہو ۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے - کہ کلکٹر صاحب نے سیٹھ رادھاکرشن کے دوشمند ہونے کی وجہ سے ڈنڈی جی کو کچھ اُمید نہ دلائی - بلکہ کہا تو یہ کہا کہ سیٹھ دھنا ڈیہ ہے - اُس سے جھگڑا کرنا فضول ہے - جہاں آپ ایک روپیہ خرچ کر سکو گے وہ ہزار خرچ کر سکتا ہے اِس لیئے کچھ کامیابی آپکو نہیں ہوگی - سیٹھ رادھاکرشن نے جب سُنا کہ سوامی ورجانند جی اُن پر عدالتی کاروائی کرنے کی فکر میں ہیں - اُسنے جھٹ کئی ایک مانیہ لوگوں سے بیوستھا لیلی تاکہ دوران مقدمہ میں کام دے -

سوامی ورجانند نے بھی جب کلکٹر صاحب کے کہنے سے بھی مناسب سمجھا - کہ مقدمہ نہ چلایا جاوے تو اُنہوں نے اپنی توجہ متھرا کے عالم پنڈتوں کی طرف پھیری اور سچائی کا واسطہ دیکر اُن سے بیوستھا مانگی - مگر اس جگہ پہلے سے ہی صفائی ہوئی ہوئی تھی - وہ اپنی بیوستھا اِس سے عرصہ پہلے سیٹھ رادھاکرشن کے پاس فروخت کر چکے تھے - متھرا کے لوگوں کی یہ حالت دیکھ کر کہ وہ کس طرح ستیہ کو استیہ کے لیئے قربان کر دیتے ہیں - ڈنڈی جی کو بڑا کلیش ہوا - متھرا میں ٹھہرنا اب اُن کو دوبھر معلوم ہونے لگا - اُن کے دل میں زبردست خواہش پیدا ہوئی - کہ متھرا سے باہر کے لوگوں کی حالت کو بھی دیکھنا چاہیئے - اُن کو اس بات کا تو دُکھ تھا ہی کہ سیٹھ رادھاکرشن نے کس طرح انرتھ کیا - اِس کے ساتھ ہی شُبہ پیدا ہوا کہ کیا متھرا سے باہر بھی ایسا ہی ہو رہا ہے اور لوگ اپنا ایمان فروخت کر کر گزارہ کر رہے ہیں ؟ چنانچہ اُنہوں نے فیصلہ کیا کہ آگرہ وغیرہ کے پنڈتوں سے چل کر بیوستھا لینی چاہیئے - چنانچہ وہ آگرے گئے اور کئی صاحب سے ملے - آگرے میں اُن دنوں پنڈت چرنجیو شاستری تھے جو دھرم شاستر کی بیوستھا دینے کی پدوی کو گرہن کئے ہوئے تھے - اُن کو تین سو روپیہ ماہوار تنخواہ ملتی تھی - اور وہ خوب آسودہ حال بھی تھے - ڈنڈی جی کو خیال پیدا ہوا کہ جس شخص کی ایسی تنخواہ ہے وہ ضرور ستیہ استیہ کا خیال کریگا - پہلا سوامی جی پنڈت چرنجیو شاستری سے ملے - اور بات چیت کی - سوامی جی کی حیرانی کی کوئی حد نہ رہی - جبکہ پنڈت چرنجیو کی ہی زبان سے سُنا کہ " ہم بھی دستخط کر چکے ہیں " یہ سُنکر جیسے دل پر ایک بجلی گری - اور دُنیا کے پاپیوں اور جھوٹوں کی حالت مجسم شکل بنا کر سامنے نظر آنے لگی - سوامی جی نے بہاتنی [illegible]

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کا مکان چھوڑا۔ باہر آتے ہی آپ کو معلوم ہوا کہ اُنہوں نے بھی دستخط کرائی کی فیس تین سو روپیہ لیا ہے۔ سوامی ورجانند جی متھرا سے تو اس خیال سے آئے تھے کہ دوسری جگہوں کے پنڈتوں سے ملیں گے۔ مگر ایک چھجوجی سے مل کر آپکی رچی پھر گئی۔ آپ نے سوچ لیا کہ سچائی کو حاصل کرنا چونکہ مشکل ہے۔ اس لئے یہ لوگ گر گئے ہیں۔ پھر آپ نے کبھی خواہش نہیں کی کہ اُس معاملہ کا ذکر لوگوں سے کریں۔ اور اُن سے پرستھا مانگیں۔ وہ واپس متھرا چلے گئے۔ اور شانتی سے رہنے لگے۔ وہ اپنی طبیعت کو بہت کچھ شانت کر[نے] کی کوشش کرتے تھے۔ مگر تسپر بھی دُنیا کی حالت کا نقشہ جب خیال میں آتا تھا آپکا تن کانپ اُٹھتا تھا۔ آپکو یہ دھن لگی ہوئی تھی کہ بھٹکے ہندوں کو راہ راست پر لایا [جائے]۔ کسی انسان سے امداد مانگنا اب اُن کے لئے ممکن نہیں تھا۔ اس لئے اُن کے خیالات اُن کے ہی دل کے اندر رہا کرتے تھے۔ یہ خیالات پیچھے اور پختہ ہونے کے کارن مجسم شکل اختیار کرنے لگے۔ اور وہ دن آگیا۔ جبکہ سوامی ورجانند کی اشانت طبیعت شانت ہوئی۔ یعنی ایک روز آپنے صبح کے وقت کسی شخص کو اشٹادھیائی کا پاٹھ کر[تے] ہوئے سُنا۔ سوامی ورجانند کو پہلے اس کتاب کا پتہ تک نہیں تھا۔ جب اُنہوں [نے] پہلی بار اس کتاب کو زبانی پاٹھ کرتے ہوئے سُنا آپکے دل پر اُسکی خوبی نقش ہو گئی۔ آپ جب تک پاٹھ ختم نہ ہوا غور سے کھڑے سُنتے رہے۔ اور پاٹھ کے ختم ہونے پر آپ [نے] اُس پنڈت کو جو کہ پاٹھ کر رہا تھا اپنے پاس بلایا۔ اور دیر تک اُس کے ساتھ باتیں کرتے رہے۔ آپنے اشٹادھیائی کو ایک اعلیٰ درجہ کی پُستک پایا۔ اور اُسکو لکھوا لیا۔

اشٹادھیائی کے مطالعہ نے سوامی ورجانند کے سامنے ایک نیا باب کھول [دیا]۔ اُنہوں نے رشی کرت گرنتھ کو جو کہ پورے پانچھزار سال کے بعد روشنی میں [آیا] تھا تمام منورماں۔ شیکر۔ نیا مکتاولی۔ سارسوت وغیرہ کتب پر ترجیح دی۔ اور ودیارتھیوں کو وہی پڑھانا شروع کیا۔ کومدی آدی گرنتھ اُن کے ہاتھوں سے چھنوا[دئے] بلکہ جب کبھی کسی سے بات چیت ہوتی۔ آپ ہمیشہ اشٹادھیائی کی تعریف کرنے [لگتے]۔ سمت ۱۹۱۶ بکرمی کے آخیر میں آگرے میں ایک دربار منعقد ہوا جس میں تمام راجے مہاراجے اکٹھے ہوئے۔ ان میں سے ہی مہاراج رام سنگھ جی والئی جے پور بھی تھے۔ مہاراج رام [سنگھ] [نے] ڈنڈی جی کو ملنے کے لئے بلوا بھیجا۔ جب ڈنڈی جی آگرے پہنچے۔ اور مہاراج

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ٹھہرنے کی جگہ پر آئے۔ تو مہاراج رام سنگھ جی نے بڑی عزت سے انکو اپنی گدی پر بٹھایا اور خود نیچے بیٹھے۔ بات چیت کے دوران میں مہاراجہ صاحب نے ڈنڈی جی سے درخواست کی کہ وہ انہیں ویاکرن ودیا پڑھا دیں۔ ڈنڈی جی نے کہا۔ کہ اگر وہ ہر روز تین گھنٹے پڑھنے کی کوشش کریں اور کبھی ناغہ نہ ہو تو آپ کو ویاکرن ودیا پڑھا دیں گے۔ تین گھنٹے روز پڑھنے کا نام سنکر مہاراج رام سنگھ خاموش ہو گئے۔ اور بات ختم ہو گئی۔ مہاراج نے پھر کہا کہ "اشٹادھیائی و مہابھاشیہ وغیرہ گرنتھ مجھے نہیں آ سکتے۔ بہتر ہے کہ کوئی نیا اور آسان گرنتھ بنا کر مجھے پڑھا دو" اگر یہ درخواست کسی پیٹ کے بندے کے سامنے کی جاتی۔ تو وہ ضرور یہ انرتھ کرنے کی کوشش کرنے لگ جاتا۔ مگر سوامی ورجانند جی نے کہا "اشٹادھیائی وغیرہ رشی کرت گرنتھ سوریہ کی مانند ہیں۔ اور جس طرح سوریہ کا پرتی بمب توڑ کر اور نیا نہیں بنایا جا سکتا۔ اسی طرح اشٹادھیائی آدی گرنتھ بھی تبدیل نہیں کئے جا سکتے۔" جب مہاراجہ رام سنگھ جی کو اس پہلو میں بھی کامیابی نہ ہوئی تو آپ نے سوامی جی سے کہا۔ کہ کوئی ایسا اپاؤ بتاؤ کہ جس سے میری کیرتی ہو" سوامی جی کے پاس جواب گھڑا رکھا تھا۔ فوراً بول اٹھے "گورنر جنرل سے اجازت لیکر ایک سرب بھوم سبھا کریں اور تمام دنیا بھر کے عالموں اور پنڈتوں کو بلائیں۔ اور شاستر ارتھ کرائیں۔ شاستر ارتھ کا وشے یہ ہو کہ اشٹادھیائی۔ مہابھاشیہ ویاکرن ودیا کے آرش گرنتھ ہیں۔ ان کے برخلاف کومدی۔ منورما وغیرہ منش کرت اور غلط ہیں۔ اس سبھا میں تین لاکھ روپیہ صرف ہوگا۔ جب سب عالم لوگ جمع ہو جاویں گے۔ ہم دو گھنٹے کے اندر سب کو ثابت کر دینگے کہ اشٹادھیائی اور مہابھاشیہ وغیرہ کتب ہی رشی کرت ہیں۔ آپکو وجے پتر مل جاویگا اور ہم آپکے نام کا سمت راجہ بکرماجیت کی طرح جاری کرا دینگے۔" اس تمام تحریر سے صاف پتہ لگ سکتا ہے۔ کہ اشٹادھیائی کیا اتم ہے۔ اور سوامی ورجانند کے دل میں ان کے لئے کیا عزت تھی۔

جس وقت رشی دیانند ودیا کے بھنڈار کی تلاش میں بھرمن کرتا ہوا۔ ڈنڈی جی کے دروازے پر آیا۔ ڈنڈی جی نے سب سے پہلے یہ کہا تھا۔ کہ اگر پڑھنا چاہتے ہو تو کومدی وغیرہ گرنتھوں کو جمنا میں ڈبو آؤ۔ جب تک یہ جھوٹے گرنتھ تمہارے پاس ہیں تم کو اشٹادھیائی نہیں پڑھائی جا سکتی۔ سوامی ورجانند کا نشچہ تھا کہ بھاگوت

Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وغیرہ پورانوں اور سدھانت کومدی وغیرہ انارش گرنتھوں نے دُنیا میں جہالت کا طوفان برپا کر رکھا ہے۔ آپکے دل میں اس بات کے لئے سخت رنج تھا۔ کہ ان جھوٹے گرنتھوں نے دُنیا کو کس قدر گمراہ کیا ہے۔ چنانچہ وہ ہر ایک شاگرد سے اُسکو شاگردی میں لینے سے پہلے بھی کہا کرتے تھے۔ کہ اگر اشٹادھیائی وغیرہ رشی کرت گرنتھ پڑھنا چاہتے ہو تو کومدی وغیرہ گرنتھوں کو دل سے بھلا دو۔ اور ہاتھ سے پھینک دو۔" رشی دیانند کو بھی شاگردی میں داخل ہونے سے پہلے جھوٹے گرنتھ جمنا میں بہانے پڑے تھے۔ اس سے بھی اندازہ لگ سکتا ہے کہ سوامی ورجانند کے دل میں اشٹادھیائی کے لئے کہاں تک عزت اور پیار تھا۔

اُنہی دنوں میں پرنس آف ویلز متھرا میں تشریف لائے۔ آپنے متھرا کے سب سنسکرت کے عالموں کو اپنے پاس بلایا۔ چنانچہ سوامی ورجانند جی بھی معہ اپنے لائق شاگردوں کے پدھارے۔ وہاں انگریزوں نے آپ سے زبان سنسکرت اور آرش گرنتھوں کے بارے میں کچھ بات چیت کی۔ جس کا جواب ڈنڈی جی نے خوب دیا۔ دوران گفتگو میں ایک انگریز نے جو کہ اعلےٰ افسر معلوم ہوتا تھا۔ وید کی ستُرتی نہایت ہی بھدّے پن سے اشدھ پڑھی اور تو کوئی بولا نہیں۔ مگر سوامی ورجانند جی خاموش نہیں رہ سکے۔ چنانچہ اُنہوں نے کہا۔ "یہ رشی کرت گرنتھوں سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ اور نہیں معلوم کہ ایسے شخص کو جو شدھ اچارن بھی نہیں کرسکتا۔ وید پڑھنے کا ادھیکار کسنے دیا ہے" ڈنڈی جی کی یہ بات اُس انگریز افسر کو بہت پسند آئی۔ اور وہ ناراض ہونے کے بجائے خوش ہوکر کہنے لگا کہ "ہم نے ایسا دلیر مہاتما اور کوئی نہیں دیکھا"

ایک دفعہ مسٹر برسٹلی صاحب جو کہ قائم مقام کلکٹر ہوکر متھرا آئے تھے۔ سیر کرتے ہوئے سوامی ورجانند کے مکان کے نیچے سے گزرے۔ ساتھ کے دوستوں نے سوامی جی کی علمیت کی خوب تعریف کی۔ مسٹر برسٹلی صاحب کو ایسا شوق پیدا ہوا۔ کہ آپ فوراً سوامی جی سے ملنے کے لئے چلے گئے۔ تھوڑی دیر تک بات چیت کرنے کے بعد جب آپ چلنے لگے تو سوامی جی سے مخاطب ہوکر یوں گویا ہوئے "اگر کوئی کار خدمت ہمارے لائق ہو تو فرما دیجئے" سوامی جی نے جھٹ کہا "اگر ہماری خدمت کرسکتے ہو۔ تو جس قدر بھوجی دکشت کے بنائے ہوئے کومدی وغیرہ گرنتھ ہیں۔ اُن کو اول تو بھارت ورش سے اور اگر یہ نہ ہوسکے تو کم از کم متھرا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے لیکر یا تو آگ میں جلا دو یا جمنا میں بہا دو - کیونکہ ان انارش گرنتھوں نے دنیا کو جہالت میں ڈبو رکھا ہے - میں چاہتا ہوں کہ ان انارش گرنتھوں کی جگہ رشی کرت گرنتھ اشٹا دھیائی وغیرہ کا پرچار کیا جاوے -"

جب تین سال تک آرش اور رشی کرت گرنتھوں کی تعلیم سے مالا مال ہو کر رشی دیانند نے اپنے پرم ودوان گرو ورجانند جی مہاراج سے اجازت مانگی تو سوامی جی نے بڑے خوش ہو کر رشی کی ودیا سماپتی کی سپھلتا کی گورو دکشنا مانگتے ہوئے کہا۔ "دیش کا اپکار کرو - پروپکار میں ہمیشہ لگے رہو - ست شاستروں کا ادھار کرو - جھوٹے گرنتھوں کے پرچار کو روکو - اور انکی جگہ رشی کرت اور سچے گرنتھوں کا پرچار کرو - مت متانتروں نے جو اندھکار پھیلا رکھا ہے اسکو مٹاؤ - اور ویدک دھرم کو سنسار میں پھیلاؤ - منش کرت گرنتھوں پر ہمیشہ رشی کرت گرنتھوں کو ترجیح دو - اور اشٹا دھیائی کا خیال رکھو - یہ ویاکرن میں اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے" ان تمام حالات سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ سوامی ورجانند اشٹا دھیائی کو کیا خیال کرتے تھے - اور انہوں نے نہ صرف رشی کے آنے پر ہی اشٹا دھیائی کی تعریف کی بلکہ رخصت ہونے پر بھی اسی کی تعریف کے کلمات کہے - اور اگر یہ کہدیا جاوے کہ رشی کی کامیابی کا راز بھی اس کے گرو کی نیک ہدایات کی وجہ سے تھا - تو یہ کچھ مبالغہ آمیز نہیں ہے - مطلب اس سے یہ ہے کہ رشی دیانند نے بھی پنڈت لیکھرام کو وہی شے دی کہ جس کی ترقی اشاعت میں وہ خود اور انکا گورو سوامی ورجانند تت پر رہے تھے - پنڈت لیکھرام کو سوامی دیانند نے ایک مبارک نشانی دی تھی - اور اگر اس کے اثر سے پنڈت لیکھرام نے اپنی زندگی کو مبارک کاموں میں لگایا - تو یہ قدرتی تھا - سوامی ورجانند کی کامیابی اور فتحیابی اشٹا دھیائی کی بدولت تھی - رشی دیانند کو سوامی ورجانند نے بھی یہی پستک پڑھایا - اپنی باری میں سوامی دیانند نے بھی اشٹا دھیائی ہی پنڈت لیکھرام کو بطور نشانی دی -

یہ مبارک نشانی لے کر پنڈت لیکھرام جی پریم سے پریت ہو کر رشی کے قدموں میں گر پڑے - اور آخری نمستے کہہ کر پشاور کو واپس چلے آئے - پشاور پہونچکر آپکے دلمیں طرح طرح کے خیالات موجزن تھے - ویدک دھرم کی تعلیم سے آپکو جو لگن لگی تھی - اس کا اندازہ لگانا ذرا مشکل ہے - آپ ہر وقت اس خیال میں مست رہتے تھے کہ کسی نہ کسی طریقے سے وید کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دھرم کا زیادہ سے زیادہ پرچار کیا جاوے۔ زبانی طور پر تو آپ نے یہ کام کچھ دنوں سے جاری کر رکھا ہی تھا۔ اب آپ نے ویدک دھرم کا سندیسا لوگوں کو پہونچانے کے لئے ایک رسالہ جاری کرنے کا وچار کیا۔ آریہ سماج پشاور کے اُتساہی ممبروں کو رسالہ کی اجرا کے لئے پریرنا کی۔ اور تھوڑے سے ہی عرصہ میں ویدک دھرم کی سچائیوں کو بھارت ورش میں پھیلانے کے لئے جاری کر دیا۔ اس رسالہ کے جاری ہونے سے پنڈت لیکھرام کے دل میں خاص اُتساہ پیدا ہوا۔ چنانچہ اُنہوں نے آریہ سماج پشاور کی تن من اور دھن سے امداد کرنا اپنا کرتویہ سمجھ کر خوب ہی کام کیا۔ رسالہ دھرم اُپدیش نے آریہ سماجیوں کے سامنے ایک نیا باب کھول دیا۔ شری پنڈت لیکھرام جی آریہ مسافر کے لئے اگرچہ باوجود نوجوان ہونے کے تحریری میدان میں آنے کا یہ پہلا موقعہ تھا۔ لیکن جس پریم۔ جوش۔ اور محبت سے آپ نے رسالہ دھرم اُپدیش کو ایڈٹ کیا۔ اُسکی شہادت رسالہ دھرم اُپدیش کے فائلوں سے بخوبی ظاہر ہے۔ ویدک سدھانتوں کے پرچار کے ساتھ ساتھ ہی آپ نے ٹیمپرنس کا کام بھی جاری کر رکھا تھا۔ شراب اور ماس کے برخلاف لوگوں کو اُپدیش دینا آپ زندگی کا ایک مقصد خیال کرتے تھے۔ جس شخص سے ملنا اُس سے یہی کہنا کہ شراب اور گوشت سے پرہیز کرنا ہی اچھا ہے۔ یہ بات عام ہے کہ فوجوں میں شراب اور گوشت خوری کی بہت کثرت ہے۔ نوجوان فوجی لوگوں کی یہ گراوٹ شری پنڈت جی کو بعض دفعہ سخت بے چین کر دیتی تھی۔ اور آپ چاہتے تھے کہ جس طرح بھی ہو سکے۔ اُن سے یہ عادت چھوڑا دیں۔ آپنے فوج کے کئی صوبہ داروں سے بلکہ اس کے بارہ میں ذکر اذکار کئے۔ مگر نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ شری پنڈت جی کی خواہش تو یہ تھی۔ کہ فوجوں میں گوشت اور شراب کا آنا ہی بند ہو جاوے۔ پنڈت جی کی یہ خواہش خواہ پوری ہوئی یا نہیں۔ لیکن اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ پنڈت جی کی یہ خواہش کیسی نیک اور اعلیٰ تھی۔ کئی لوگوں کی طرف سے مایوس ہونے پر بھی آپنے ہمت نہیں ہاری۔ بلکہ صوبہ داروں وغیرہ کی طرف سے پیدا ہوئی ہوئی مایوسیوں نے آپکے دل میں ایک اور جوش پیدا کر دیا۔ اور آپنے یہ وچار کیا کہ چھوٹے افسروں کو کہنے کے بجائے بڑے بڑے افسروں سے اس کے متعلق بات چیت کرنی چاہئے۔ چنانچہ اس وچار کے ساتھ آپنے شراب کی برائیوں کو دور کرنے کے لئے ایک بڑا بھاری جلسہ کیا۔ اور اُس میں تمام حکام ضلع اور کمانڈنگ آفیسر افواج کو بھی مدعو کیا۔ تمام اعلیٰ افسران

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور بیشمار عام لوگوں اور فوجی اشخاص کی موجودگی میں شری پنڈت لیکھرام جی نے شراب کی بُرائیوں پر ایک اعلیٰ تقریر کی۔ اِس تقریر نے تمام حاضرین کو حیرت میں ڈالدیا۔ شری پنڈت جی نے بڑی دلیری اور حوصلے سے شراب کی بُرائیوں کو شراب کے پیاروں کے سامنے بیان کیا۔ فوجی لوگوں کے دلوں پر اس تقریر کا بہت ہی اچھا اثر پڑا۔ اگرچہ شری پنڈت جی کی شراب نوشی کے برخلاف یہ پہلی ہی ن کوشش تھی۔ مگر اس میں بھی کافی سے بڑھکر نتیجہ برآمد ہوا۔ کیونکہ کئی دھرم کے متلاشی بن گئے۔ اور بہت سے لوگوں نے اسی جگہ آئندہ شراب نہ پینے کی پرتگیائیں کیں۔ شری پنڈت جی کی اس نیک کارروائی کا ہر جگہ چرچا ہونے لگا اور تمام دوست اور مخالف آپکے نیک کام کی داد دینے لگے۔ شری پنڈت جی دوسرے لوگوں میں ہی سچائی کا پرچار نہیں کیا کرتے تھے۔ بلکہ آپکو سب سے پہلے اپنے ہی سرکل یعنی دفتر کا خیال تھا۔ رشوت لینا تو درکنار کبھی اس قسم کی کوئی بات بھی شری پنڈت جی نے اپنی ملازمت کے دوران میں نہیں کی۔ آپنے سچی آواز کو کبھی نہیں دبایا۔ بلکہ سچ کہنے کے لئے آپنے سخت تکالیف کے اُٹھانے کے باوجود بھی سچ کا پرچار کیا۔ آپکو اپنی ملازمت کی حالت میں بعض ایسے متعصب دوستوں سے بھی کام پڑا۔ کہ جو نہ صرف حسد میں ہی جلے جاتے تھے۔ بلکہ جو شری پنڈت جی کو ہر قسم کی تکالیف پہونچانا اپنا فرض خیال کرتے تھے۔ خواہ کچھ ہی ہوا ہو۔ آنکی تمام مخالفت شری پنڈت جی کے قدموں میں لغزش نہ دے سکی۔ اور ان کا قدم ہمیشہ سچائی کے پرچار میں آگے ہی بڑھتا گیا۔ رسالہ دھرم اپدیش نہ تو روپیہ کمانے کے لئے جاری کیا گیا تھا۔ اور نہ ہی اُس کے اجرا سے یہ مدعا تھا۔ آپکے اجرا کا محض یہی مدعا تھا کہ ویدک دھرم کا پرچار ہو۔ اور یہ بات بڑے وثوق کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ اس مقصد میں شری پنڈت جی کو بڑی ہی کامیابی ہوئی۔ رسالہ دھرم اپدیش کے دہارمک مضامین نے کئی ایک بھولے بھٹکوں کو راہ راست پر لاکر کھڑا کر دیا۔ اور کئی گمراہ اپنی اصلی حالت پر آ گئے۔ شری پنڈت جی کو یقین تھا کہ اُنکی کوششیں جو کہ وہ سچے دل اور پریم سے کر رہے ہیں ضرور بارآور ہونگی اور وہ اس قسم کی اُمید دل پر دن رات کام کرنے میں مشغول رہے تھے دفتر کے کام کے علاوہ اپنا بہت سا وقت رسالہ دھرم اپدیش کے مضامین لکھنے اور دیگر دہارمک کاموں میں صرف کرتے تھے۔ یہ سب کچھ تھا مگر شری پنڈت جی کے سامنے چند ایک مشکلات آئیں۔ یعنی آپکی تبدیلی پشاور سے مفصل کی ہوگئی۔ رسالہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دھرم اُپدیش کی جُدائی نے شری پنڈت جی کے دل پر بڑا صدمہ پہونچایا - آپ خاص طور پر آریہ سماج پشاور کے پرتشٹھت پُرشوں سے ملے - اور رسالہ دھرم اُپدیش کے بارہ میں اُن سے بات چیت کی - اِس میں شک نہیں کہ وہ خود بھی شری پنڈت لیکھرام جی کی تبدیلی کو آریہ سماج پشاور کی بڑھتی ہوئی ترقی کے لیئے مضر خیال کرتے تھے - مگر تاہم آپ نے شری پنڈت جی کو شانتی دلائی کہ رسالہ دھرم اُپدیش جاری رکھا جاویگا - بشرطیکہ وہ قلمی امداد اُسی طرح دیتے رہیں - جیسا کہ پشاور میں رہنے کی حالت میں تھا - ادھکاریان سماج کے مُنہ سے یہ الفاظ سُنکر شری پنڈت جی کی تسکین ہوئی اور آپ اُن کو قلمی امداد کا بھروسہ دلاکر ۱۸۸۶ء میں تبدیل ہو کر مضافات میں چلے گئے - شری پنڈت جی مضامین باقاعدگی کے ساتھ روانہ کرتے رہے - مگر رسالہ دھرم اُپدیش باقاعدہ انتظام نہ ہو سکنے کے کارن اُس کے خریداروں میں بے چینی سی پیدا ہو گئی - چنانچہ خریداران کے گھٹتے ہی رسالہ کے اخراجات ناقابل برداشت معلوم ہوتے گئے - اور آریہ سماج پشاور کے سبھاسدوں نے یہ فیصلہ کیا - کہ رسالہ کو بند کر دیا جاوے - جس وقت شری پنڈت لیکھرام جی کو یہ بات معلوم ہوئی - آپکو سخت رنج ہوا - رسالہ دھرم اُپدیش کے بند ہونیکا حال سُنکر آپ سخت بے چین ہوئے - چنانچہ آپنے ادھکاریان آریہ سماج پشاور کو بہت کچھ لکھا پڑھا - مگر اُنہوں نے اپنا پختہ خیال بھی ظاہر کیا کہ رسالہ دھرم اُپدیش بند کر دیا جاویگا - جب پنڈت جی کو یقین ہو گیا - کہ اب ادھکاریان کسی طرح بھی رسالہ کے اخراجات کو برداشت کرنیکا ساہس نہ کریں گے - تو آپ نے ۴ مارچ ۱۸۹۲ء کو ایک خط اپنے چچا شری پنڈت گنڈا رام جی کو جو کہ اُن دنوں پشاور میں مقیم تھے تحریر کیا - جسمیں آپ نے اُن سے پرارتھنا کی کہ جس طرح بھی ہو سکے کہ رسالہ دھرم اُپدیش کو جاری رکھا جاوے - یہ مسلمہ بات ہے کہ آپکی آمدنی بہت ہی قلیل تھی مگر آپ اِس میں سے بھی کچھ رسالہ دھرم اُپدیش کے اخراجات کے لئے دینے کو تیار تھے - چنانچہ یہ ارادہ اپنے چچا پر ظاہر بھی کر دیا - غرضیکہ جہاں تک پنڈت جی سے ہو سکا - آپ نے رسالہ دھرم اُپدیش کو زندہ رکھنے کا پریتن کیا - مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رسالہ دھرم اپدیش ۱۸۹۲ء میں بند ہو گیا - شری پنڈت لیکھرام جی کو اِس بات کا بڑا صدمہ ہوا - مگر آپنے ہاتھ میں پکڑی قلم کو ہرگز ہرگز نہیں چھوڑا - بلکہ اُسکو متحرک ہی رکھا - اِس سال آپ نے ایک کتاب "نویدِ بیوگان" تحریر کی - جسمیں آپنے بیواؤں کی حالت زار پر خوب پُر زور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

الفاظ میں ملک اور قوم کی توجہ دلائی۔

یہ وہ وقت تھا جبکہ غلام احمد قادیان نے بھولے بھالے اہل ہند کو اپنے پیچھے لگانا شروع کیا ہوا تھا۔ انہی دنوں میں اُسکی ایک ضخیم کتاب براہین احمدیہ اشاعت پذیر ہوئی تھی۔ اِس کتاب میں غلام احمد صاحب نے اِس قدر غلط بیانی سے کام لیا کہ شری پنڈت لیکھرام جی برداشت نہ کر سکے۔ اِس کتاب کی جلد نمبر ۳ میں یہ عبارت درج ہے " آریہ سماج قادیان کو کرامات وغیرہ خوارق عادات بتلائی اور الہامات کی لذتیں چکھائی ہیں۔ اور اُن کے دل کی باتیں بوجھی ہیں" پڑھکر شری پنڈت جی نے ایک خط قادیان میں مہاشہ شرمپت رائے جی کے نام تحریر کیا کہ آیا جو کچھ مرزا نے لکھا ہے وہ ٹھیک ہے یا غلط۔ پنڈت جی کے اِس خط کے جواب میں ۱۵۔ مارچ ۱۸۹۳ء کو پانچ صاحبان شری مہاشہ شرمپت رائے۔ اچھرو مل۔ کشن سنگھ۔ دیا رام و جے کشن جی نے مندرجہ ذیل خط لکھا " جناب مکرم معظم بندگان لیکھرام صاحب۔ نمستے۔ نوازشنامہ دربارہ استفسار احوال کرامات وغیرہ کے جو مرزا غلام احمد نے مایاں کی نسبت براہین الاحمدیہ میں لکھا ہوگا۔ پہونچا۔ کمال خوشی حاصل ہوئی۔ جنابمن یہاں پر سماج نہیں ہے ہم صرف چار پانچ اشخاص آریہ مت والے یہاں قادیان میں ہیں۔ سو ہم میں سے کوئی کسی قسم کی کرامات وغیرہ صداقتیں اُنکی کا قایل نہیں ہے۔ ہم لوگوں کے جو اصول آریوں کے ہیں وہی ہیں فقط نیاز " اِس خط کو پڑھکر شری پنڈت لیکھرام جی نے مرزا صاحب کی کذب بیانوں کی تردید کا بیڑا اُٹھایا۔ اور براہین الاحمدیہ کا جواب تکذیب براہین الاحمدیہ کی شکل میں لکھنا شروع کیا۔ وقت بڑا خراب تھا۔ پشاور آریہ سماج کے ممبران رسالہ دھرم اپدیش کو بند کرنے کی تجاویز سوچ رہے تھے۔ شری پنڈت لیکھرام نہیں چاہتے تھے کہ رسالہ دھرم اپدیش بند ہو۔ انہوں نے جو چٹھی اسکے متعلق ۱۰۔ مارچ کو تحریر کی تھی اُس کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے۔ باوجود پنڈت جی کی اِس قدر خواہشات کے بھی جب رسالہ دھرم اپدیش جاری نہ رکھا گیا۔ تو آپ نے کتابیں تحریر کر کے پبلک کی سیوا کرنی شروع کی۔ نو بہ یوگان کا ذکر بھی اوپر کیا جا چکا ہے۔ آپ ابھی کشمکش میں تھے کہ ۳۰۔ اکتوبر ۱۸۸۳ء کی شام کو شری مہرشی دیانند جی بانی آریہ سماج شریر اور بدگوں کی نظر بد کا شکار ہو گئے۔ رشی کی اِس بیوقت موت نے اگرچہ اندولن

Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کو خوش کر دیا۔ کہ جنکی سازش سے رشی کو زہر دیا گیا تھا۔ مگر بھارت ورش کے کونہ کونہ میں رنج کا سمندر اُمڈ آیا۔ رشی کی قبل از وقت موت نے بھارت ورش میں عموماً اور آریہ سماج میں خصوصاً جو رنج پیدا کیا۔ اُسکا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ اگرچہ رشی کی موت کا غم ایک عالمگیر غم تھا مگر بعض دل ایسے بھی تھے کہ جن پر اِس موت کا لاثانی اثر ہوا۔ چنانچہ اِن دلوں میں سے ایک دل شری پنڈت لیکھرام جی کا بھی تھا۔ رشی دیانند کی بیوقت موت نے آریہ سماج کی ترقی کو جو نقصان پہونچایا تھا۔ اگرچہ اُسکی تلافی ناممکن تھی۔ مگر شری پنڈت لیکھرام جی نے اپنا تن اور من آریہ سماج کی ترقی کے لئے ارپن کرنے کا وچار کر لیا۔ چنانچہ اب آپ اپنا اور بھی زیادہ وقت ویدک دھرم کے پرچار میں خرچ کرنے لگے۔ پنڈت جی کی یہ حالت تھی کہ کئی کئی دن سوچ وچار میں ہی گزر جاتے تھے۔ کہ ویدک دھرم کی ترقی کیسے ہو۔ جن لوگوں نے آپکے لیکچر آریہ سماجوں کے جلسوں پر سُنے ہیں۔ وہ بخوبی جانتے ہیں کہ شری پنڈت جی کمار ل بھٹاچاریہ اور راجکماری کا ذکر ضرور اپنے لیکچروں میں کیا کرتے ہیں۔ اُس راجکماری کا نام آپ بڑی عزت سے لیا کرتے تھے۔ کہ جسکو ویدک پرچار کا اِس قدر خیال تھا۔

شری پنڈت لیکھرام کو خیال پیدا ہوا کہ رشی کی بے وقت موت نے آریہ سماج کو جس لاپرواہی سے مخالفوں کے ہاتھوں میں پھینک دیا ہے۔ اُس کا وچار کر کے آریہ سماج کی رکشا کا کچھ پربندھ کرنا چاہیئے۔ اگرچہ آپ مختلف موقعوں پر لیکچر تو پہلے سے ہی دیتے تھے مگر اب اِس طرف خاص توجہ دینے لگے۔ اپنے لیکچروں میں شری پنڈت لیکھرام جی نے براہین الاحمدیہ کی جو تردید کرنی شروع کی تھی۔ اُسنے مرزا غلام احمد کی توجہ کو آپکی طرف مبذول کر دیا۔ یکم اکتوبر ۱۸۸۸ء کو شری پنڈت لیکھرام جی آریہ سماج گورداسپور کے جلسہ پر آئے ہوئے تھے۔ اِس جگہ آپنے مرزا غلام احمد کی کذب بیانی کا پردہ خوب فاش کیا۔ آپ نے مرزا صاحب کو مباحثہ کے لئے بھی چیلنج دیا۔ اور اگرچہ قادیاں گورداسپور سے کچھ بہت فاصلہ پر واقع نہیں ہے۔ مگر مرزا صاحب نے اِس میں بہتری خیال کی کہ خاموش ہو رہیں اِس جگہ سے واپس جاکر آپکا دل ملازمت میں بڑا اوداس رہنے لگا۔ جہاں کسی مولوی کا لیکچر وغیرہ ہوتا تھا۔ وہاں ہی جانے اور اُس سے بحث کرنے کی خواہش آپکے دل میں پیدا ہوتی تھی۔ ویدک دھرم کی ہوا کا خیال آپکے دل میں اِس طرح موجیں مارتا تھا۔ کہ آپکو ملازمت سے نفرت ہونے لگی۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

انہی ایام میں جبکہ شری پنڈت لیکھرام جی کی عمر پورے ۲۴ سال کی تھی۔ آپ کی شادی کا سوال دوبارہ آپکے رشتہ داروں نے اُٹھایا۔ اِس دفعہ بھی شری پنڈت جی نے بہت کچھ مخالفت کی۔ مگر جب آپ سے یہ کہا گیا کہ رشی دیانند کا کیا کتھن ہے تو آپ خاموش ہو گئے۔ چنانچہ آپ کا بواہ شری متی لکشمی دیوی جی کے ساتھ ہو گیا۔ جب شری پنڈت لیکھرام جی گورداسپور سے لوٹ کر اپنی ملازمت پر گئے ہیں۔ اُسوقت آپکا دھیان کسی اور طرف لگا ہوا تھا۔ چنانچہ آپ نے جاتے ہی اپنے رشتہ داروں کو مطلع کر دیا کہ آپ ملازمت سے کنارہ کش ہونیوالے ہیں۔ رشتہ داروں نے شری پنڈت جی کے خیالات کی سخت مخالفت کی۔ لیکن وہ اپنے ارادے پر بدستور ڈٹے رہے۔ پنڈت جی کے دوست پنڈت جی کے اِس ارادے سے سخت اختلاف ظاہر کرتے تھے۔ مگر انکی مخالفت بھی پنڈت جی کے قدموں میں لغزش نہیں دے سکی۔ شری پنڈت جی ایک ہوشیار اور ایماندار شخص تھے۔ آپکے افسر نہیں چاہتے تھے کہ وہ سرکاری ملازمت کو چھوڑیں۔ وہ اُن کو بہت کچھ ترقی پانیکی ترغیبیں دیتے رہے۔ مگر سچائی کے پرچار کی زبردست خواہش نے شری پنڈت جی کو اپنے ہی فیصلہ پر ثابت قدم رہنے دیا۔ چنانچہ آپ نومبر سنہ ۱۸۸۴ء میں استعفا دیکر انسانوں کی ملازمت سے جُدا ہو گئے۔ ملازمت سے جُدا ہو کر جب شری پنڈت جی اپنے رشتہ داروں سے ملنے گئے۔ تو وہ اُنکی حرکت سے ناراض ہونے کی وجہ سے اُن کے ساتھ بڑی بے اتفاقی کے ساتھ پیش آئے۔ پنڈت جی اُنکی یہ حالت دیکھ کر ہنس پڑے۔ اور بہت دیر تک اُن کو سمجھاتے رہے۔

ویدک دھرم کی جو لگن آپکو لگ چکی تھی۔ اُس نے آپ کو گھر میں نہ بیٹھنے دیا۔ اور آپ ویدک دھرم کی سچائیوں کا پرچار کرنے کے لئے "مسافر" بن کر نکل کھڑے ہوئے۔ شری پنڈت جی نے ایسی مسافرت اختیار کی تھی۔ کہ آپ ہمیشہ مسافر ہی بنے رہے۔ اور ایک دم بھی امن سے نہ بیٹھ سکے۔ گھر سے آپ آریہ سماج لاہور کی طرف بڑھے۔ تاکہ وہاں رہ کر نہ صرف ویدک دھرم کے مخالفوں کا جواب دیں بلکہ زبان سنسکرت کا مطالعہ بھی کریں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تیسرا باب

ویدک دھرم کے مخالف

مہابھارت کے زمانہ کے بعد ویدک دھرم کو ایسے لوگوں سے نقصان پہنچتا رہا ہے جو کہ کسی وجہ سے اپنے آچار اور بیوہار کو اس کے مطابق نہیں بنا سکتے تھے۔ ایسے لوگوں کا جو کہ ایک اچھے قانون کی پیروی نہ کرنی چاہتے ہوں اُس قانون کی ہی مخالفت کرنے لگ جانا ایک معمولی سی بات ہے۔ اب بھی اس قسم کی مثالیں دیکھی جاتی ہیں کہ جہاں تمام ہی خواہ بنی نوع اچھے قوانین اور نیک خیالات کی تائید کرتے پائے جاتے ہیں۔ وہاں انہی باتوں کی مخالفت بھی بعض اشخاص کی طرف سے کی جاتی ہے۔ اچھے اور اعلےٰ قوانین کی مخالفت کرنیوالے اشخاص کسی زمانہ میں بھی اچھے نہیں کہے جا سکتے۔ مہابھارت کے زمانہ کے بعد جہاں ایسے اشخاص موجود رہے ہیں۔ کہ وہ لوگوں کے متعلق نیک اور اچھے قوانین اور ہدایات کو رائج رکھنے میں کوشش کریں۔ وہاں ایسے اشخاص بھی کثرت سے پیدا ہو گئے۔ کہ جنہوں نے اپنی بہتری ہی اس قسم کے اصولوں کو توڑنے میں خیال کی۔ خود بھارت ورش کو جن حالات کا مقابلہ کرنا پڑا۔ وہ دیگر ممالک کی نسبت کچھ اُمید افزا نہیں ہے۔ اور یہ کہنا شاید بیجا نہ ہوگا۔ کہ بہت سے وقتوں میں ویدک دھرم کی رکشا کرنے والوں کے پیدا ہوتے رہنے کے باوجود بھی سچے اور اصلی ویدک دھرم کی ترقی نہیں ہوئی مہابھارت کے زمانہ سے لے کر رشی دیانند کے وقت تک اس میں شک نہیں کہ بہت سے وید رکشک پیدا ہوئے۔ اور اُنہوں نے اپنی زندگی کا بہترین مشن ہی ویدک دھرم کی رکشا اور پرچار بنایا لیکن کس قدر افسوس کی بات ہے کہ جس ویدک دھرم کی رکشا کرنے کے لئے اِن مہاتماؤں نے پریتن کیا۔ اُسی ویدک دھرم کو انہی مہان پرشوں کے پیرو لوگوں نے نقصان پہونچایا۔ خیر رشی دیانند کے وقت میں بھارت باشیوں کی جو حالت تھی اُس کا ذکر نہ کرنا ہی بہتر ہے۔ شخصی مذاہب نے عجب اندھیر مچا رکھا تھا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جو اُٹھتا تھا اپنا مذہب قایم کر لیتا تھا۔ رشی سنتان بھی کچھ ایسی نیند میں سوئی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ کہ جو چاہتا تھا۔ اپنے پیچھے لگا لیتا تھا۔ اُف! وہ رشی سنتان جس کے بزرگ ترک کو ہی سب باتوں سے افضل قرار دیتے تھے۔ ترک کو ہی فضول خیال کرنے لگ گئی۔ ترک کی فلاسفی کو چھوڑ کر رشی سنتان نے کیا کیا ٹھوکریں کھائیں۔ یہ ایک دل کو ہلا دینے والی کہانی ہے۔ اور وہ لوگ جن کو تاریخ کی ورق گردانی کرنے کا ذرا بھی شوق ہے۔ اِس کہانی سے اچھی طرح واقف ہیں۔

ایک بات جو ویدک دھرم انویایوں میں ہر وقت اور ہر زمانہ میں موجود دیکھی گئی ہے وہ اِنکی سہن شیلتا ہے۔ ویدک دھرم کے لوگوں کو اِنکی یہ سہن شیلتا خواہ کیسی ہی مہنگی پڑی ہو۔ اور اُنہوں نے اِسکی وجہ سے خواہ کچھ ہی نقصان اُٹھایا ہو۔ لیکن یہ بات مسلمہ ہے کہ وہ ہمیشہ سے سہن شیل رہے ہیں۔ جہاں تک تواریخ کے اوراق مدد دیتے ہیں یہ بات صاف طور پر واضح ہے کہ خواہ مذہبی حالت یا ملکی اُنہوں نے کبھی پیش دستی نہیں کی۔ بلکہ جب کبھی اُنہوں نے اپنی سہن شیلتا کو جواب دیا ہو۔ ہمیشہ اپنے ڈیفنس میں ہی دیا ہو۔ اور اُس وقت دیا ہو۔ جبکہ دشمن نے اپنے کمینہ پن سے اُن کو دِق اور تنگ کرتے ہیں تمام انسانی شرافت کو بالائے طاق رکھ کر مجبور نہ کر دیا ہو۔ ویدک دھرم کے پریمیوں کی یہ عادت اچھی تھی یا بُری اسوقت اِس سے بحث نہیں ہے۔ مطلب یہ ہی کہ تواریخ اِس بات کی شاہد ہے کہ وہ ہمیشہ حفاظت خودداری میں اپنے جسم یا دماغ کو حرکت دینے کے عادی رہے ہیں۔ رشی دیانند نے کبھی یہ خیال بھی نہیں کیا تھا کہ اُن کو اہل اسلام یا عیسائی لوگوں کے برخلاف کچھ لکھنا پڑے گا۔ رشی کی ابتدائی زندگی پر نظر مارنے سے جو بات صاف طور پر واضح نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ رشی ویدک دھرم کے اصولوں کا ہی پرچار کرنا چاہتا تھا۔ رشی کا وچار تھا۔ کہ لوگ گمراہ ہوئے ہوئے ہیں۔ اور کہ وہ راستی کا پتہ بتانے سے سیدھے مارگ پر چل پڑیں گے۔ سرل سبھاو رشی کو پتہ بھی نہیں تھا کہ اُسکو راہ راست دکھانے میں مذہبی لوگوں سے بھی واسطہ پڑیگا۔ رشی کو خیال نہیں تھا کہ جو لوگ مذہبی دُنیا میں اپنی دُکانیں لگائے بیٹھے ہیں۔ وہ اُسکو راستی کا پرچار آسانی سے نہ کرنے دیں گے۔ چنانچہ یہی بات تھی کہ جسنے رشی کو ویدک دھرم کے پرچار کے ساتھ ساتھ ہی مذہبی دُنیا کے دوکانداروں کی حالت کو چیک کرنے پر مجبور کیا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

رشی دیانند کی زندگی کا وہ حصہ کہ جو رشی نے مذہبی دنیا کی حالت کو دیکھنے میں لگایا۔ اپنے اندر ایک خاص خصوصیت رکھتا ہے۔ رشی کی حیرانی کی کیا حد ہو سکتی تھی۔ جبکہ اُسنے دیکھا کہ دنیا میں گمراہ لوگ ہی نہیں ہیں۔ بلکہ شریر اور جان بوجھ کر گمراہ بنے ہوئے لوگوں کی بھی کچھ کمی نہیں ہے۔ یہ مسلمہ بات ہے کہ وہ گمراہ لوگ جنکو سچائی کا پتہ نہ ہو۔ سچائی کا راستہ دکھلانے سے بہت جلد سچائی کی طرف جھک جاتے ہیں۔ مگر اس کے برخلاف وہ لوگ جو جان بوجھکر سچائی کو چھوڑتے ہیں اُن کے سامنے لاکھ دفعہ سچائی کو رکھو۔ وہ ایک دفعہ بھی اسکی طرف رغبت نہیں کریں گے۔ یقیناً ایسے لوگوں کو کسی طرح بھی راہ راست پر نہیں لایا جا سکتا۔ رشی نے اپنی زندگی میں ہی اس بات کو محسوس کر لیا تھا۔ کہ دانستہ سچائی سے دور ہوئے ہوئے لوگوں کو راہ راست پر لانا کٹھن ہے۔ رشی کا خیال سمجھانے کے باوجود بھی مایوسی سے بھرپور تھا۔ ایسی حالت میں رشی دیانند نے وہی کیا جوکہ کیا جانا مناسب ہے۔ یعنی رشی نے فیصلہ کیا کہ "کچھ پرواہ نہیں میں لوگوں کو شکشا دونگا۔ اور اُن کو خود غرض لوگوں کے پھندے میں پھنسنے سے روک دونگا" چنانچہ رشی نے اس پروگرام کو اپنی آیو کے اخیر تک نبھایا۔ اور خوب نبھایا۔ دکاندار لوگ اپنی آمدنی کو کم ہوتے دیکھ کر گھبرا اُٹھے۔ اور رشی کی جان کے درپے ہو گئے۔ ایک نہیں دو نہیں بلکہ تین چار دفعہ رشی دیانند کو زہر دیکر اپنا پنڈ چھڑانے کا خیال ان لوگوں کے دلوں میں آیا۔ اور آخر کار اس میں انہیں کامیابی بھی ہوئی رشی دیانند نے کونسا اپرادھ کیا تھا۔ کہ اُسے زہر کے ذریعہ نشانہ موت بنایا گیا۔ محض یہ کہ وہ لوگوں کو راہ راست پر چلنے اور دنیا میں پریم سے رہنے کی تلقین کرتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ سیدھے سادھارن لوگ خود غرض لوگوں کے پیچھے لگ کر اپنا جیون تباہ نہ کریں۔ یہ تھا وہ گناہ جو رشی نے کیا۔ اور جسکی وجہ سے اُسے قبل از وقت مرنے کے لئے مجبور کیا گیا۔ شری پنڈت لیکھرام کے جسم میں بھی ایک ایسا ہی دل حرکت کرتا تھا۔ رشی کی موت نے اُنکے سامنے ایک نیا باب کھول دیا تھا۔ اور وہ بھی اپنے سچے گرو رشی دیانند کی طرح مذہبی لوگوں کو راہ راست پر لانیکی کوشش کرنا اپنا فرض خیال کرتے تھے۔ اگرچہ شری پنڈت لیکھرام جی اپنے دھرم کے سچے سیوک اور پالک تھے۔ لیکن جو بات آپ کو اپنے بزرگوں سے ورثہ میں ملی تھی اُسکو آپ نے کبھی نہیں چھوڑا۔ یعنی آپ نے بھی ویدک دھرم کی رکشا کرتے ہوئے مخالفوں کی تحریرات کا ہمیشہ جواب ہی دیا ہے۔ تاریخ کے بہت پرانے اوراق کو چھوڑ کر زمانہ حال کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چند حالات سے آگاہ ہونا ہر شخص کی خواہش ہو گی۔ چنانچہ وہ یہ ہے کہ قریباً پچپن سال ہوئے۔ مولوی اسماعیل نے ایک کتاب رد ہنود شایع کی۔ اِس کتاب کے شایع ہونے سے ہندوؤں کے دلوں کو سخت صدمہ پہونچا۔ اور اُنکی طرف سے بھی جواب شایع کیا جانا مناسب خیال کیا گیا۔ چنانچہ جوبے بدریداس نے ہندوؤں کی اِس خواہش کو ایک کتاب بعنوان مسلمان شایع کر کے پورا کیا۔ اسی سال ۱۲۷[illegible]ھ میں مولوی عبید اللہ نے جس کا ذکر اوپر بھی کیا جا چکا ہے۔ پورانوں کے حوالجات دیتے ہوئے ایک کتاب تحفتہ الہند تحریر کی۔ اِس کا جواب منشی اندرمن نے فارسی زبان میں اُسی سال تحفتہ الاسلام کی شکل میں شایع کر دیا۔ اِس کے بعد چند سال امن و امان رہا۔ اور تحفتہ الاسلام کے کئی ایڈیشن شایع ہوئے۔ ۱۲۸۱ھ میں مولوی سید محمود حسین نے ایک کتاب خلعت الہنود شایع کی جس میں منشی اندرمن کی تصنیف کردہ تحفتہ الاسلام کی تردید کرنے کی کوشش میں بدستور سابق سخت زبانی سے کام لیا گیا تھا۔ اس وقت سمت ۱۹۲۳ بکرمی تھا۔ منشی اندرمن نے بھی قلم سنبھالا اور ایک کتاب سمت ۱۹۲۵ بکرمی میں "پاداش اسلام" کے نام سے شایع کی۔ انہی دنوں میں اہل اسلام کی طرف سے منشی اندرمن کے برخلاف اور بھی کئی کتب جن کے نام اصول دین ہنود - تیغ فقیر بر گردن شریر - ہیں شایع ہوئیں اور منشی اندرمن نے اپنی طرف سے حملہ ہند - صمصام ہند اور صولت ہند شایع کیں۔ اِن کتابوں کی خوب اشاعت ہوئی یہاں تک کہ ۱۸۸۰ء میں یہ ہر سہ کتب مراد آباد میں تیسری بار شایع ہوئیں۔ مراد آباد سے اُن دنوں ایک اخبار "جام جمشید" نکلا کرتا تھا۔ اِس کے مسلمان اڈیٹر صاحب نے منشی صاحب کی خوب مخالفت کی۔ اور اپنی اسی ۱۸۸۰ء کی اشاعت میں منشی صاحب اور اُنکی تصنیف کردہ کتب کے برخلاف بہت کچھ لکھا۔ جس پر گورنمنٹ کی طرف سے مجسٹریٹ مراد آباد کے نام ایک مراسلہ دریافت حالات کے لئے آیا۔ مجسٹریٹ مراد آباد نے منشی اندرمن کے برخلاف وارنٹ جاری کر کے اپنی عدالت میں طلب کیا۔ منشی اندرمن کے آنے پر اُنکی تحریر پر بحث ہوئی۔ اِس معاملہ میں منشی صاحب کے ساتھ جو سختی کی گئی۔ اُس کا ذکر اِس جگہ فضول ہے۔ مطلب صرف یہ بیان کرنے سے ہے کہ جس بات نے منشی اندرمن کی قلم کو حرکت دی۔ وہ وہ کتب تھیں کہ جو اہل اسلام کی طرف سے ہندو دھرم کے برخلاف تحریر کی گئیں۔ غالباً منشی اندرمن نے کوئی کتاب تحریر نہ کی ہوتی۔ بشرطیکہ اُن کو مخالفوں کی طرف سے مجبور نہ کیا جاتا۔ منشی اندرمن نے اگرچہ یہ کتب ۱۸۶۷ء میں تحریر کرنی شروع کی تھیں۔ مگر یہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مقدمہ ۱۸۹۰ء میں چلایا گیا - اور آخر ۱۸۹۱ء میں اس کا فیصلہ ہوا - اس میں شک نہیں ہے کہ منشی اندرمن کو مجبوراً اس قسم کی تحریریں لکھنی پڑی تھیں - اور خوشی کی بات ہے کہ سرکار برطانیہ کے ذمہ وار حکام نے منشی صاحب کو آخر کار بے قصور قرار دے ہی دیا ۔ منشی صاحب کے واقعہ سے صاف واضح ہے کہ انہوں نے محض جواب میں قلم اٹھائی تھی - اسی طرح شری پنڈت لیکھرام جی کا واقعہ ہے - یعنی آپ نے بھی ویدک دھرم کے مخالفوں کے متعلق جو کچھ لکھا یا کہا - وہ محض ان کے جواب میں تھا - سب سے پہلی بات جس نے کہ شری پنڈت لیکھرام جی کو اہل اسلام کے برخلاف زبردست ہاتھ سے قلم کو حرکت دینے کی ترغیب دی - مرزا غلام احمد قادیان کی طرف سے براہین الاحمدیہ کی اشاعت ہے - یہ کتاب ۱۸۸۳ء میں شایع ہوئی - اس کتاب نے سنجیدہ شخصوں کے بدن میں ایک جوش پیدا کر دیا - مرزا غلام احمد کس لیاقت کا آدمی تھا - اس کا اندازہ خود اہل اسلام کی قلم سے تحریر شدہ کتب سے بخوبی لگتا ہے - براہین الاحمدیہ میں مرزا صاحب نے مختلف مذاہب کے لوگوں کے برخلاف دل کھول کر لکھا - اس کتاب کا جو حصہ پادری صاحبان کے متعلق تھا - اس کا جواب تو عیسائی پادریوں نے دیا - مگر اس کا جو حصہ ویدک دھرم یا ہندوؤں کے متعلق تھا اسکی تردید کا بیڑا شری پنڈت لیکھرام جی نے اٹھایا - شری پنڈت لیکھرام کے جسم میں ایک سچائی پسند دل حرکت کرتا تھا - ان کا خیال تھا - کہ اگر ان کو سچائی کا راستہ بتایا جاوے - وہ اسکو اختیار کر لیں گے - لیکن اگر وہ کسی گمراہ کو راہ راست بتاویں تو اسکو اسپر چل پڑنا چاہیئے - براہین احمدیہ کی اشاعت کے بعد مرزا صاحب نے بہت سے نوٹس وغیرہ چھپوا کر تقسیم کئے - جن میں سے ایک اس قسم کا تھا - کہ جو شخص ان کے پاس جا کر رہے - وہ اسکو معجزہ یا کرامات دکھاویں گے - اور اگر وہ ایسا نہ کر سکیں تو دوصد روپیہ ماہوار کے حساب سے ہرجانہ یا جرمانہ دیں گے - جس وقت یہ نوٹس شایع ہوا ہے - اسوقت شری پنڈت لیکھرام جی آریہ سماج امرت سر میں موجود تھے -

چنانچہ ۳ اپریل ۱۸۸۵ء کو آپ نے مندرجہ ذیل خط مرزا غلام احمد کے نام لکھا

" جناب مرزا صاحب ہادی اسلام خدا ہدایت دلوے - بعد آداب دوستانہ کے گذارش ہے کہ آپ کا خط مطبوعہ مطبع مرتضائی لاہور بلا تاریخ آج میرے مطالعہ سے گزرا - خدا آگاہ ہے - کہ جب سے آپنے براہین الاحمدیہ کا ابتدائی اشتہار

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سفیر ہند اخبار میں طبع کرایا تھا۔ اس روز سے آج تک جس قدر آپنے خامہ فرسائی کی ہے سبکو بغور ملاحظہ کرتا رہا۔ اور ہمیشہ اشتیاق ملاقات کا رہا۔ خط کے مضمون کو کما ینبغی پڑھا یہ خط جس کے لکھنے کی آپکو بعنوانئے مضمون خدا کی طرف سے اجازت ہوئی ہے کہ ہم آریہ لوگوں اور غیر مذہب والوں کو بھی آپ دین اسلام کی طرف دعو کریں۔ اور جو کوئی ہم میں سے اس منشا سے بشرطیکہ آپکے پاس ایکسال تک رہنے کے اگر وہ کوئی نشان آسمانی یا کرامات صداقت دین اسلام و قرآن کو نہ دیکھے اور تسلی پاکر مسلمان نہ ہووے۔ تو آپ اُسکو دو سو روپیہ ہرجانہ یا جرمانہ ماہوار کے حساب سے دینا منظور کرتے ہیں۔ پس آریہ سماج کے مبارک اصول نمبر ۴ کے بموجب جس کا مطلب یہ ہے کہ سچ کے اختیار کرنے اور جھوٹھ کے چھوڑنے میں ہمیشہ مستعد رہنا چاہیئے۔ راقم الحروف آپکی خدمت میں بنا بر دریافت نشان آسمانی و معجزات صداقت دین اسلام کے حاضر ہونیکو موجب آپکے وعدے کے مستعد ہے۔ مگر بایں شرط کہ آپ اول بحساب دو سو روپیہ ماہوار کے کُل ۲۴۰۰ ایکسال کا داخل خزانہ سرکار فرمادویں اور اقرار نامہ تحریر کر دیویں کہ اگر ایکسال تک آپکی ہدایت اور آسمانی نشانات و معجزات وغیرہ سے تسلی نہ پاکر آپکے دین کو قبول نہ کروں تو وہ ۲۴۰۰ روپیہ بطور ہرجانہ کے بلا عذر و حیلہ خزانہ سرکار سے مجھ کو ملجاوے۔ اور وہ روپیہ تا اختتام انقضائے ایکسال کے خزانہ سرکار میں بکفالت رہے اُس کے واپس لینے کا آپکو اختیار نہ ہوگا۔ جواب اس عریضہ نیاز کا اندر میعاد ایک ہفتہ کے بمقام آریہ سماج لاہور بیرے پاس ارسال فرماویں۔ اگر حسب شرائط مطبوعہ جناب کے یہ شرائط آپ قبول یا منظور نہ فرماویں گے تو سمجھا جاویگا۔ کہ آپنے یہ تحریص لغو بتلاکر اپنے خلاف دعویٰ کو ثابت کرنا چاہا ہے۔ اور اسی سے آپکے دعویٰ کی تکذیب بھی لازم آویگی۔ اور عام و خاص میں مشتہر کیجاویگی۔ اگر آپ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو مندرجہ بالا تحریر کو منظور فرماکر بندوبست کریں مجھے ایکسال تک آپکی شاگردی سچے دل سے منظور ہے۔ بوقت آنے کامل جواب کے اور داخل ہوجانے مبلغان ہرجانہ کی اور تجویز ہوجانے شرائط اقرار نامہ کے بندہ بلا عذر حاضر خدمت ہو جاویگا۔

پنڈت لیکھرام مبر ممبران آریہ سماج پشاور وارد حال بمقام امرت سر ۳ اپریل ۱۸۸۵ء

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اِس خط کی تحریر سے صاف واضح ہی کہ شری پنڈت لیکھرام جی نے یہ خط کیسی سرلتا سے لکھا تھا۔ غالباً اِس خط کے تحریر کرنے سے پہلے آپکو معلوم نہیں تھا۔ کہ مرزا صاحب کس چالاکی کے ساتھ آپ سے پیش آویں گے۔ جسوقت شری پنڈت لیکھرام جی کا یہ خط مرزا صاحب کے پاس پہونچا۔ مرزا صاحب نے رنگ بدلا۔ اور اس کا جواب مندرجہ ذیل خط سے دیا۔

"از عابد باللہ الصمد غلام احمد بطرف پنڈت لیکھرام صاحب۔ بعد ما وجب۔ آپ کا خط ملا۔ آپ لکھتے ہیں۔ کہ خط مطبوعہ مطبع مرتضائی لاہور ہمیرے مطالعہ سے گزرا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ابھی تک یہ خط آپنے مطالعہ نہیں کیا۔ کیونکہ تحریر آپ کی شرائط مندرجہ خط مذکورہ بالا سے بکلی برعکس ہے۔ اول اس عاجز نے اپنے خط مطبوعہ کے مخاطب وہ لوگ ٹھیرائے ہیں۔ کہ جو اپنی قوم میں معزز علماء اور مشہور اور مقتدا ہیں۔ جن کا ہدائیت پانا ایک گروہ کثیر پر موثر ہو سکتا ہے۔ مگر آپ اِس حیثیت اور مرتبہ کے آدمی نہیں ہیں۔ اور اگر مینے اس رائے پر غلطی کی ہے۔ اور آپ فی الحقیقت مقتدا و پیشوائے قوم ہیں۔ تو بہت خوب میں زیادہ تر آپ کو تکلیف دینا نہیں چاہتا صرف اتنا کریں کہ پانچ آریہ سماج ہیں یعنی آریہ سماج قادیان آریہ سماج لاہور۔ آریہ سماج پشاور۔ آریہ سماج امرتسر۔ آریہ سماج لدھیانہ میں جسقدر ممبر ہیں سب کی طرف سے ایک اقرار نامہ حلفاً اس مضمون کا پیش کریں کہ جو پنڈت لیکھرام صاحب ہم سب لوگوں کے مقتدا و پیشوا ہیں۔ اگر اِس مقابلہ میں مغلوب ہو جاوینگے۔ اور کوئی نشان آسمانی دیکھ لیں گے۔ تو ہم سب لوگ بلا توقف شرف اسلام سے مشرف ہو جائیں گے۔ پس اگر آپ مقتدائے قوم ہیں تو ایسا اقرار نامہ پیش کرنا آپ پر کچھ مشکل نہیں ہوگا۔ بلکہ تمام لوگ آپ کا نام سنتے ہی اقرار نامہ پر دستخط کر دیں گے۔ کیونکہ آپ پیشوا قوم جو ہوئے۔ لیکن اگر آپ اپنا مقتدائے قوم ہونا ثابت نہ کر سکیں اور ایسا اقرار نامہ مرتب کر کے دو ہفتہ تک میرے پاس نہ بھیجدیں۔ تو آپ ایک شخص عوام الناس سے سمجھے جائیں گے۔ جو قابل خطاب نہیں۔ یہ بات آپ پر واضح رہے کہ اِس معاملہ میں خط مطبوعہ میں شرط یہی درج ہے کہ مقتدائے قوم ہو (دیکھو سطر ۲ ہم خط مطبوعہ) اب مقتدائے ہونا بجز مقتدیوں کے اقرار کے کیونکر ثابت ہو۔ اور یہ بات کہ ہم نے اپنے خط میں یہ شرط لازمی کیوں رکھی کہ شخص منجملہ مقتدائے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قوم ہو۔ عوام الناس سے نہ ہو۔ اس شرط کی وجہ یہ ہے کہ عوام الناس میں سے کسی کو مغلوب اور قایل کرنا دوسروں پر موثر نہیں ہوسکتا۔ بلکہ ایسے شخص کے تجربہ کو خواص لوگ سادہ لوحی اور عدم بصیرتی پر حمل کرتے ہیں۔ اور بجائے اس کے کہ کوئی گروہ اسکا اتباع کرکے راہ راست پر آوے۔ حق کی ہدائیت یابی کو کسی غرض نفسانی پر مبنی سمجھ لیتے ہیں۔ ماسوا اسکے ان خطوط مطبوعہ کے بھیجنے سے میری غرض تو یہ ہو کہ تا ہر ایک قسم پر حجت پوری ہو کر حصہ پنجم میں اس اتمام حجت کا حال درج کیا جائے۔ لیکن ایک عامی آدمی کے قایل اور مسلمان ہو جانے سے قوم پر کیونکر حجت پوری ہو جائیگی۔ عامی کا عدم قوم کے نزدیک برابر ہے۔ کیا اس جگہ کے بعض آریہ سماج کے ممبروں کی شہادت سے جنہوں نے بچشم خود بعض نشانوں کو دیکھا ہو۔ آپ لوگ مسلمان ہوسکتے ہیں؟ تو پھر کیونکر امید رکھیں کہ آپکی شہادت قوم پر موثر ہوگی۔ حالانکہ آپ قادیان کے بعض آریوں سے جنہوں نے بعض نشانوں کو مشاہدہ کیا ہو۔ حیثیت اور عزت اور لیاقت میں زیادہ نہیں ہیں۔ بہر حال ہم کو اس خط مطبوعہ پر عمل کرنا لازم ہے جسکو آپ منظر سرسری دیکھ چکے ہیں۔ اگر قوم کے مقتدا مخاطب ہونے کے لئے مخصوص نہ ہوں۔ تو یہ سلسلہ قیامت تک ختم نہ ہوگا۔ مناسب ہے کہ آپ بہت جلد اس کا جواب لکھیں۔ کیونکہ اگر آپ مقتدائے قوم قرار پا گئے تو دوسرے مراتب اسکے بعد طے ہونگے اور جو مبلغ دو سو روپیہ ماہواری کے حساب سے دو ہزار چار سو روپیہ سال بصورت مغلوبیت دینا تجویز کیا ہے۔ یہ بھی اسی لحاظ یعنی مقتدائے قوم کی وجہ سے قرار پایا ہے۔ خواہ وہ مقتدا تمام روپیہ آپ رکھے۔ یا قوم جو اقرار نامہ پر دستخط کرینگے اپنے اپنے حصہ پھیر لیں۔ اب خلاصہ کلام آپ یہ یاد رکھیں کہ ہم نے تین باعث سے حصہ پنجم کا چھپنا ملتوی کرکے ہر ایک قوم کے سرگروہ کو خطوط مطبوعہ بعینہ جسٹری بھیجے ہیں۔ کیونکہ قوم کے سرگروہ ایک قوم کا حکم رکھتے ہیں۔ عوام الناس سے ہم کو کچھ سروکار نہیں۔ اور نہ اس طور سے بحث کا سلسلہ کبھی ختم ہو سکتا ہے۔ جو شخص ہمارے مقابل پر آنا چاہے (آپ ہوں یا کوئی اور ہو) اول اسکو یہ ثبوت دینا چاہیئے کہ درحقیقت وہ مقتدائے قوم ہے۔ اور اسکی قوم کے لوگ اسبات پر مستعد ہیں کہ اس کے قایل اور اقراری ہو جانے سے بلا حجت وحیلہ دین اسلام میں داخل

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہو جائیں گے۔ سو مناسب ہے۔ کہ آپ سعی اور کوشش کر کے پانچوں آریہ سماج کے جسقدر ممبر ہوں۔ اُن سے حلفاً اقرار نامہ لے لیں۔ اور نام بنام اُن سے دستخط کرائیں۔ اور اس اقرار نامہ پر دس یا بیس متفق مسلمانوں اور بعض پادریوں کے دستخط ہوں۔ تاکہ وہ اقرار نامہ معہ آپکے اقرار اور ہمارے اقرار کے چند اخباروں میں چھپوایا جاوے۔ لیکن جب تک آپ اس طور سے اپنا سرگروہ ہونا ثابت نہ کریں۔ تب تک آپ عوام الناس میں سے محسوب ہونگے ہمارے خط کو غور سے دیکھو اور اُس کے منشاء کے مطابق قدم رکھو۔ ان خطوط سے اصل مطلب تو ہمارا یہی تھا۔ کہ قوموں کے سرگروہوں کو قایل یا لاجواب کر کے کُل قوموں پر (ہندو ہوں یا عیسائی) اتمام حجت کیا جائے۔ پس جو لوگ سرگروہ ہی نہیں۔ اُن کو لاجواب یا قایل کرنے سے ہمارا مطلب کیونکر پورا ہوگا۔ اور حصہ پنجم کے چھپنے کی کب نوبت آئیگی۔ اور اگر خدا توفیق دیوے۔ تو اپنے آریہ بھائیوں کی شہادت کو ہی کافی سمجھو کیونکہ وہ بھی آخر تمہارے ہی بھائی ہیں۔ والدعا

خاکسار غلام احمد از قادیاں ضلع گورداسپور۔ ۷۔ اپریل ۱۸۸۵ء"

مرزا صاحب کے مذکورہ بالا خط نے شری پنڈت جی جیسے راستی پسند شخص کو حیران کر دیا اور آپ کو معلوم ہو گیا۔ کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور، اور دکھانے کے اور ہوتے ہیں۔ مرزا صاحب نے جس چالاکی کے ساتھ شری پنڈت جی کو اپنے راستہ سے دُور کرنا چاہا تھا۔ اگرچہ وہ چالبازی سے خالی نہیں تھا۔ مگر شری پنڈت جی نے اسکی کچھ پرواہ نہ کرتے ہوئے اِس کا جواب لکھنا ہی مناسب خیال کیا۔ چونکہ شری پنڈت جی ان دنوں اکثر دورے میں رہا کرتے تھے۔ اِس لیئے اس خط کا جواب آپ نے ۹ اپریل ۱۸۸۵ء لاہور سے مندرجہ ذیل دیا۔

"مرزا صاحب۔ آپکا خط۔ بجواب میرے نیاز نامہ کے آج ۹۔ اپریل ۱۸۸۵ء کو موصول ہوا۔ اُس کے پڑھنے سے اور ہی کیفیت نظر آئی۔ سچ ہے کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور ہوتے ہیں۔ اور دکھلانے کے اور۔ میرا خیال تھا کہ آپ بموجب مضمون خط کے وعدہ کے بھی ویسے ہی سچے ہونگے۔ مگر وہ غلط نکلا۔ بیشک آپ لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ گم آں شد کہ دُنبال داعی نہ رفت۔ مگر آریہ سماج والوں کا اعتقاد بالکل اس کے مخالف ہے۔ آریہ سماج والے لکیر کے فقیر نہیں ہیں۔ اور نہ کسی بشیر و نذیر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے دام میں اسیر ہو ہر ایک شخص بہ صحت عقل و درستی حواس و صفائی باطن آریہ سماج کا ممبر ہے۔ اور وید مقدس کا پیرو۔ ہم کسی انسان کے بندے نہیں ہیں۔ اور نہ کسی مُردہ یا زندہ کے گرویدہ۔ ہماری پاک سوسائیٹی کا اصول یہ ہے۔ کہ نا رو فرخ کے ارادے ٹھن گئے جو کوئی بندوں کے بندے بن گئے آپ بقول شخصے۔ آب ندیدہ و موزہ از پا کشیدہ پر عمل کر رہے ہیں۔ مگر قبل از مرگ واویلا خوب نہیں ہے۔ خدانخواستہ بالفرض محال کسی آریہ کا دین اسلام قبول کرنا وید مقدس اور دھرم متبرک پر کسی طرح کا حرف نہیں لا سکتا۔ مہربان من تلوار کے دین اور پیار کے دین۔ جہاد کے دین اور اتحاد کے دین۔ طمع کے ایمان اور صداقت کے بیان میں زمین و آسمان کا تفاوت ہے۔ ایک معجزہ کے ایمان لانے سے جاہل قوم مائل ہو جاتی ہے۔ مگر عاقل اور مہذب قوم اس اندھا دھند کارروائی سے شرماتی ہے عقلا اس ہیرپھیر یا چال سے دور ہیں اور جہالت سے نفور ؎

گاہ باشد کہ کودکے ناداں   بہ غلط بر ہدف زند تیرے
وقتے از حکیم روشن رائے   بر نیاید درست تدبیرے

آپ کا یہ تحریر فرمانا کہ آریہ سماج قادیاں۔ آریہ سماج لاہور۔ آریہ سماج پشاور۔ آریہ سماج امرتسر۔ آریہ سماج لدھیانہ میں جس قدر ممبر ہیں۔ سب کی طرف سے ایک اقرار نامہ حلفاً اس مضمون کا پیش کریں۔ کہ پنڈت لیکھرام صاحب جو ہم سب لوگوں کے مقتدا اور پیشوا ہیں۔ اگر اس مقابلہ میں مغلوب ہو جائینگے۔ اور کوئی نشان آسمانی دیکھ لیں گے۔ تو ہم سب لوگ بلا توقف شرف اسلام سے مشرف ہو جائیں گے۔ الخ اس بات کو تصدیق کرتا ہے۔ کہ حیلہ جو را بہانہ بسیار۔ میں اوپر تحریر کر چکا ہوں کہ ہم آریہ دھرم والے صداقت کے مرید ہیں۔ طمع کے شہید نہیں۔ کیا آپ سند جنویل معززہ محقق مسلمانوں کے آریہ ہو جانے سے ویدوکت دھرم کو گرہن کرنے کے لئے مجبور ہو سکتے ہیں۔ نام اُن بزرگوں کے یہ ہیں۔ جنہوں نے لیاقتِ علمی و صداقت باطنی و روشنی روحی سے تحقیقات کامل کر کے آریہ دھرم کو اختیار کیا ہے۔ اگرچہ وہ تعداد میں کئی ہیں۔ مگر چند بھائیوں کے نام درج کرتا ہوں۔ مولوی محمد عمر صاحب۔ مولوی عبدالصمد صاحب۔ مولوی غلام شاہ صاحب۔ قاضی نظام الدین صاحب۔ حافظ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

غلام مصطفےٰ صاحب - وغیرہ - پس یہاں پر اگر آپکا قول درج کر دوں تو عین مناسب ہے کہ اگر خدا آپکو توفیق دیوے - تو اپنے مسلمان بھائیوں کی شہادت کو کافی سمجھو کیونکہ آخر وہ بھی تمہارے بھائی ہیں - الخ

مرزا صاحب اپنے گھر میں کچھ کا کچھ سمجھ لینا شایان شان عقلمندی نہیں ہے بالفرض محال اگر آپ آریہ ہو جاویں تو کیا آپکے بھائی رشتہ دار وغیرہ موضع قادیاں کے رہنے والے اہل اسلام آریہ دھرم کو قبول کر لینگے ؟ کبھی نہیں - پس اس معاملہ میں زیادہ تحریر واجب نہیں جانتا ہوں - مگر صرف اتنا لکھنا ضروری ہے

باندازۂ بود باید نمود - خجالت نبرد آنکہ بنمود بود - مرزا صاحب - اوعائے بےمعنی سے سوائے خجالت کے اور کچھ فایدہ نہیں ہوتا ہے جیسے اگر آپ بعد کامل تحقیقات کے آریہ ہو جاویں - تو آریہ دھرم کی صداقت کا عمدہ ثبوت ہو - ویسا ہی ایک میرے جیسے کا خدا نخواستہ مسلمان ہو جانا دین اسلام کی خوارق عادات کا ایک بہتر و برتر معجزہ ہوگا - چونکہ مجھے آریہ سماج قادیاں کے ممبروں سے آپ کی کرامات نائیہ کی قلعی کھل چکی ہے - پس آزمودہ را آزمودن جہل است - علاوہ بریں وہاں کوئی ایسی سماج بھی نہیں ہے - صرف دو تین ممبر آریہ خیال والے رہتے ہیں - آپ کا یہ تحریر فرمانا کہ خواہ وہ مقتدا تمام روپیہ آپ رکھے یا قوم جو اقرارنامہ پر دستخط کریگی اپنے اپنے حصہ کثیر الیس الخ

یہ درحقیقت آپکی خوش فہمی ہے - ورنہ آریہ سماج والوں کا یہ اعتقاد وخواہش نہیں ہے -

پس اب آخری خلاصتاً عرض ہے کہ آپ کا یہ تحریر کرنا کہ ہر پانچ سماجوں کے ممبروں سے اقرارنامہ حلفاً تحریر کروا کر ارسال کریں - صرف ٹال مٹال اور حیلہ پردازی وظاہر آرائی معلوم ہوتی ہے - ورنہ جس سماج سے چاہیں آپ براہ راست یا میری معرفت وغیرہ طور پر تسلی کر سکتے ہیں کہ میں اس طمع نفسانی سے پاک ہوں - اور نہ آپکے گنج قارون کے حاصل کرنے کی کسی طرح کی تمنا ہے - صرف تحقیق حق منظور ہے - مگر افسوس کہ آپ بالکل پہلو تہی فرما رہے ہیں - ہاں یہ تو میں خود بھی لکھتا ہوں کہ عوام آریہ سے نہیں ہوں - بلکہ خاص سے ہوں - پس مصرعہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جو اسپر بھی نہ سمجھے پھر تو اُس بُت سے خدا سمجھے

اگر جواب اس کا ایک ہفتہ تک نہ آیا - تو مفصل حال آپکے دعویٰ کا اخباروں میں طبع کیا جاویگا -

نیازمند لیکھرام پردہان آریہ سماج پشاور

از مقام لاہور ۹ - اپریل ۱۸۸۵ء

شری پنڈت لیکھرام جی کے مذکورہ بالا خط سے صاف ظاہر ہے کہ جبوقت آپکو مرزا صاحب کا خط ملا - اُسی وقت آپنے اُس کا جواب تحریر کر دیا - ۹ - اپریل کا لکھا ہوا خط مرزا صاحب کو ۱۰ - اپریل کو ملا - مگر مرزا صاحب نے اُس کا کوئی جواب ۱۶ - اپریل ۱۸۸۵ء تک نہیں لکھا ۱۶ - اپریل کو جو جواب مرزا صاحب نے شری پنڈت جی کے خط کا دیا - وہ بھی ذیل میں درج ہے -

" مشفق پنڈت لیکھرام صاحب - بعد ما وجب - آپکا خط مرقومہ ۹ - اپریل ۱۸۸۵ء مجھکو ملا - آپ نے بجائے اس کے کہ میرے جواب پر انصاف اور صدق دل سے غور کرتے - ایسے الفاظ دور از تہذیب و ادب اپنے خط میں لکھے ہیں جو میں خیال نہیں کر سکتا - کہ کوئی مہذب آدمی کسی سے خط وکتابت کر کے ایسے الفاظ لکھنا روا رکھے - پھر آپنے اُسی اپنے خط میں تمسخر اور ہنسی کی راہ سے دین اسلام کی نسبت توہین اور ہتک کے کلمات تحریر کئے ہیں - اور بغیر سوچنے سمجھنے کے ہجو ملیح کی طرح مکروہ اور لغو باتوں کو پیش کیا ہے - اگرچہ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے - کہ آپ اس قدر طالب حق ہیں - لیکن پھر بھی مینے مناسب سمجھا کہ آپکی سخت اور بدبودار باتوں پر صبر کر کے دوبارہ آپکو اپنی منشاء سے مطلع کروں - کیونکہ یہ بھی خیال گزرتا ہے - کہ شاید آپ نے میرے خط کو غور سے نہیں پڑھا - صاحب مینے جو پہلے خط میں لکھا تھا - اُس کا خلاصہ مطلب یہی ہے جواب میں گذارش کرتا ہوں - یعنی ان دنوں میں اتمام حجت کی غرض سے مینے یہ مناسب سمجھا کہ سات سو خط چھپوا کر ان مخالفین مذہب کی طرف روانہ کروں جو اپنی اپنی قوم کے سرگروہ اور میر مجلس ہیں - اور یہ قرار پایا کیونکہ ہر ایک قوم میں اوسط اور ادنیٰ درجہ کے آدمی ہزارہا بلکہ لکھو کھہا ہوا کرتے ہیں - اس لیئے یہ مناسب ہے کہ یہ خطوط مطبوعہ ان چیدہ چیدہ اور اعلےٰ

Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

درجہ کے لوگوں کی طرف روانہ کئے جائیں۔ کہ جو خواص اور قلیل الوجود آدمی ہیں
پھر ساتھ ہی یہ بھی سوچا گیا کہ ایسے لوگ اگر قادیاں میں ایک برس ٹھیرنے کے
لئے بلائے جائیں۔ تو انکی دُنیوی عزت اور آمدنی کے لحاظ سے دو سو روپیہ ماہواری
اُن کے لئے شرط مقرر کرنا مناسب ہوگا۔ کیونکہ یہ خیال کیا گیا۔ کہ وہ لوگ جس قدر
اپنے اپنے مکانات میں بذریعہ نوکری یا تجارت وغیرہ وجوہ معاش حاصل کرتے ہیں
وہ غالباً اسی اندازہ کے قریب قریب ہوگا۔ غرض جو دو سو روپیہ کی رقم مقرر کی گئی وہ
بنظر اندازہ وجوہ معاش اُن اعلےٰ درجہ کے معزز رئیسوں کی مقرر ہوئی۔ تا وہ لوگ یہ عُذر
پیش نہ کریں۔ کہ قادیاں میں ٹھیرنے سے ہمارا دو سو روپیہ ہرج متصور ہے۔ اور اسی
غرض سے خطوط مطبوعہ میں یہ بھی اندراج پایا کہ اگر دو سو روپیہ ماہواری کسی صاحب کی
حیثیت دُنیوی سے کم ہو تو جہانتک ممکن ہو اُن کو دو سو روپیہ سے کچھ زیادہ دیا جائیگا
اب آپ جو تحریر فرماتے ہیں کہ وہ دو سو روپیہ کہ جو اعلےٰ درجہ کے لوگوں کے لئے بلحاظ
حیثیت دُنیوی اُن کے خطوط مطبوعہ میں اندراج پایا ہے۔ اُسی قدر روپیہ ملنے کی شرط
سے میں قادیاں میں آتا ہوں۔ سو آپ خود انصاف فرما لیویں کہ آپ کیونکر اس قدر
روپیہ پانے کی شرط کر سکتے ہیں۔ ہاں اگر آپ کسی جگہ دو سو روپیہ ماہواری پاتے ہیں
تو پھر اس صورت میں مجھ کو کسی طور سے عُذر نہیں ہے۔ آپ مجھ پر یہ ثابت کر دیں کہ
میں اسی حیثیت کا آدمی ہوں۔ اور اگر ایسا ثابت نہ کریں۔ تو پھر آپکے لئے یہ منظور
کرتا ہوں کہ جس قدر آپ نوکری کی حالت میں تنخواہ پاتے رہے ہیں۔ وہی تنخواہ حسب شرائط
متذکرہ خطوط مطبوعہ آپ کو دونگا۔ لیکن آپ خود انصاف کر لیویں کہ جو تنخواہ اعلےٰ
درجہ کے لوگوں کے لئے انکی ماہواری آمدنی کے لحاظ سے اور اُن کے مرتبہ کثیرہ کے
خیال سے خطوط مطبوعہ میں لکھی گئی ہے۔ وہ کیونکر اُن لوگوں کو دیجائے۔ جو اس درجہ
کے آدمی نہیں ہیں۔ اور اگر ہر ایک ادنےٰ و اعلےٰ کے لئے دو سو روپیہ ماہواری دینا
تجویز کر دوں۔ تو اس قدر روپیہ کہاں سے لاؤں۔ آپ تحکم کی راہ سے کلام نہ کریں
اور جو میں نے خطوط کے چھاپنے کے وقت انتظام کیا ہے۔ اُسکو خوب سمجھ لیں۔ اور
میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ آپ دو تین روز کے لئے قادیاں میں آجائیں۔ اور بالمواجہ
گفتگو کر کے اسبات کا تصفیہ کر لیں۔ مجھے یہ بھی منظور ہے کہ دو تین شریف اور معزز

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

معزز آریہ جیسے منشی جیونداس لاہور میں ہیں۔ وہ مجھ سے ملاقات کر گئے جو اس بارہ میں تصفیہ کریں وہی قرار پا جاوے۔ میں ناحق کی ضد کرنا نہیں چاہتا۔ نہ کوئی حیلہ بہانہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ غور سے میرے خط کو پڑھیں اور یہ جو آپ نے اپنے خط کے آخیر پر لکھا ہے کہ قادیاں کے آریہ لوگوں سے آپکی کراماتی مایہ کی قلعی کھل چکی ہے۔ یہ الفاظ بھی منصفین کے سامنے پیش کرنے کے لائق ہیں۔ جس حالت میں قادیاں کے بعض آریہ جو میرے پاس آمدورفت رکھتے ہیں۔ اب تک زندہ موجود ہیں۔ اور اس عاجز کے نشانوں اور خوارق کے قائل اور مقر ہیں۔ تو پھر نہ معلوم کہ آپ نے کہاں سے اور کس سے سن لیا۔ کہ وہ لوگ منکر ہیں۔ اگر آپ راستی کے طالب تھے تو مناسب تھا کہ آپ قادیاں میں آکر میرے روبرو اور میرے مواجہ میں اُن لوگوں سے دریافت کرتے۔ تا جو امر حق ہے آپ پر واضح ہو جاتا۔ مگر یہ بات کس قدر دیانت اور انصاف سے بعید ہے کہ آپ دُور بیٹھے قادیاں کے آریوں پر ایسی تہمت لگا رہے ہیں۔ ذرا آپ سوچیں کہ جس حالت میں میں نے اُنہیں آریوں کا نام حصہ سوم و چہارم میں لکھ کر اُنکا شاہد خوارق ہونا حصص مذکورہ میں درج کر کے لاکھوں آدمیوں میں اس واقعہ کی شہادت کی ہے۔ تو پھر اگر یہ باتیں دروغ بے فروغ ہوں تو کیونکر وہ لوگ اب تک خاموش رہتے۔ بلکہ ضرور تھا۔ کہ اس صریح جھوٹ کے رد کرنے کے لئے کئی اخباروں میں اصل کیفیت چھپواتے اور مجھکو ایک دنیا میں رسوا اور شرمندہ کرتے۔ سو منصف آدمی سمجھ سکتا ہے۔ کہ وہ لوگ باوجود شدت مخالفت اور عناد کے اسی وجہ سے خاموش اور لاجواب ہے۔ کہ جو جو میں نے شہادتیں اُن کی نسبت لکھیں وہ حق محض تھا۔ اور آپ پر لازم ہے کہ آپ اس ظن فاسد سے مخلصی حاصل کرنے کے لئے قادیاں میں آکر اس بات کی تصدیق کر جائیں۔ تا سیہ رو شود ہرکہ دروغش باشد۔ جواب سے جلد تر اطلاع کریں۔

والدعا

راقم مرزا غلام احمد از قادیاں ۱۷ اپریل ۱۸۸۵ء

۲۵ اور ۲۶ اپریل ۱۸۸۵ء کو آریہ سماج پشاور کا چوتھا سالانہ جلسہ تھا۔ چونکہ آریہ سماج پشاور کی بنیاد ہی شری پنڈت لیکھرام جی نے اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھی تھی۔ اس لئے آپکو اس جلسہ میں شامل ہونے کے لئے خاص طور پر مدعو کیا گیا۔ شری پنڈت جی ۱۸ اپریل کو لاہور سے روانہ بجانب پشاور ہو گئے۔ اور وہاں ۲۳ اپریل کو مردا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

صاحب کا مذکورہ بالا خط ملا۔ بوجہ مصروفیت شری پنڈت جی اس خط کا جواب ۲۹۔اپریل تک نہ دے سکے۔ جب جلسہ وغیرہ کی کارروائی سے فرصت ہوئی تو آپنے مرزا صاحب کے خط کے جواب میں مندرجہ ذیل طویل چٹھی پشاور سے ہی روانہ کی:۔

"مہربانمن مرزا غلام احمد صاحب۔ تسلیم۔ آپ کا خط مورخہ ۱۶۔اپریل ۱۸۸۵ء بہت انتظاری کے بعد ۲۳۔اپریل ۱۸۸۵ء کو مجھے پشاور میں ملا۔ چونکہ پشاور آریہ سماج کا چوتھا سالانہ جلسہ ۲۵۔۲۶۔اپریل ۱۸۸۵ء کو تھا۔ اسواسطے مجھکو لاہور سے ۱۸۔اپریل ۱۸۸۵ء کی گاڑی میں پشاور آنا ہوا۔ ۵ و ۶ روز کثرت کار جلسہ کے سبب فرصت نہ ملی۔ آج عندالفرصت جواب عنایت نامہ کا تحریر خدمت کرتا ہوں۔ اس قدر دیری کو معاف فرمائیے۔ یہ خط آپکا بھی مینے غور سے پڑھا اور تامل سے سوچا۔ اور ساتھ ہی اپنے خط نمبر ۲ کو حرف بحرف بمطالعہ کیا۔ مگر کوئی حرف یا کلمہ دور از تہذیب ادب اس میں نہیں دیکھا۔ نہیں معلوم کہ آپنے اس خط سے اسقدر باتیں کہاں سے نکال لیں۔ ہاں اگر جواب ہونی سے بھی مزاج مبارک برافروختہ ہوتی ہے۔ تو تحقیق حق و باطل و تصدیق صدق و تکذیب سراپا محال ہے۔ افسوس کہ اپنے خط نمبر ا کی تادیب تہذیب پر دھیان نہیں دیتے ہو۔ اور میرے صاف خط کو بھی مہذبانہ نہیں بتلاتے۔ اگر اس سے اسلامی تحکم جتلانا مراد ہے۔ تو علیحدہ امر ہے۔ ورنہ اس میں کوئی امر مانع اخلاق نہیں ہے۔ جس طرح آپنے اتمام حجت کی غرض سے خطوط ارسال کئے ہیں۔ اسی طرح مینے بھی تردید حجت پر کمر باندھی ہے۔ آپکے پہلے خط مطبوعہ کا مطلب اور سے اور خط مورخہ ۷۔اپریل ۱۸۸۵ء کا کچھ اور ہی ظاہر ہوتا تھا۔ اور اس خط محررہ ۱۶۔اپریل ۱۸۸۵ء سے کچھ اور ہی نتیجہ نکلتا ہے۔

واللہ اعلم آپ اپنی تحریرات سے کیوں پلٹے جاتے ہیں۔ خط مطبوعہ کے برخلاف یا اسکی اندرونی تائید کیواسطے بہت باتیں آپنے دل ہی دل میں پوشیدہ رکھیں۔ اور غالباً اب بھی بہت باتیں مطلب برآری کیواسطے پوشیدہ ہونگی۔ آپکا خیال نہیں ہے ۵

نمی باشد مخالف قول و فعل راستاں باہم ٭ کہ گفتار قلم باشد زرفتار قلم پیدا

چونکہ آپکی مخالف تحریریں سے بر ملا ہوتی ہیں۔ وہ کسی عاقل کے نزدیک اُنہی تسلیم کے لائق نہیں [illegible] کوئی [illegible] عزت کی نگاہ سے دیکھیگا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بماہ ستمبر ۱۸۸۶ء میں بتقریب جلسہ آریہ سماج امرتسر کے گورداسپور گیا تھا۔ اور وہاں پر اس امر کی نسبت کہ آپنے جو دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا ہے۔ در حقیقت کس حیثیت کے آدمی ہیں۔ دریافت کیگئی تو ایک معزز آدمی کی زبانی جو آپکا پورا واقف تھا۔ معلوم ہوا۔ کہ آپ اس قدر جائیداد بھی نہیں رکھتے ہیں۔ بلکہ مقروض ہیں۔ اب اُسکی تصدیق آپکی ہی تحریر سے ہوگئی کہ اگر ہر ایک کے لئے دو سو روپیہ ماہواری دینا تجویز کروں۔ تو اس قدر روپیہ کہاں سے لاؤں۔

مرزا صاحب! اُس سے لاؤ جس نے آپکو بقول آپکے بنی ناصری اسرائیلی کی طرز پر اصلاح خلق کے لئے مامور کیا ہے۔ قادیاں کے آریہ بھائیوں کی نسبت مینے تہمت نہیں لگائی اور اپنے دعویٰ کا نہایت قوی اور مدلل ثبوت رکھتا ہوں۔ جو براہین الاحمدیہ کے جواب تکذیب براہین الاحمدیہ میں درج ہوکر عنقریب چھپنے والا ہے۔ اور وہ اُنکی خط و کتابت ہے اُن کو تہمت آپنے لگائی ہے۔ کہ اُن کو میں نے کراماتیں بتلائی ہیں۔ جو بالکل صداقت سے خارج امر ہے۔ میں آپکے روبرو بھی آنے کو مستعد تھا۔ مگر ایک لائق آریہ برادر کی زبانی جو آپکی ملاقات کو گیا تھا معلوم ہوا کہ آپ زود رنج اور غصہ ور آدمی ہیں۔ تو خیال گذرا کہ شائد آنکی اس قدر مہربانیوں کو میں برداشت نہ کرسکوں۔ اسواسطے ارادہ ملتوی کیا۔ لالہ شرمپت رائے نے شائد آپکے دعوی کی تکذیب بھی برادر ہند یا ودیا پرکاشک میں کی تھی۔ مگر افسوس کہ مجھے اسوقت اچھی طرح یاد نہیں ہے۔ اور اس میں میری مہربان بھائی باوا نرائن سنگھ جی نے بھی ودیا پرکاشک میں بہت مشرح لکھا ہے العاقل تکفیہ الاشارۃ۔

اور جو باتیں اپنے پہلے خطوں میں تحریر کرچکا ہوں یا جو شہادتیں مذہبی یا عقلی بیان کی گئی ہیں۔ سب کے ثبوت سلسلہ وار میرے پاس موجود ہیں۔ ایک مولوی صاحب ساکن لاہور جو علم دینی و دنیوی و طب میں عمدہ دستگاہ رکھتے ہیں۔ اُنہوں نے بھی آپ کی کراماتوں کی مفصل فہرست پیش کی تھی۔ کہ آپ جاہلوں کے آگے بہت کچھ دسترس رکھتے ہیں۔ چونکہ مجھے تحقیق حق منظور ہے۔ اور بفضل ایزدی چاہتا ہوں کہ اُن لوگوں کو جو راہ راست سے بیخبر ہیں۔ صراط مستقیم یعنی ہدائیت وید مقدس کی تعلیم دوں قرآن و انجیل و توریت و زبور وغیرہ و کتب ہائے ادیان مختلفہ کو بخوبی مطالعہ کیا ہے

Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور دلائل عقلی ونقلی سے انکی بابت بحث کرنیکو موجود ہوں۔ اور میرے اکثر دوست مسلمان جو آپکے براہین احمدیہ کے خریدار ہیں۔ یا جنکو آپ تبرکاً یا کسی اور طور پر کتاب دیتے ہیں بسبب منکر از کرامات ہونے کے وہی لوگ مجھکو آپکی عنایتوں کا مشکور کرتے رہتے ہیں مگر زیادہ طول دینا مجھکو پسند نہیں ہے۔ صرف آخری گذارش ہے۔ کہ اگر در حقیقت وعدے کے سچے اور حق کے محقق اور راستی کے طالب اور اصلاح خلق کے لئے مامور ہو رہے ہیں۔ تو بموجب مضمون میرے پہلے خط کے بحساب دو سو روپیہ کے کل دو ہزار چار سو روپیہ ایک سال کا داخل خزانہ سرکار فرما دیں۔ اور اقرار تحریر کر دیویں کہ ایک سال تک آپکی ہدایت اور آسمانی نشانات و معجزات وغیرہ سے تسلی نہ پا کر آپکے دین کو قبول نہ کروں تو وہ مبلغان مجھکو ملجاویں۔ اور وہ روپیہ تا انقضائے ایک سال کے خزانہ سرکاری میں مکفول رہے۔ اُس کے واپس لینے کا آپکو اختیار نہ ہوگا۔ اگر آپ حضرت قادر مطلق جل شانہٗ کی طرف سے بقول اپنے مامور ہوئے ہیں۔ تو اس اقرار نامہ و ادخال روپیہ سے گریز کیوں فرماتے ہیں۔ جب سانچ کو آنچ نہیں اور آپکو اپنے کراماتی سکہ پر اُمید ہے۔ کہ قلب نہیں ہے۔ تو کل عذر و معذرت وحیلہ جوئی بیکار ہے۔ جب خدا نے پیشگوئی فرمائی۔ اور علاوہ براں آپنے کئی مرتبہ آزمائی۔ تو ہم کو ملزم ولاجواب مغلوب ہی ہونا پڑیگا۔ خدا نے وعدہ آپ سے فرمایا۔ اور آپ ہی وعدہ پورا کرنے سے پہلو تہی فرما رہے ہیں۔ جیسا کہ آپکے خطوطات سے ظاہر ہے۔ پس کس طرح مانا جاوے۔ کہ آئین تخلف کا امکان نہیں ہے۔ جبکہ آپ کو ہی اُسکا کامل امتحان نہیں۔ دعویٰ کرنا اتمام حجت کا اور اشتہار دینا۔ کہ جسروزہ آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا۔ بطغیان ادا کرونگا۔ آپ جیسے کی عقلمندی کو بٹہ لگا رہا ہے۔ بسبب اسی آپکے تخلف وعدہ کے کوئی آریہ بھائی آپکے پاس آنا نہیں چاہتا۔ مکرر سہ مکرر تحریر کرتا ہوں۔ کہ کراماتی زر کے آزمانے کے واسطے اپنی طبع کو محک امتحان بنانا چاہتا ہوں۔ اور ایک سال تک شاگردی اور قادیان کی حاضر باشی صدق دل سے منظور کرتا ہوں۔ اگر اس دفعہ بھی بڑی طول طویل عبارت اور مطلب بیحوالہ۔ یا تو زیادہ خط و کتابت بیفائدہ ہوگی زیادہ نستی

راقم
پنڈت لیکھرام پرچارک آریہ سماج پشاور
از پشاور ۲۹ - اپریل سنہ ۱۸۸۵ء

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

شری مان پنڈت لیکھرام کے اِس خط نے مرزا صاحب کو چونکا دیا۔ اور آپ اپنی پہلی چال سے منحرف ہو کر ایک اور چال چلے۔ یعنی کہ پنڈت جی سے بھی دو ہزار چار سو روپیہ بنک میں جمع کرانے کی شرط لگانی چاہی۔ اور یہ اس لئے کہ اگر باوجود معجزہ وغیرہ دکھانے کے شری پنڈت جی مسلمان نہ ہوئے۔ تو مرزا صاحب ۲۴۰۰ روپیہ خود لے لینگے۔ شری پنڈت جی کو بھی ۲۴۰۰ روپیہ جمع بنک کرانے کی تجویز ایک ایسی تجویز تھی کہ جسپر کوئی بھی سنجیدہ آدمی ہنسے بغیر نہ رہ سکے۔ مگر مرزا صاحب نے شری پنڈت جی کی زبان کو چپ کرانے کا اِس سے بہتر اور کوئی طریقہ نہ دیکھا۔ مرزا صاحب نے جس تحریر میں اپنا یہ مدعا ظاہر کیا۔ ذیل میں درج ہے۔

" مشفقی پنڈت لیکھرام صاحب۔ بعد ما وجب۔ اگرچہ اِس خاکسار نے آپکے اُن خطوط کے جواب میں جن میں آپنے اُن خطوط کے جواب میں جن میں آپ نے قادیاں میں ایکسال ٹھیرنے کی درخواست کی تھی۔ یہ لکھا تھا کہ چوبیس سو روپیہ لینے کی شرط پہ آپ کا ایسی درخواست کرنا آپکی عزت اور حیثیت عرفی کے برخلاف ہے لیکن چونکہ آپ اب تک اِسی بات پہ اصرار کئے جاتے ہیں کہ میں آریہ سماج کے گروہ میں ایک بڑا عزت دار آدمی ہوں۔ اور بزرگوار اور عالی مرتبت ہونے کی وجہ سے تمام آریہ سماجوں میں مشہور و معروف ہوں بلکہ مینے سنا ہے کہ آپنے اپنے اسی دعوی کو بعض اخباروں میں چھپوا کر مجھے بد نام کرنا چاہا ہے۔ اور یہ لکھا ہے۔ کہ جس حالت میں میں ایسا عزت دار آدمی ہوں اور پھر طالب حق۔ تو پھر کیوں مجھے آسمانی نشان کے دکھلانے اور اسلام کی حقیقت مشاہدہ کرانے سے محروم رکھا جاتا ہے۔ اور کیوں چوبیس سو روپیہ دینے کی شرط پر مجھکو قادیاں میں ایک سال تک ٹھیر کر آسمانی نشانوں کے آزمانے کے لئے اجازت نہیں دیجاتی۔ سو آپ پر واضح ہو کہ ہم نے جو آج تک آپکی درخواست منظور کرنے میں توقف کیا۔ تو اُسکی یہی وجہ تھی کہ ہم اپنے خط مطبوعہ میں یہ شرط درج کر چکے ہیں کہ ہمارا مقابلہ عوام الناس سے نہیں ہے بلکہ ہر قوم کے چیدہ اور منتخب اور صاحب عزت لوگوں سے ہے۔ اور ہر چند ہمنے کوشش کی۔ مگر ہمپر یہ ثابت نہیں ہوا۔ کہ آپ اُن معزز اور ذی مرتبت لوگوں میں سے ہیں جو بوجہ حیثیت عرفی اپنی کے دو سو روپیہ ماہواری خرچ پانیکے مستحق ہیں۔ مگر چونکہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آپ کا اصرار اپنے اِس دعوی پر نہایت درجہ تک پہونچ گیا ہی - کہ فی الحقیقت میں ایسا
ہی عزت دار ہوں - اور پشاور سے بمبئی تک جس قدر آریہ سماج ہیں - وہ سب مجھ کو
معتمد اور قوم میں سے ایک بزرگ اور سرگروہ سمجھتے ہیں - اسلئے آپکی طرف لکھا جاتا ہے
کہ اگر آپ سچ مچ ایسے ہی عزت دار ہیں تو ہم آپکی درخواست منظور کر لیتے ہیں - اور
جہاں چاہو چوبیس سو روپیہ جمع کرانے کو تیار اور مستعد ہیں لیکن جیسا کہ آپ شرائط
مندرجہ خطوط سے تجاوز کر کے اپنی پوری تسلی کرنے کے لئے مجھ سے چوبیس سو
روپیہ نقد کسی دوکان یا بنک سرکار میں جمع کرانا چاہتے ہیں تو اس صورت میں
مجھے بھی حق پہونچتا ہے کہ میں بھی آپکے اِس اقرار کو جو بعد دیکھنے کسی آسمانی نشان
کے بالوقت قادیان آپ ہی مسلمان ہو جاؤنگا - آپ ہی کے اعتبار پر چھوڑ دوں - بلکہ
جیسے آپ روپیہ وصول کرنے کے باب میں اپنی پوری پوری تسلی کرینگے - ایسا
ہی میں بھی آپکے مسلمان ہونے کے لئے کوئی ایسی تدبیر کر لوں جس سے
مجھے بھی پورا پورا الیقین اور کامل تسلی ہو جائے - کہ آپ بھی در حالت انکار اسلام
اپنی عہد شکنی کے ضرر سے محفوظ نہیں رہ سکیں گے - سو عدالت کی بات
جس میں میں اور آپ برابر ہیں یہ ہے - کہ ایک طرف یہ خاکسار ۲۴۰۰ روپیہ حسب
نشانہی آپکے کسی جگہ جمع کرا دے - اور ایک طرف آپ بھی اُسی قدر روپیہ حسب
نشانہی اِس عاجز کے بوجہ تاوان انکار اسلام کسی مہاجن کی دوکان پر
رکھوا دیں - تا جسکو خدا تعالے فتح بخشے - اُس کے لئے یہ روپیہ فتح کی ایک
یادگار رہے - یہ تجویز کسی فریق پر ظلم نہیں بلکہ فریقین کے لئے موجب تسلی و
سراسر انصاف ہے - کیونکہ جیسے آپکو یہ اندیشہ ہے کہ آپ بصورت مغلوب ہونے
اِس عاجز کے چوبیس سو روپیہ جبراً وصول نہیں کر سکتے - علیٰ ہذا القیاس مجھے
بھی بعد مغلوب ہونے آپکے آپکو جبراً مسلمان نہیں کر سکتا - سو یہ انتظام حقیقت
میں نہایت عمدہ اور مستحسن ہے - کہ ایک طرف آپ وصول روپیہ کے لئے اپنی
تسلی کریں اور ایک طرف میں بھی ایسا بند و بست کر لوں کہ در حالت عدم قبول
اسلام آپ بھی شکست کے اثر سے خالی نہ جانے پاویں - اور اگر آپ اسلام کے
قبول کرنے میں صادق النیت ہیں - تو آپکو روپیہ جمع کرنے میں کچھ نقصان

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور اندیشہ نہیں کیونکہ جب آپ بصورت مغلوب ہونے کے مسلمان ہو جائینگے
تو ہم کو آپکے روپیہ سے کچھ سروکار نہیں ہوگا۔ بلکہ یہ روپیہ تو صرف اُس حالت
میں بطور تاوان آپ سے لیا جاویگا۔ کہ جب آپ عہد شکنی کر کے اسلام کے
قبول کرنے سے گریز یا رو پوشی اختیار کریں گے۔ سو یہ روپیہ بطور ضمانت آپکی
طرف سے جمع ہوگا۔ اور صرف عہد شکنی کی صورت میں ضبط ہوگا۔ نہ اور کسی حالت
میں۔ رہا یہ امر کہ آپ اِس قدر روپیہ کہاں سے لائینگے۔ تو اِس کا فیصلہ تو آپ ہی
کے اقرار سے ہو گیا جبکہ آپنے اقرار کر لیا۔ کہ میں بڑا عزت دار آدمی اور قوم میں مشہور
و معروف ہوں۔ کیونکہ جس حالت میں آپ اتنے بڑے عزت دار ہیں تو اول یہ روپیہ
آپکے آگے کچھ چیز ہی نہیں۔ بلکہ اس سے بہت زیادہ آپکے دولت خانہ میں جمع
ہوگا۔ اور اگر کسی اتفاق سے آپ پر افلاس طاری ہے تو قوم کے لوگ ایسے
معزز اور سرگروہ سے امداد وغیرہ کے بارے میں کب دریغ کرینگے۔ بلکہ وہ لوگ تو
ہی ہزارہا روپیہ آپکے قدموں پر رکھ دیں گے۔ اور صرف آپکی ایک زبان
کے اشارہ سے روپیوں کا ڈھیر جمع ہو جائیگا۔ خدانخواستہ ایسا کیوں ہونے لگا۔
کہ آریہ سماج کے دولتمند اور ذی مقدرت لوگ آپکو چند روز کے لئے بطور امانت
روپیہ دینے سے انکار کریں اور آپکی دیانتداری اور امانت گذاری میں انکو کلام ہو
کیونکہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ ادنے ادنے آدمی جیسے چوہڑے چمار یا سانسی
اپنی قوم میں کچھ ذرا سا اعتبار رکھتے ہیں۔ وہ بھی اپنی برادری میں اِس قدر
مسلم العزت ہوتے ہیں۔ کہ قوم کے ذی مقدرت لوگ کسی مشکل کے وقت صدہا
روپیہ سے بطور قرضہ وغیرہ اُنکی امداد کرتے ہیں۔ اور آپ تو بقول آپ کے
بڑے ذی عزت آدمی ہیں جنکی عزت سارے آریہ سماجوں میں تسلیم و قبول کی
گئی ہے ماسوائے اِس کے یہ روپیہ صرف کچھ مدت کے لئے امانت کے طور
پر آپکے ہاتھ میں دینگے۔ یہ نہیں کہ وہ روپیہ آپکی نذر کر دیں گے۔ قصہ کوتاہ
یہ کہ آج ہم یہ خط رجسٹری کرا کر آپکی خدمت میں بھیجتے ہیں۔ اور اگر بیس دن
تک آپنے ہمارا جواب نہ بھیجا۔ اور قادیاں میں ایکسال تک ٹھیرنے کے لئے
بات نہ ٹھیرالی۔ اور اِن شرائط کو جو عین انصاف اور حق پرستی پر مبنی ہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قبول نہ کیا۔ تو پھر بعد گذرنے بیس روز کے یہ حال کنارہ کشی آپکا چند اخباروں میں شایع کرا کر لوگوں پر ثابت کیا جاویگا کہ آپ کا ایک سال تک قادیاں میں ٹھیرنے کے لئے مجھ سے دریافت کرنا سراسر لاف و گذاف پر مبنی تھا۔ نہ آپکی نیت صاف و درست تھی۔ نہ آپکی ایسی حیثیت و عزت تھی۔ جس کا آپنے وعدہ کیا تھا۔ اب ہم اس خط کو ختم کرتے ہیں۔ اور مدت مقررہ تک ہر روز آپکے جواب کے منتظر رہیں گے۔ والسلام علی من اتبع الہدی ؁

خاکسار غلام احمد

از قادیان ضلع گورداسپور ۱۷ جولائی ۱۸۸۵ء

مرزا صاحب کے اس خط کی تاریخ سے ہی صاف واضح ہو کہ یہ خط مرزا صاحب کی طرف سے پورے ڈھائی ماہ بعد تحریر کیا گیا۔ مرزا صاحب کا خیال تھا کہ شری پنڈت جی سے بھی بالمقابل ۲۴۰۰ روپیہ مانگنے سے شری پنڈت لیکھرام جی خاموش ہو جاوینگے حالانکہ جو اشتہار آپنے اپنے معجزات دکھانے اور دیگر لوگوں کو ان کا قائل کرانے کے لئے شایع کیا تھا۔ اس میں اس قسم کی قمار بازی کا ذکر تک بھی نہیں ہو۔ اس خط میں مرزا صاحب نے شری پنڈت جی کے قادیاں میں جانے اور وہاں ایک سال تک رہکر مرزا صاحب کے معجزات دیکھنے کو لاف گذاف بتانے کی جس طرح کوشش کی ہے۔ وہ آپکی تحریر سے صاف واضح ہو۔ اڑہائی ماہ کے بعد خط کا جواب دینے اور اپنے جواب میں بالمقابل ۲۴۰۰ روپیہ کی شرط تحریر کرنے سے مرزا صاحب نے جس طرح گریز کرنے کا خیال سوچا تھا۔ وہ بھی مرزا صاحب کی تحریر سے صاف واضح ہو۔ اگرچہ آپنے شری پنڈت جی کو ۲۰ روز تک جواب لکھنے کی مہلت دی تھی۔ اور اس عرصہ کی گذر جانے بعد شری پنڈت جی کی خواہشات دربارہ جانے قادیان کو لاف گذاف پر مبنی بتلا تھا۔ مگر سچائی کے پیارے اور راستی کے دلدادہ شری پنڈت لیکھرام جی نے ۲۰ جولائی کو ہی مندرجہ ذیل خط میں مرزا صاحب کو بحر تفکر میں ڈال دیا۔ شری پنڈت لیکھرام جی نے جو مناسب جواب مرزا صاحب کی مذکورہ بالا تحریر کا دیا وہ یہ ہو

مشفقی جناب مرزا صاحب۔ بعد از شوق ملاقات بموجب خط مورخہ ۱۷ جولائی ۱۸۸۵ء کے لکھا جاتا ہے۔ کہ میرے اور آپ کے خط و کتابت کے سلسلہ کی بنیاد

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

فقط آپکا وہ اشتہار ہے جو آپ نے مطبع مرتضائی لاہور سے بلا تاریخ طبع کرا کر شایع کیا تھا۔ اور جس میں آپ نے نہایت صاف الفاظ میں یہ دعویٰ کیا تھا۔ کہ منجانب اللہ آپکو یہ حکم ہوا ہے۔ کہ سب غیر مذہب والوں کو دین اسلام کی دعوت کریں۔ اور جو کوئی شخص آپ کے پاس ایک سال تک قادیاں میں رہے اور نشان آسمانی و خوارق عادات و صداقت دین اسلام مشاہدہ نہ کرے اور تسلی نہ پاکر مسلمان نہ ہو جاوے۔ تو آپ بمبلغ دو سو روپیہ گے حساب سے کل [illegible] ... دو ہزار چار سو روپیہ بابت سالتمام کے اس شخص کو ہرجانہ یا جسمانہ دیویں گے۔ جسپر مینے معقولیت کے ساتھ آپکی خدمت میں التجا کی تھی کہ میں ایک سال تک آپ کی خدمت میں رہنے کو تیار ہوں۔ بشرطیکہ آپ زر موعودہ امانتاً سرکاری خزانہ میں داخل کر دیویں۔ اب اس ١٧۔ جولائی ١٨٨٥ء کے خط میں آپ ایک نئی حجت پیش کرتے ہیں۔ یعنی یہ کہ دو ہزار چار سو روپیہ میں بھی بالمقابل آپکے امانتاً داخل کر دوں۔ تاکہ اگر آپکے نشان آسمانی یا معجزہ مشاہدہ کر کے اور تسلی پاکر دین اسلام کو قبول نہ کروں تو اس چوبیس سو روپیہ کے جو میں داخل کرونگا۔ آپ مستحق ہوویں۔ صاحب من۔ آپ اپنے عہد مشتہرہ پر کیوں قایم نہ رہے۔ اور کسواسطے آپنے جادہ انصاف سے کنارہ کیا۔ کیا دیندار اور یا راستبازوں کے یہی کام ہوتے ہیں۔ اور زیادہ تر لطف یہ ہے۔ کہ آپ اپنے اس انحراف قطعیہ کو نہایت عمدہ اور مستحسن فرماتے ہیں۔ جزاک اللہ فی الدارین۔ اب انصاف یہ ہے کہ آپ پہلے اس بات کا اشتہار دیدیں۔ کہ جو آپنے اول اشتہار دیا تھا۔ وہ بوجوہ ذیل باطل ہوا (١) اس ١٧۔ جولائی ١٨٨٥ء کے خط میں آپ ٢٤٠٠ روپیہ راقم سے بھی بالمقابل امانت میں داخل کرانا چاہتے ہیں۔ تاکہ اگر باوجود مشاہدہ نشان آسمانی کے اسلام سے انکار کیا جاوے۔ تو وہ امانت داشتہ راقم آپ لے لیویں۔ حالانکہ اشتہار میں بالمقابل روپیہ داخل کرنا شرط نہیں۔ اب برخلاف اس کے لکھتے ہیں۔ اس لئے پہلا اشتہار قایم نہ رہا (٢) جبکہ آپنے معجزہ کا دعویٰ بذریعہ اشتہار کے شایع کیا۔ تو آپ کا یقین نہایت مضبوط ہونا چاہئے تھا کہ ضرور معجزہ دکھا دیں گے۔ اور تاثیر اسکی تیر بہدف ہوگی۔ اور مشاہدہ کنندہ بھی ضرور دین اسلام قبول کریگا۔ کیونکہ معجزہ کے لغوی معنی عاجز کرنے کے ہیں۔ اگر کسی کو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عاجز نہیں کیا۔ تو وہ اعجاز نہیں ہو سکتا۔ اس لئے آپکو اپنے دعوی پر خود ہی شک
پیدا ہوگیا۔ کہ میں آپکے معجزہ سے عاجز نہیں ہو سکتا۔ اور اسلام قبول نہیں کرونگا
اس کے عوض آپنے روپیہ مدخلہ میرے کے لینے کی تمنا کی ہے۔ دروغگو را تا بدر
وازہ باید رسانید۔ آپکے اس ۱۷ جولائی ۱۸۸۵ء کے منشا میں جو آپنے نئی محبت
اٹھائی ہے۔ میں اس کے واسطے بھی حاضر ہوں۔ جسوقت آپ چاہیں چوبیس
سو روپیہ میں داخل کرسکتا ہوں۔ مگر مجھکو آپکے استقلال پر شک ہے۔ اسلئے
اس امر کی بھی صراحت ہونی چاہیئے۔ کہ کونسا النشان آسمانی آپ مجھکو دکھلاوینگے
آسمانی نشان تین ہیں یعنی سورج۔ چاند۔ ستارے ہیں۔ پس علاوہ ان قدرتی نشانات
کے آپ کوئی ذیل کا نشان دکھلا دیں۔ یعنی دوسرا آفتاب جسکا طلوع غرب سے
اور غروب مشرق کو ہو۔ یا شق القمر کا معجزہ جسکا اشارہ حدیث میں ہے۔ اور جو
عقلا کے نزدیک غیر مسلم اور آپکے خیال میں حق ہے۔ پس اگر اسی کو اعادہ کرکے
دوبارہ دکھلا دیں۔ یعنی پورنماشی کی رات کو برخلاف عادت موجودہ چاند کے دو
ٹکڑے ہوجاویں۔ دوسرا چاند کامل اماوس کی رات کو جیسا کہ پورنماشی کو ہوتا ہے
ظہور ہووے۔ ان میں سے کل کو یا جس ایک کو آپ دکھلا سکیں۔ اور تاریخ اور
وقت معجزہ کے دکھلانے کا بھی آپ مقرر کریں تاکہ وہ عوام میں مشتہر کیا جاوے
اور میں سمجھوں گا۔ کہ چوبیس سو روپیہ خرچ کرکے میں نے دنیا کو ایک تماشا دکھلا دیا۔
اگر اب بھی آپنے اس خط کا جواب صاف الفاظ میں بلا حجت بازی کے نہ دیا۔ تو
تصور کیا جاویگا۔ کہ ایسے بے معنیٰ و لغو دعاوی کا وہی باعث ہے۔ جو عام عقل کا
آدمی سمجھ سکتا ہے۔ اور میں بعد اس کے خط وکتابت بند ہوویگی۔ اور چونکہ آپ نے
اس ۱۷ جولائی ۱۸۸۵ء کے خط میں جو طرز تحریر اختیار کی ہے۔ وہ تہذیب سے گری
ہوئی ہے۔ مگر اسکی میں پرواہ نہیں کرتا ہوں۔ بلکہ اسکو بھی اسی کے ذیل میں
سمجھتا ہوں جسمیں آپکے اور دعاوی ہیں اور اس کا باعث بھی وہی ہے۔ جو عام
آدمی سمجھ سکتے ہیں۔ اب میں اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ ست
کا پرکاش اور اسنت کا ناش ہووے۔ جواب اس کا ایک ہفتہ تک آنا چاہیئے۔ ورنہ
بعد ازاں اشاعت کیجاویگی۔　الراقم۔ نیازمند لیکھرام از آریہ سماج امرتسر۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اگر مرزا صاحب کو پہلے سے معلوم ہوتا کہ شری پنڈت لیکھرام جی ۲۴۰۰ روپیہ اپنی طرف سے بھی بنک میں جمع کرنے کے لئے ایسی جلدی تیار ہو جاویں گے تو غالباً اور یقیناً وہ اس شرط کو تحریر میں لانے سے باز رہتے۔ جب مرزا صاحب نے دیکھا کہ پنڈت لیکھرام جی بالمقابل روپیہ جمع کرانے کو بھی تیار ہیں تو آپ بہت حیران ہوئے۔ اور صاف طور پر اسبات کا اقرار کرنے پر مجبور ہوئے۔ کہ اُن کو یہ معلوم نہیں ہے۔ کہ کیا کچھ ظاہر ہوگا جس کا صاف طور پر یہ مطلب تھا کہ شری پنڈت جی مرزا صاحب کا پیچھا چھوڑ دیں۔ مرزا صاحب نے اپنے ان خیالات کا اظہار اپنے اُس خط میں کیا تھا کہ جو اُنہوں نے ۳۱ جولائی ۱۸۸۵ء کو شری پنڈت جی کے خط مورخہ ۲۰ جولائی کے جواب میں روانہ کیا تھا۔ یہ خط شری پنڈت جی نے مطبع آفتاب پنجاب لاہور میں دیا تھا۔ جہاں سے کہ وہ گم ہو گیا اور باوجود تلاش بسیار کے بھی دستیاب نہ ہوا۔ مرزا صاحب کے اِس خط کا ثبوت ساتھ شری پنڈت جی کے اُس خط میں موجود ہے۔ جو کہ شری پنڈت جی نے ۵ اگست ۱۸۸۵ء کو امرتسر سے مرزا صاحب کے نام روانہ کیا۔ شری پنڈت جی کا یہ آخری طویل خط جو کہ مرزا صاحب کے نام روانہ کیا گیا خاص طور پر قابل مطالعہ ہے۔ اِس کے پڑھنے سے صاف پتہ لگتا ہے۔ کہ شری پنڈت جی کس بلا کے آدمی تھے۔ اور کس طرح آپ اِس مقولہ پر کاربند تھے

ع "دروغگو را بدر وازہ باید رسانید" پنڈت جی کا خط مندرجہ ذیل ہے۔

"مشفقی مرزا غلام احمد صاحب۔ بجواب خط مرقومہ ۳۱ جولائی ۱۸۸۵ء آپکے عذرات اور بمقابلہ ہر ایک عذر کے تردید مدلل لکھتا ہوں۔ **عذر اول** پہلے اشتہار میں دو ہزار چار سو دینے کا وعدہ ضرور ہوا ہے۔ مگر پیشگی جمع کر دینے کی شرط نہیں کی تھی۔ چونکہ آپنے میرے وعدہ کو معتبر نہ سمجھا۔ اور یہ زائد شرط لگا لی کہ زر معہودہ کسی بنک سرکاری میں جمع کر دیا جائے۔ اِس صورت میں میرے لئے بھی برخلاف اُس اشتہار کے استحقاق پیدا ہو گیا۔ کہ دو ہزار چار سو روپیہ بالمقابل پیشگی امانت کراؤں

تردید دفعہ ا۔ آپکو واجب تھا کہ پہلے ہی اشتہار میں صاف لفظوں میں شرط باندھتے کہ بطور قمار بازاں کے دو ہزار چار سو روپیہ دو جگہ لگایا جاویگا۔ تاکہ شرائط کی ترمیم و تنسیخ نہ کرنی پڑتی۔ پس یہ سراسر بھول آپکی ہے۔ ورنہ اگر صاف طور پر لکھا ہوتا تو کوئی عام عقل کا آدمی بھی ایسی قمار بازی کا جواب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تک نہ دیتا۔ چہ جائے کہ راقم اِس تکلیف کو گوارا کر آپ سے خط و کتابت کرتا۔ مگر افسوس
کہ آپ بجائے خجالت اُٹھانے اپنی بھول کی حجّت کرتے ہیں۔

دفعہ ۲۔ آپکے وعدہ پر اعتبار نہ کرنیکا یہ سبب ہے کہ اگرچہ مجھ کو ضرور نہیں تھا کہ
آپکی حیثیت کی قلعی کھولی جاوے۔ مگر آپکی بیجا لاف و گذاف و بےبنیاد دعاوی نے
مجبور کر دیا۔ کہ مجملاً آپکی استطاعت کا ضعف بیان کروں۔ کہ آپ نہ کوئی اہلکار نہ
جاگیردار۔ نہ پیشہ خوار نہ تجار نہ حرفت کار۔ نہ کارخانہ دار۔ نہ زمیندار۔ نہ صاحب جائداد
اعلےٰ ہیں۔ ہاں موضع قادیاں جو ایک گانو ہے۔ اُسکی ملکیت زمینداری کے بہت حصہ
داران میں سے ایک حصہ دار ہیں۔ تو ایسی حیثیت عام لوگوں کی ہوتی ہے۔ حیثیت تو یہ اور
لاف و گذاف یہ کہ آٹھ ہزار دو سو چالیس خطوط بطور اشتہار بنام اکثر معزّزان دہیسان و
علماء و فضلاء جاری کر دئے۔ کہ جو شخص ایکسال تک موضع قادیاں میں رہکر کوئی آسمانی
نشان مشاہدہ نہ کرے بحساب دو سو روپیہ ماہوار چار سو بابت ہرجانہ تمام کی پاویگا۔
اِس کا حساب لگا یا تو قریب دو کروڑ روپیہ کے ہوتا ہے۔ اُسپر خرافات یہ کہ اپنی کتاب براہین
احمدیہ کے سرورق پر اپنے اسم مبارک کے القاب میں رئیس اعظم قادیاں دام اقبالہٗ
لکھدیا۔ مزید براں طرّہ یہ کہ جو کوئی اُس کا رد لکھیگا۔ دس ہزار روپیہ انعام پاویگا۔
خیال کرنا چاہئے۔ کہ اِس قدر رقم ایک رئیس سے سو دو سو اشخاص بھی جداگانہ رد لکھیں
گے تو لکھہا روپیہ چاہئے۔ **دفعہ ۳۔** جبکہ آپ ایک ایسی گنج قارون کے
مالک ہیں تو اپنی کتاب کی اشاعت کیواسطے ہندواں اہل اسلام سے بھیکھ کیوں
مانگتے ہیں۔ اور طرفہ تر یہ ہے کہ باوجود دریوزہ گری پانچ سال کے انطباع کتاب کا خرچ
بھی بہم نہ پہونچا سکے۔ **دفعہ ۴۔** سچ تو یہ ہے کہ آپنے اِس لاف زنی سے ایک
ذریعہ معاش کا پیدا کر لیا۔ جیسا کہ پنجابی کی مثال ہے۔ کہ روٹی کھائیے شکر سے دنیا کھائیے
مکر سے،، نظر بحالت مذکورہ جو یہ ہی طرف سے درخواست پیشگی زر بیہودہ کی ہوئی تو
کچھ بیجا نہیں ہے۔ اور نہ کوئی منصف مزاج بیجا کہیگا۔ **دفعہ ۵۔** آپ کا یہ گمان غلط
تھا کہ بسبب سختی شرائط کے آپ کے پاس ایک گانو میں دہقان و دہقان مجہولان
کے ایک سال تک قید بے زنجیر رہنا کوئی آدمی قبول نہ کریگا۔ تو بصورت خاموشی
معترضان کے آپ کا دعوےٰ بطور گری یکطرفہ ثابت ہو جاویگا۔ مگر جبکہ آپکے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ابطال دعویٰ پر بندہ استادہ ہوگیا اور بوجوہ شرط صدر زر معہودہ پیشگی امانت رکھانا چاہا۔ تو آپنے برخلاف اشتہار کے ایک نیا حیلہ اختراع کیا۔ یعنی مجھ سے بھی بالمقابل چوبیس سو مانگا۔ بندہ نے اپنے ارادہ پر ثابت قدمی کر کے اس حیلہ جدید کی راہ سے بھی آپکو بھاگ جانے کی فرصت نہ دی۔ یعنی چوبیس سو جمع کرانا منظور کر لیا۔ پس جبکہ زر مشروط طرفین سے مساوی جمع ہوگا۔ تو شرائط بھی قبول و مساوی طرفین ہونی واجب ہوئیں۔ نظر براں آپکے اس دعویٰ پر کہ نشان آسمانی خوارق عادات مشاہدہ کرا دینگے۔ میری طرف سے نہائت مناسب یہ سوال پیش ہوا۔ کہ آسمانی نشان قدرتی تین قسم کے موجود و مشہور ہیں۔ سورج۔ چاند۔ ستارے۔ انکی نسبت خرق عادت یعنے خلاف قانون قدرت کوئی معجزہ مشاہدہ کرا دیجئے اور معجزہ نمائی کا کوئی وقت تجویز کر کے مشتہر کر دیجئے۔ اس کے جواب ہیں جو عذرات آپنے لکھے ہیں۔ بمقابلہ ہر ایک عذر کے تردید لکھتا ہوں۔ **عذر اول** اخبار سفیر ہند اسی قسم کے نشان کے نشانوں کو قبول کرتے ہیں کہ ستاروں آفتاب مہتاب کے تغیر و تبدل وغیرہ پر مشتمل ہو۔ **تردید** حضرت آپنے اشتہار میں صاف الفاظ میں لکھا ہے۔ کہ اس عاجز کی صحبت میں ایک سال تک رہ کر آسمانی نشانوں کو بچشم خود مشاہدہ کریں۔ تو اگر چاند۔ سورج۔ ستارے موجودہ نشانوں میں خرق عادت نہیں دکھاویں گے۔ یا علاوہ اُن کے دوسرا سورج یا دوسرا چاند یا اعادۂ معجزہ شق القمر نہیں دکھاویں گے۔ تو پھر آسمانی نشان چہ معنی دارد۔ کیا آسمان سے اپنے جھوٹھے دعویٰ پر خاک دھول برساویں گے۔ **عذر دوم** پنڈت صاحب ہمارا کام یہ ہرگز نہیں کہ ہم جس طور سے کوئی شخص زمین و آسمان میں انقلاب پیدا کرنا چاہے اُس طور سے انقلاب کر کے دکھاویں۔ **تردید دفعہ ۱** جبکہ آپ اس قسم کے لائق نہیں تو مشاہدہ نشان آسمانی کا جھوٹا دعویٰ کیوں لکھ مارا۔ چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی۔ آپنے سمجھا ہوگا۔ کہ جس طرح آپ عقل سے کام نہیں لے سکتے سب کا ایسا ہی حال ہوگا۔ اور کوئی نہ پوچھیگا۔ **دفعہ ۲** جبکہ آپنے آسمانی نشانوں کا مشاہدہ کرانا لکھا تو اسی پر بحث لگیگی وہی نشان مانگے گئے۔ اگر زمین کے نشان یا اربعہ عناصر میں سے یا موالید ثلاثہ سے کسی قسم کی چیز پر خرق عادت کا دعویٰ ہوتا تو اُسی پر بحث ہوتی۔ اور اُس کے مطابق سوال کیا جاتا۔ اگر زمین و آسمان کا انقلاب آپ پر ناممکن

Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سمجھتے تھے۔ تو آسمان کا لفظ کیوں لکھا تھا۔ سچ ہے ؎

دروغ آدمی را کند بے فروغ　　نگاہ ہی برادر تو ہرگز دروغ

کراماتوں کے ادعائے بے معنی سے سوائے پشیمانی کے اور کیا نتائج نکلتے ہیں۔

عذر سوم۔ ہم صرف بندۂ مامور ہیں۔ ہمیں کچھ معلوم نہیں کہ خدا تعالےٰ کس طور کا نشان ظاہر کرے گا۔ **تردید دفعہ ۱۔** اس کلمہ سے کہ ہم بندۂ مامور ہیں۔ اور زیادہ تر آپکے اشتہار کی سطر اول و دوم کے مضمون سے صاف ظاہر ہے۔ کہ آپ نے پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے۔ اور حضرت عیسیٰ کا نام مبارک لکھ کر اُن کے برابر آپکو ظاہر کیا ہے۔ اس سے زیادہ دعویٰ نبوت کی کیا صراحت ہونی چاہیئے۔ اس موقعہ پر بیجا نہ ہوگا کہ اگر ہم حضرات علمائے اسلام سے دادخواہی کریں۔ یعنی خاص و عام اہل اسلام پر اظہر من الشمس ہے۔ کہ حضرت رسالت پناہ ختم المرسلین ہیں۔ پس ایسے دعویدار پر تعزیر شرعی کا فتویٰ کیوں نہیں لگاتے۔ کیونکہ دشمن خانگی سخت خرابی لاتے ہیں۔ اور گھر کے بھیدی لنکا ڈھاتے ہیں۔ اور اگر صداقت قرآن شریف و اتمام حجت اسلام کا دعویٰ ہے۔ تو بھی نعوذ باللہ کیا قرآن شریف فی نفسہٖ اپنی صداقت میں مکمل نہیں ہے۔ بہرحال یہ بات بھی خلاف شرع ہے۔ اور نہ کہیں قادیاں میں الہام ربانی اُترنے کا اشارہ پایا جاتا ہے۔ پس یہ عذر گناہ بدتر از گناہ ہے۔ ز ناگفتن شنیدن اختیار است۔

تردید دفعہ ۲ یہ عذر کہ ہم کو معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ کس طور کا نشان ظاہر کریگا۔ نہایت بیجا ہے۔ جبکہ آپ ایک خاص اور اہم کام پر مامور ہو رہے ہیں۔ تو اس کام کے سب اسرار سے آگاہی کیوں نہیں اور جب معلوم نہیں۔ کہ کس طور کا نشان ظاہر ہوگا۔ تو بدون ارشاد الٰہی نشان آسمانی کا دعوے زبانی کیوں لکھ مارا صرف نشان کا لفظ کافی تھا۔ جبکہ آپکے الہام کی بسم اللہ ہی غلط ہے۔ تو آگے کیا کام کریں گے۔ آپ کو واجب تھا۔ کہ وحی آسمانی سے جو آپکے پاس قادیاں میں نازل ہوتی ہے۔ نشان آسمانی کا صحیح صحیح پتہ معلوم کر کے اشتہار میں لکھ دیتے۔ باایں ہمہ واقفی اعلیٰ ترین درجہ نبوت پر مامور کرنا خدائے ہمہ دان کا کام نہیں ہوسکتا بلکہ یا ورائے خدا تعالےٰ کے کسی اور کا کام ہے **عذر چہارم** ہم جانتے اور سمجھتے ہیں کہ نشان اُسی شے کا نام ہے کہ انسانی طاقت سے بالاتر ہو۔ **تردید** ہمنے بھی ایسے ہی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نشان مانگتے تھے جو طاقت انسانی سے بالاتر ہیں فروتر نہیں مانگے۔ مگر اس سے
بھی آپ گریز کر گئے کہ انقلاب زمین و آسمان نہیں ہو سکتا ہے۔ شامل اس تردید
کے عذر دوم کی تردید **دفعہ ۲** بھی مطالعہ کرنی چاہئے۔ **عذر پنجم** "ہمارا دعویٰ
صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالےٰ ضرور ایسا نشان دکھلائیگا جس کے مقابلہ سے
انسانی طاقتیں عاجز ہوں"۔ **تردید** اب آپ نے اپنے دعویٰ کا نصف حصہ چھوڑ دیا کہ
نشان آسمانی سے صرف ایک جزو نشان کا باقی رکھا اور وہ دوسرا حصہ یعنی لفظ
نشان بھی ہے نشان معدوم کر دیا۔ کیونکہ آپکو معلوم ہی نہیں ہے۔ کہ وہ کیا اور
کیسا ہوگا۔ پس بکلی آپکا دعویٰ ٹوٹ گیا۔ شکر ہے۔ کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے۔
عذر ششم "لفظ نشان کو اپنی اصطلاح میں معجزہ قرار دیکر یہ تعریف لکھتے ہو کہ
اس کے مقابلہ سے انسانی طاقتیں عاجز ہوں۔ تو واقعی یہ معنی معجزہ کے رکھتا
ہے کہ مشاہدین فوراً عاجز ہو کر مشاہدہ کرانیوالے پر ایمان لاویں۔ اور دور تک
موثر ہووے۔ غرضیکہ اظہر من الشمس ہونا چاہئے"۔ **تردید** باوجود اپنے مندرجہ بالا
اقرار کے نہ معلوم کہ یہ عذر کیوں پیش کرتے ہو۔ کہ آپکے معجزہ پر اثبات یا نفی کی
رائے دینے کے لئے منصفان مقبولہ طرفین۔ جو فریقین کے مذہب سے الگ
ہوں مقرر ہونے چاہئیں۔ عموماً ظاہر ہے کہ جو کوئی مقدمہ یا کوئی امر مجہول الکیفیت
اور مہمل پیش ہوتا ہے۔ اس کے واسطے ضرورت منصفان کی ہوا کرتی ہے۔ اور وہ
منصفان بھی تیر در تاریکی چلاتے ہیں۔ کیونکہ غیب دانی بشریت سے بعید ہے۔ پس
اگر آپکا معجزہ بھی ایسا ہی مجہول الکیفیت ہوگا۔ تو اپنے گاؤں کے بھیڈ بکری چرانے
والوں کو بتلایا کریں۔ ہم آپکی لاف زنی کے معجزہ کو دیکھ کر خاموش رہنا بہتر سمجھتے
ہیں۔ میں باز آیا محبت سے اٹھاؤ پاندان اپنا۔ مگر آخری اپنا فرض دوستانہ ادا
کرنا بھی واجب جانتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ سچا مذہب جو خدا کی طرف سے عطا کیا گیا ہے اور
جسکی صداقت کی شعاعیں ہمیشہ آفتاب کی طرح جہان کو روشن کر رہی ہیں۔ وہ **آریہ دھرم**
ہے اور وہ کتاب الٰہی جو بالکل مکمل و افضل و معقول ہے۔ اور جسکے احکام ہمیشہ رد و تبدل و
تنسیخ و ناکاملیت سے پاک و مبرا ہیں اور جو اپنی صداقت پر ہمیشہ چوہرہ یعنی چہارگانہ
ثبوت رکھتے ہیں۔ اول وحدانیت۔ دوم قدامت سوم صداقت چہارم کاملیت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وہ وید مقدس ہیں۔ پرم آتما پار برہم سے بلا سفارش و شفاعت غیرے کے ملانیوالا گیان یا عرفان وید مقدس کے سوا کہیں نہیں۔ پس سنبھال نیک نیتی کے دعوت کیجاتی ہے کہ جس طرح اور کئی علماء و فضلاء دین محمدی اچھی طرح سوچ سمجھ کر وید مقدس پر ایمان لائے ہیں۔ آپ کو بھی اگر صراط المستقیم پر چلنے کی دلی تمنا ہے تو صدق دل سے آریہ دھرم کو قبول کرو دامن دل کو تعصب نفسانی سے پاک کرو۔ اگر بوقت پہنچنے اس اطلاع کے توجہ نہ کروگے تو خدا کا مواخذہ آپ پر رہیگا۔ اور حقیقی سرور اور صداقت کے نور سے ابد الاباد تک مقہور و دور ہو گے۔ اور جس قسم کی تسلی روحی دینی یا دنیوی آپ کرنا چاہیں۔ بندہ حاضر و مستعد ہے۔ اور کئی آریہ برادران بھی جن کا کام صداقت کا اعلام اور جہالت کا انہدام ہے۔ حاضر و موجود ہیں۔ خدا آپ کو صداقت حقیقی کے چشمہ سے (جو وید مقدس ہے) سیراب کرے ۵

ما نصیحت بجائے خود کردیم	روزگارے دریں بسر بردیم
گر نیاید بگوش رغبت کس	بر رسولاں بلاغ باشد و بس

راقم لیکھرام از آریہ سماج امرتسر

تحریر ۔۔ اگست ۱۸۸۵ء

شری پنڈت جی کے اس مدلل اور مدلل خط نے مرزا صاحب کے منہ میں ایسی مہر خاموشی لگائی کہ آپ تین ماہ تک کچھ نہ بول سکے۔ جب شری پنڈت لیکھرام جی کو تین ماہ تک کوئی جواب نہ پہنچا تو آپکو تشویش ہوئی کہ کیا معاملہ ہے۔ چنانچہ اس تشویش میں آپنے مرزا صاحب کے نام ایک پوسٹکارڈ بطور یاددہانی روانہ کیا جسکے جواب میں مرزا صاحب نے اپنی مہر خاموشی کو توڑا مگر کچھ لکھنے کی ہمت نہ کر سکے۔ سوائے اس کے کہ شری پنڈت لیکھرام جی کو قادیان میں تشریف لانے کو لکھا۔ چنانچہ شری پنڈت لیکھرام جی قادیان میں تشریف لے گئے۔ اور وہاں دو ماہ تک مقیم رہے۔ شری پنڈت جی کے قادیان میں جانیکا کیا نتیجہ برآمد ہوا۔ اور مرزا صاحب نے شری پنڈت جی کو کیا کیا معجزات دکھائے اس کا پتہ شری پنڈت جی کی اس تحریر سے بخوبی لگتا ہے۔ جو کہ شری پنڈت جی نے تکذیب براہین الاحمدیہ کے خاتمہ پر لکھی ہے۔ چنانچہ وہ ذیل میں حرف بحرف درج کی جاتی ہے۔

"اے ناظرین صداقت قرین! جس قدر مرزا صاحب نے اپنے الہامی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور قرآنی خزانہ سے بے معنی اور خیالی اعتراض کئے تھے۔ اُن کے جواب باصواب اول مرتبہ یکم اکتوبر ۱۸۸۳ء کو روبرو ایک جماعت کثیرہ کے آریہ سماج گورداسپور میں سُنائے گئے تھے۔ (باعث اس کا صرف یہی تھا۔ کہ شاید کتاب دیر سے طبع ہووے) جہاں پر باوجود فاصلہ قریب کے اشتہار ارسال کرنے پر بھی مرزا صاحب مباحثہ کے واسطے تشریف نہ لائے۔

دوسری مرتبہ قادیاں میں جاکر تمام باشندگان قادیاں کو جواب براہین الاحمدیہ کا اول مرزا صاحب کی کتاب سے اعتراض پھر اپنی کتاب سے اور زبانی جواب سُنائے گئے۔ جس سبب سے اُس گرد نواح کا بچہ بچہ انکی مکاری و عیاری سے خبردار ہوگیا۔

قادیاں جانے کے وجوہات ذیل ہیں۔

اول۔ مرزا صاحب نے اشتہار دیا تھا کہ جو آریہ ہمارے پاس آوے۔ اور ایکسال رہے۔ اگر اس عرصہ کے اندر خوارق عادات و کرامات و صداقت دین اسلام کے مشرف نہ ہووے۔ تو ہم اسکو دوسو روپیہ ماہوار کے حساب سے ہرجانہ یا جرمانہ دیویں گے۔

دوم۔ وہاں آریہ سماج بھی نہیں تھا۔ اُس کا قیام بھی اُس نواح میں ضروری جانا گیا۔

چونکہ مرزا صاحب نے جواب معقول دینے سے انکار کیا۔ اِسواسطے نامہ نگار سفر دور دراز کی تکالیف اُٹھا کر قادیان میں گیا۔ اور کامل دو ماہ وہاں رہا۔ نہیں دنوں پرماتما کی کرپا سے آریہ سماج بھی قائم ہوگیا۔ ہر روز وید مقدس کا اُپدیش ہوتا رہا مرزا صاحب کو کسی شرط پر قائم کرانے کے واسطے تین مرتبہ الہامی کوٹھہ (مرزا جی کے بالاخانہ) پر بھی گیا۔ مگر مرزا صاحب کسی شرط پر نہ ٹھہرے۔ ایک دن سے لیکر دو سال تک رہنے کی شرائط کو بھی منظور کیا۔ مگر مرزا صاحب کسی اقرار پر نہ جمے اگر کچھ کرامات کا نام و نشان بھی ہوتا۔ تو ٹھہرتے۔ مگر وہاں تو آسمانی نشان کا نام و نشان ندارد تھا۔ ہاں! خدا کے فضل سے اتنا ضرور ہوا کہ انکی آمدنی کے تمام ناجائز وسایل بند ہوگئے۔ یکوں میں بیٹھکر دور دراز شہروں سے مسافروں کا پیر صاحب کی زیارت کو آنا اور نذریں چڑھانا قطعی مسدود ہوا۔ آخر نوبت باینجا رسید کہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تمام جمع کئے ہوئے سرمایہ کو کھا چکے اور کچھ روپیہ قرض لے کر انبالہ کی طرف ہجرت کر گئے ۵

نہ ہاں زباں سے نکالی بہت قرانی نے
نہ چین جبیں سے آتاری ستم کے بانی نے

ہزار دل جو چھلے کرتا رہا قسم کیساتھ
نہ ایک بھی پورا کیا منکر زبانی نے

دکھا کے ناز کرشمہ جہاں کو پھسلایا
بہت سا لوٹا ہے لوگوں کو قادیانی نے

سبھوں کو دیتا تھا بیٹے پر اسکی بد قسمت
نہ چھوڑا اسکو صحیح حمل کی گرانی نے

نجومی لوگوں کو تبلاتا تھا فلک کی حال
بلا میں ڈالا اُسے قہر آسمانی نے

بڑا جو بول ہے ہر ایک کو گراتا ہے
رلایا مرزا کو بھی اُسکی لن ترانی نے

افسوس اکہ باوجود اس قدر دعاوی کے مرزا صاحب نے کسی کو بھی بپایہ صداقت نہ پہونچایا - اور ہمیشہ عند الاستفسار مکر و فریب کو کام فرمایا - قادیاں کے لوگ بچے سے بوڑھے تک بھی اُنکی حیلہ پر دازیوں اور شعبدہ بازیوں سے آگاہ ہو کر ہمری اس تحریر کے گواہ ہیں -"

شری پنڈت لیکھرام جی نے اپنی مذکورہ بالا تحریر میں صاف طور پر یہ لکھا ہے کہ قادیاں کے سب لوگ اُنکی تحریر کے گواہ ہیں - ممکن ہے کہ بعض لوگ اس تحریر سے کسی قسم کے شک میں پڑ جاویں - اس لئے خاص مرزا غلام احمد صاحب کے بھائی کا وہ اشتہار اس جگہ درج کیا جاتا ہے - کہ جو اُنھوں نے قانونی ہند پریس امرت سر میں چھپوا کر تقسیم کیا جسمیں اُنہوں نے واضح طور پر اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ مرزا صاحب نے شری پنڈت لیکھرام جی مہان آریہ جی پشاوری کیساتھ مناظرہ کرنے میں تساہل کیا ہے - مرزا صاحب کے سگے بھائی سے بڑھکر اور کیا شہادت ہو سکتی ہے - جو اشتہار مرزا صاحب کے بھائی مرزا امام الدین صاحب نے تقسیم کیا وہ حسب ذیل ہے :-

اشتہار صداقت اظہار "تحقیق حق کے واسطے باطل کو چھوڑ کر - چاہتے ہیں ہم کہ توڑ دیں شیشہ فریب کا -

ناظرین پر واضح ہو کہ مرزا غلام احمد صاحب ساکنہ قادیاں ضلع گورداسپور نے یہ دعویٰ کیا ہے - کہ میں مجدد وقت اور ملہم اور صاحب کرامات ہوں - اور حضرت قادر جلشانہ کی طرف سے نبی ناصری اسرائیلی مسیح کے طرز پر کمال مسکینی و فروتنی و غربت و تذلل و تواضع سے اصلاح خلق کے لئے مامور ہوا ہوں - اور میرے حق میں یہ آیت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نازل ہوئی ہے انا انزلناہ قریبا من القادیان بالحق نزل صدقا الله ورسوله وکان معقولا۔ اور ہر وقت یہی وعظ کرتے ہیں کہ میں بہت بزرگ ہوں۔ اور کتاب براہین احمدیہ میری مصنفہ کی امداد مصارف میں مسلمان بھائی جہاں تک ہو سکے توجہ نہ فرماویں۔ بلکہ تعمیر مساجد اور حج اور زکوۃ اور خیرات وغیرہ ضائع اخراجات سے کتاب براہین احمدیہ کی امداد میں جو شخص روپیہ بھیجے۔ اسکو ثواب عظیم اور نجات عقبےٰ حاصل ہوگی۔ اور اپنی اشتہارات میں یہ بھی دعوے کرتے ہیں۔ کہ اگر کوئی شخص میرے الہامات کی صداقت پر بدظن ہو۔ تو اسکو چاہیئے۔ کہ قادیاں میں آکر تحقیق کرے۔ چنانچہ اپنے دعویٰ کی مضبوطی کے لئے چوبیس سو روپیہ ہرجانہ بحالت عدم مشاہدہ الہام دینا مقرر کیا ہے۔ جائے غور ہے۔

اول۔ تو مرزا صاحب کو اپنے مولے کریم پر بھروسہ نہیں ہے۔ کیونکہ اگر ہوتا تو جن شخصوں نے تحقیق کے واسطے درخواستیں کی تھیں۔ اُن سے شرائط کرنے پر ٹال نہ کرتے۔ از انجملہ پنڈت لیکھرام پردھان آریہ سماج پشاور اور منشی ملاوامل سکرٹری آریہ سماج قادیاں جسکو مرزا غلام احمد صاحب نے بھی گواہ الہامات مشہور کیا ہے۔ اور نیز اس طالب صادق نے بارہا خطوط بمراد مشاہدہ نشانات آسمانی بھیجے ہیں جن کا جواب معقول آج تک بجز پہلوتہی اور حیلہ حوالہ کرنے کے لئے نہ دیا بلکہ منشی ملاوامل نے اپنے دلی جوش سے یہاں تک بھی لکھا کہ ایسی کرامت کا میں خواستگار نہیں ہوں۔ جو آپکے نزدیک ناممکن اور قانون قدرت کے برخلاف ہو۔ میں چاہتا ہوں۔ اور اقرار کرتا ہوں کہ آپ خواہ کیسی ادنے کرامت اور خرق عادت کا مشاہدہ کرادیں۔ جو طاقت انسانی اور علوم کی رسائی سے باہر ہو۔ بعد مشاہدہ کے میں آپکی شرط اشتہار کو پورا کرونگا۔ اور عدم ثبوت کی حالت میں ہم ہرجانہ کے خواہاں بھی نہیں ہوتے۔ نہیں معلوم کہ باوجود اس قدر مضبوط دعاوی محققوں کے کس لئے تحقیق نہیں کراتے۔ اور کیونکہ چوبیس سو روپیہ دینے کا دعویٰ کیا تھا۔

دوم یسمی شام لال کو جو مرزا غلام احمد نے روزنامچہ نویس الہامات کا لکھا ہے اُسکی عمر بوقت ملازمت مرزا صاحب کے تقریباً ۱۴ سال کی تھی۔ گو وہ پرلے درجہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کا بیتمیز اور بے سمجھ اور سادہ لوح تھا بلکہ اسوقت بھی سو تک مشکل سے شمار کر سکتا ہے۔ اگر کسی طالب حق و اہل تمیز کو بغرض تحقیق الہامات وغیرہ قادیاں آنے کا اتفاق ہو۔ تو اُن کو ایسے گواہوں کو بچشم خود دیکھنا چاہیئے۔ تاکہ اصلیت حقیقت اسلام ظاہر ہو جاوے۔

سوئم۔ واقعہ ۱۰ اگست ۱۸۸۹ء کو اکثر اہل ہنود و معزز و محقق سکنائے قادیاں متفق ہو کر مرزا صاحب کے پاس گئے۔ اور یہ کہا کہ آپ نے جو اپنے کو تمام ملک میں صاحب الہام و خوارق عادات و کرامات مشہور کیا ہے۔ ہم کو بالکل یقین نہیں۔ سراسر جھوٹھ سمجھتے ہیں۔ اگر آپ دعویٰ خود میں سچے ہیں۔ تو ہم کو بھی تحقیق کرا دیویں۔ اسپر مرزا صاحب نے صاف جواب نہ دیا۔ مگر اپنے دعوے کے بچانے کے واسطے صرف حیلہ سازی میں وقت ٹالنا شروع کیا اور کہا کہ آپ سب اہل تحقیق متفق ہو کر چوبیس سو روپیہ نقد جمع کرو اور اسیقدر ہم بھی کرتے ہیں۔ اگر عرصہ ایک سال میں ہمارے بیس الہامات سے ایک الہام بھی بپایہ صداقت پہونچا۔ تو ہماری حجت قایم ہو جائے گی۔ اور ہم روپیہ لینے کے مستحق ہونگے۔ اس کے جواب میں اہل تحقیق نے کہا۔ کہ ایسے ٹہوسے تو نجومی و رمال بھی بتا سکتے ہیں۔ اور ضرور دس میں سے دو چار پورے بھی ہو جایا کرتے ہیں۔ کیا وہ بھی الہامی ہیں۔ ہم چاہتے ہیں۔ کہ آپ خواہ میعاد دو سال مقرر کر لیں۔ مگر جسقدر آپکو الہام ہوا کریں۔ وہ سب کے سب پورے کر دکھلا دیں۔ اس سے لاجواب ہو گئے۔ اور اصل بات کو اور طرف لے گئے اور یہ نامعقول جواب دیا کہ طالب حق کو چاہیئے۔ کہ مشاہدہ الہام ربانی میں چون و چرا نہ کرے۔ جب اہل تحقیق نے اس پر قناعت کی اور کہا۔ کہ خواہ آپ ایک ہی نشان آسمانی مشاہدہ کرا دیویں۔ مگر بوقت صدور الہام میعاد مقرر کر دیویں۔ کہ فلاں تاریخ یہ الہام ظہور پذیر ہوگا۔ ملہم صاحب نے یہ بھی نہ مانا اور کہا۔ کہ ایسا ہونا امر محال ہے بلکہ مجمع عام میں اکثر الہامات سے (جن کے گواہ حافظ سلطان محمد صاحب امام مسجد وغیرہ لوگ موجود ہیں اور ظہور ان کا اب تک نہیں ہوا) صاف منکر ہو گئے کہ ہم کو الہامات ہوئے ہی نہیں۔

چہارم۔ ابتدائی امداد کی توقع پر ایک اور اشتہار جاری کیا ہے۔ یعنی دس آدمی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہنود حسب منشائے خود جو عین حق کو مرزا صاحب کی خاطرداری اور لحاظ کے واسطے قسمیہ خلاف کہدیویں۔ محققین الہامات قرار دیکر ایک مضمون خود تیار کر کے اُن سب کی العبدات کرائی ہیں۔ اور یہ ظاہر کیا ہے۔ کہ ان شخصوں نے خوفِ خدا اور جوش دلی خیال عقبیٰ سے میرے پاس تحقیق اور آزمائش الہامات کے لئے درخواست کی۔ اور مینے بھی بنظرِ رفاہ عام اُن کا کہنا منظور کرلیا اور قرار پایا ہے کہ بعد مشاہدہ الہامات و خرق عادات کے تبدیل مذہب کی کسی کو قید نہیں۔ مگر بشرط اثبات الہام صداقت الہام کا اقرار کریں۔ اس لئے یہ معاہدہ واسطے آگاہی خاص و عام مشتہر کیا جاتا ہے۔

پنجم۔ اے اہل بصیرت و صاحبانِ تمیز آپ ذرا توجہ فرماکر خیال کریں کہ اول تو مضمون اشتہار مصنف صاحب نے خود تراشا ہے۔ کیونکہ ان سب معاہدین میں سے کسی کو طاقت ایسے مضمون سازی کی نہیں۔ دوم یہ جانتے نہیں کہ الہام کی کیا حقیقت ہے کیونکہ اُن میں سے صرف ایک دو نے کسی زمانہ میں قاعدہ ابتدائی شاید پڑھا تھا اور نہ باقی عموماً ناخواندہ ہیں۔ علاوہ اس کے یہ سب مرزا صاحب کے دست نگر اور خوشامدی ہیں۔ ہاں ان میں سے برعکس خیال مُلہم صاحب نے جس کسی کو توفیق الٰہی شامل حال اور خوف عاقبت دامنگیر ہو کر راست راست بیان کردے۔ تو وہ شخص عاقبت اندیش اور ضداتریں متصور ہوگا۔ بلکہ اس راقم کی پیشگوئی کا ثمرہ سمجھنا چاہئے اور جو طالب حق اور صاحب عقل یہاں قادیاں میں آکر ان بناوٹی اور ناواقف از علم گواہوں کو دیکھے گا۔ اُسپر مُلہم صاحب کی کاریستانی و راست بیانی من وعن ظاہر ہوجاوے گی۔ گو اس کاریستانی سے مصنف صاحب کو اُن کے مریدوں و مشیروں نے ہرچند سمجھایا۔ کہ اس بناوٹی کارروائی سے ضرور خلل عائد ہوگا۔ اور کئی طرح کے شکوک و شبہات پیدا ہوجاویں گے۔ لازم ہے کہ اہل تحقیق و اہل علم سے بھی ایک معزز معتبر آدمی معاہدہ میں شامل کیا جائے۔ مگر مرزا صاحب نے کسی کی نہ مانی۔ کیونکہ وہ تو جانتے ہیں کہ "من آنم کہ من دانم" میر عباس علی شاہ لدھانوی وغیرہ معاونان اُس محکمہ نے امداد براہین احمدیہ میں اس قدر سعی و کوشش کی ہے۔ کہ قطع النظر ترغیب دہی روساء و امداد دلوائیوں کے غریب آدمیوں سے بھی پیسہ پائی تک نہیں چھوڑا۔ اور کئی ایک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بیوہ عورتوں کو ترغیب و تحریک دیکر چھلہ دمڑی کی ڈنڈی تک اوتار لیا ہی - اور یہاں تک کہ طوائیفوں کا مال بھی جسکو قطعی حرام سمجھتے ہیں - براہین احمدیہ کی اشاعت امداد میں حلال و طیب متصور ہوا ہے - خدا معلوم کہ اس متعصب کارروائی کی امداد میں روپیہ دینے سے کس طرح کا ثواب ہوگا -

ششم۔ اہل اسلام و اہل ہنود سکنائے قادیاں و قرب جوار قسمیہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے آج تک کبھی مشاہدہ الہام وغیرہ کا نہیں کیا - اور نہ کبھی کسی الہام کا پایۂ اثبات پہنچا سنا یا دیکھا ہی - اور گو اہالیان مندرجہ کتاب بھی تکذیب اثبات الہامات کی بیان کرتے ہیں - مگر اُن کا باہمی لین دین اُنکی عام اشاعت کا ذرہ ہارج ہی -

ہفتم۔ مسکینی و فروتنی و غربت و تذلل و تواضع کا دعویٰ بھی سراسر خلاف ہی - اگر مسکینی ہوتی تو دس ہزار روپیہ داے اسماء ... کی شرطیں نہ باندھتے اور فروتنی ہوتی تو زود رنج و غصہ ور نہ ہوتے - اور غربت کمو سیطے لازم تھا - کہ تعمیر مکان پر مخلوقات کا روپیہ ضایع نہ کرتے اور چوبارہ سے باہر نکل کر اصلاح خلق پر مستعد ہوتے - تذلل و تواضع کا یہ حال ہے - کہ اکثر سائلوں کو جبر سے نکالا جاتا ہی -

اس لئے بہ نیت خیر اندیشی مخلوقات یہ اشتہار تمام مشتہر کیا جاتا ہی - کہ سب لوگ مطلع ہوکر دھوکہ میں نہ پڑیں - اور جو اس پر زیادہ شوق رکھیں - اُن کو لازم ہی کہ بنظر تحقیق و انصاف آزما دیں - کیونکہ ؎

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر میکنند ٭ چوں بخلوت می روند آں کار دیگر میکنند

غضب ہے اسو تو صاحب درایت ٭ نہیں اثبات کی دیتے روائیت
جو ملہم بن کے دُنیا لوٹ کھائے ٭ کرامت ایک ہرگز نہ دکھائے
جسے تحقیق حق کی جستجو ہو ٭ مخالف بے یقیں کہتے ہیں اُسکو
ہمیں ضد و تعصب سے نہیں کام ٭ فقط چاہتے ہیں ہم تحقیق الہام

المشتہر مرزا امام الدین رئیس قادیان برادر مرزا غلام احمد مصنف بقلم خود
۱۳ - اگست ۱۸۸۵ء

شری پنڈت لیکھرام جی کی جو خط دکتابت مرزا غلام احمد کیساتھ اوپر درج کی گئی ہی - اُس سے معلوم ہوتا ہی کہ شروع ۱۸۸۶ء تک شری پنڈت جی قادیاں میں ہی تھے - اگرچہ وہاں باوجود ہر روز وعید

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پاک کا پرچار کرنے اور مرزا غلام احمد کے دعونکی تردید کرنے اور مرزا صاحب کو تین بار چیلنج کرنے پر بھی مرزا صاحب خمری پنڈت جی کے مقابلہ میں تشریف نہیں لائے۔ اور مرزا صاحب کی اِس حرکت سے پنڈت شری پنڈت جی کو اِس بات کا موقعہ نہیں دیا۔ کہ وہ پبلک طور پر مرزا صاحب کی فضول باتوں کا خاتمہ کر سکیں۔ مگر تاہم یہ بات باعث تسکین ہے۔ کہ شری پنڈت جی کا قادیاں جانا اور وہاں دو ماہ تک ویدک دھرم کا پرچار کرنا کئی پہلوؤں سے مفید ثابت ہوا۔ یعنی ایک تو اُس جگہ آریہ سماج قایم ہو گیا۔ دوسرے لوگوں کو حوصلہ ہوا کہ وہ بھی عام طور پر مرزا صاحب کی چالبازیوں کا کھنڈن کر سکیں۔ چنانچہ اِس جگہ پر اُن دو اشتہاروں کا درج کرنا بڑا ہی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ جو کہ قادیاں کے رہنے والوں کی طرف مرزا غلام احمد کے دعاوں کی تردید میں شایع ہوئے۔ اِن اشتہارات سے صاف پتہ لگتا ہے کہ شری پنڈت لیکھرام کے قادیاں میں جاکر دھرم پرچار سے کس قدر لابھ ہوا ہے۔ دونوں اشتہارات لفظ بلفظ ذیل میں درج ہیں

(۱) **اشتہار واجب الاظہار**

اے ناظرین! ہماری اِس تحریر کو ذرا غور سے پڑھنا اور اِس تحریر کے شایع کرنے سے ہمارا اصلی منشا ہے۔ اُسکو بخوبی سمجھنا۔ شک نہیں کہ انہیں صاحبوں کو ہماری یہ تحریر پسند ہوگی جو راستباز او محقق مزاج ہیں۔ خواہ کسی ملت کے ہوں۔ یہ بھی یاد رہے کہ ہمکو کسی قوم یا خاص کسی شخص کے ساتھ بغض و عداوت نہیں بلکہ ہم اپنے دوست مرزا غلام احمد صاحب کے مقابلہ میں اشتہار شایع کرنا موجب شرم کا سمجھتے ہیں۔ مگر کیا کیا جائے۔ یہ اُنکی ہی ناعاقبت اندیشی کا نتیجہ ہے۔ حقیقت میں ہمارے دل کو اِس اشتہار کے شایع کرنے سے اِس قدر رنج اور تکلیف اور بوجھ ہے۔ جو بجز دانائے حقیقی کے غیر نہ جانتا ہوگا۔ مذکورہ بالافقرات کی تصدیق ذیل کی عبارت سے ہو جائے گی۔ ہمارا مطلب محض راستی کے ظاہر کرنیکا ہے۔ کیونکہ ہم نے معلوم کر لیا ہے۔ کہ ہماری خاموش رہنے سے راستی کا خون ہوا جاتا ہے۔ اور ایک قوم ممتازہ پر مخالف قوم کی طرف سے بزعم خود حجت قایم ہوتی جاتی ہے اِس لئے ایسی نازک موقعہ پر شہادت کا اخفا کرنا یا واقعہ کے برخلاف بیان کرنا سخت گناہ ہے۔ حالت پیش آمدہ دیکھ کر خود ناظرین جان سکتے ہیں کہ ایسے وقت پر شہادت میں پس و پیش کرنا یا خاموش رہنا کبیرہ گناہ نہیں تو اور کیا ہے۔ کیونکہ اُس کا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

صدمہ ایک تو ہم اور گر وہ پیرپہونچتا ہے - نہ واسطہ جان پر - اور سوائے اس کی ہمدردی اور خیرخواہی سے بھی بعید ہے - کیونکہ ایک تو مرزا صاحب اپنے اوقات الہام اور خرق عادت کے دعوی ہیں جسکا ثبوت پہونچانا ایسا محال اور ناممکن ہے جیساکہ غرب سے آفتاب کا طلوع ہونا - صرف کر رہے ہیں - دوسرا لوگوں کو تکلیف دے رہے ہیں کیونکہ دور دراز سے صعوبت سفر اور ہرایک طرح کا حرج اٹھاکر لوگوں کا آنا اور تمناے دلی سے محروم اور نامراد ہوکر واپس جانا کس قدر موجب تکلیف طبیعت حق پسند کا ہوتا ہے - اب ہم اصل مطلب کی طرف رجوع کرتے ہیں تخمیناً مدت بارہ یا چودہ سال تک ہم دونوں کو مرزا غلام احمد صاحب (مولف براہین احمدیہ) سے ملاقات حاصل تھی - اس عرصہ میں شاید ایسا دن کوئی گزرا ہوگا - جو تین چار مرتبہ اُن کے پاس آنا جانا نہ ہوا ہو - خویش و بیگانہ سے کوئی شخص ہم کو اُن کے برابر عزیز نہ تھا - اور ہم اُنکی بہت عزت اور تعظیم کرتے تھے - ہاں وہ بھی ہمیں اپنے عزیزوں سے زیادہ عزیز سمجھتے تھے - قریباً عرصہ چھ سات سال کا ہوا ہوگا یا غالباً وہ وقت تھا - کہ جب بعض اخبار نویس خوشامد پسند وں نے خلیفہ صدیق حسین صاحب بھوپالیہ کو مجددی کا خطاب دیدیا تھا - حکیم محمد شریف صاحب کلانوری (حال وارد امرتسر) نے جو مرزا صاحب کے بڑے دوست ہیں ہم دونوں کے سامنے مرزا صاحب کو یہ صلاح دی یا یوں کہو کہ پٹی پڑھائی یا کسی طرز اور کنایہ سے کہا - جس کا لب لباب یہی تھا - کہ آپ مجددی کا دعوی کریں - کیونکہ اس زمانہ میں بھی کوئی مجدد ہونا چاہئے - معلوم ہوتا ہے کہ حکیم محمد شریف صاحب کی اُسوقت کی گفتگو نے مرزا صاحب کے دل میں بہت سا اثر پیدا کیا جس کا نتیجہ آج ظاہر ہے - حکیم صاحب کا یہ فرمانا ہی تھا - کہ مرزا صاحب نے براہین احمدیہ کا مسودہ بنانا شروع کر دیا - اور اخباروں میں اشتہار دیئے - اور جا بجا خطارِ دانہ کردئے خوابوں کی تعبیر کا شوق ابتدا ہی سے مرزا صاحب کو رہا ہے - یہاں تک کہ خواب نامہ مرزا صاحب کے سرہانے پر بھی رکھا رہتا ہے - اکثر موقعہ آمد و رفت میں ایسا ہوا کرتا تھا کہ مرزا صاحب کی خوابیں سنتا اور اپنی خوابیں سناتا اور تعبیر نامہ سے تعبیر دیکھنا رفتہ رفتہ مرزا صاحب نے مکاشفہ اور الہام اور خرق عادت کا دعوی شروع کیا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Harid...

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جبکہ کچھ مسودہ براہین احمدیہ کا تیار ہوا۔ تو مجھ شرمپت رائے اور ملاوامل پر شہادت الہام کا بہتان لگا دیا۔ اور براہین احمدیہ میں نام چڑھا دیا اور ہم بھی بسبب کسی مصلحت کے آج تک خاموش رہے۔ اور ہماری خاموشی کو مرزا صاحب آج سرمہ چشم آریہ میں شق القمر کے بارہ میں سنداً اور نظیراً پیش کرتے ہیں۔ ہم وہ سند اور نظیر دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اور ہم پر زیادہ کھل گیا کہ اسلام کے پیشواؤں اور پیغمبروں کا یہی قاعدہ چلا آیا ہے۔ جو مرزا صاحب نے اختیار کیا ہے۔ سچ ہے۔ کفر گیرد کاملے ملت شود۔ کاش ایک الہام سے بھی ہماری تسلی کی ہوتی تو بھی ایک بات تھی۔ اور ہم یہ بھی بیان کر دیتے ہیں کہ گواہوں میں نام درج کرنے کے وقت مرزا صاحب نے ہمارے سے بالکل صلاح و مشورہ نہیں کیا۔ ورنہ ہرگز ایسا نہ ہوتا۔ انہوں نے تو رونق کتاب کو مدنظر رکھا یا دل میں یہ خیال کر لیا ہوگا۔ کہ یہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں کیا مکر کھا نہ جانیں گے۔ ؟ اب سب کچھ ناظرین کے آگے دھر دیا ہے۔ خواہ جھوٹے کو گھر تک پہنچائیں۔ مگر اتنا تو ضرور ہوگا کہ صاف باطن اور نیک نہاد الہام اور خرق عادت کے دعویٰ کی حقیقت بخوبی تاڑ جائیں گے۔ اور واضح ہووے کہ شرمپت رائے ہی کی طرف سے ایک رسالہ بعد طبع ہونے سراج منیر کے شائع ہوگا۔ جس میں وید اسلام اور مرزا صاحب کے الہامات کی سب کارروائی درج ہوگی۔

۲۰۔ نومبر ۱۸۸۶ء　المشتہر

ملاوامل از قادیان ضلع گورداسپور　(مطبوعہ چشمۂ نور پریس امرتسر)

(۲) اعلان کا بطلان

جو اشتہار کہ مرزا غلام احمد ساکن قادیان نے ہم لوگوں کی نسبت بدیں مضمون کہ یہ لوگ صدق دل سے مذہب اسلام کی صداقت و الہام و کرامات وغیرہ دیکھنے کے لئے ایک برس تک درخواست کرتے ہیں چھپوا کر مشتہر کیا ہے چونکہ وہ سراپا بے بنیاد ہے۔ اس لئے عام لوگوں کو دھوکھے سے بچنے کے واسطے واضح کیا جاتا ہے۔ کہ ہم میں سے پنڈت بہارا مل و لشنداس و پنڈت نہال چند و سنت رام و فتح چند و پنڈت ہرکرن جن کے نام اس خط میں درج ہیں۔ بالکل علم فارسی و اردو سے محروم مطلق ہیں و بھی رام و تارا چند و بیجا مل۔ و لشنداس و لچھمن داس تھوڑا سا پڑھے ہوئے ہیں اور کوئی ایسا نہیں ہے جو اس خط کے مسادی یا کوئی مضمون سا نگیے یا لکھ سکے۔ یا مرزا صاحب سے اتنی طاقت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بھی نہیں ہے۔ جو اُس مضمون کو بخوبی سمجھ سکیں۔ ہم مضمون کو سمجھنے کے لئے بھی عقل و انٹرینس کی لیاقت درکار ہے۔ وہ مضمون مرزا صاحب کا سراپا خود تراشا ہوا ہے۔ اور ہم کو منت وسماجت سے اپنی چوبارہ یعنی بالاخانہ میں مستغرق ٹھہرا کر ایک کاغذ پر اس مضمون کا دستخط کرالئے کہ جو الہام (الہام) بتلایا جاویگا تم گواہ رہنا ہم کو الہام کے معنے آتے ہیں نہ بتلائے گئے تھے۔ نہ ہم کو وید مقدس کے سوا کسی کتابی الہام یا انسانی الہام پر اعتبار ہے۔ چونکہ اس کو مضمون خط اشتہار اعلان مشہرہ مرزا غلام احمد سے پہلے ہم کو نہیں تھی۔ اب جو ہم نے اس کے مضمون سے بخوبی اطلاع پائی۔ اور اس کے مطالب سے واقفیت حاصل کی تو معلوم ہوا کہ وہ مضمون بالکل مرزا صاحب کا طبعزاد ہے۔ ہم وید مقدس کے سوا کسی اور الہام کے مطالب صادق نہیں۔ چونکہ مرزا صاحب کی کاروائی ہمارے پر سو بخوبی ظاہر ہے اور مرزا صاحب کو نہ ہم کو ایک دم بھر زندگی کا اعتبار ہے۔ اسواسطے ہم بہبود عام پر ایک سوال ہے کہ اس طرح کے خام خیال لگانا اور لوگوں کو دھوکہ دینے کے جال میں پھنسانا ہمیں منظور نہیں آگے مرزا صاحب جانیں اور انکی الہامیات و اخراجات کے الہام جانیں۔ اب ہم سچ کو مار کر ہی میں ڈالنا ہو اور بناوٹی الہام سے دنیاوی کاروبار نکالنا ہو۔ ہم اُسکو مرزا صاحب کے حوالہ کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ پرمیشور اس طرح کے فرضی الہاموں سے سب بھائیوں کو بچا دے۔

العبد پنڈت نہال چند العبد پنڈت بھولا مل العبد منشی رام العبد گنیشی رام بقلم خود

العبد جگن ناتھ برہمن بقلم خود العبد لبھو داس کھتری العبد لبھو رام برہمن العبد فتح چند

کھتری۔ العبد ہرکرن برہمن العبد کھیم داس بقلم خود العبد بیلا رام بقلم خود

(مطبوعہ چشمہ نور پریس امرتسر)

شرمان دھرم ویر پنڈت لیکھرام جی آریہ مسافر کے جیون چرتر کے پہلے حصہ کو ختم کرنے سے پہلے اس اشتہار کو بھی درج کر دینا مناسب ہے۔ کہ جو شری پنڈت جی نے ۲۵۔ اپریل سنہ ۱۸۸۶ء کو چھپوا کر شائع کیا۔ چنانچہ وہ حسب ذیل ہے۔

اشتہار کفر توڑ خدا کے

ناظرین اشتہار اس بات سے بخوبی آگاہ ہونگے۔ کہ ایک شخص مرزا غلام احمد نامی ساکن قصبہ قادیان کے جو ہمیشہ سے اس قسم کی شیخی بگھارتی رہتی ہے کہ الہام و خوارق عادات کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مخفیہ سے ہمیشہ آگاہ کرتا ہے اور انتظام عالم کے سبھی احکام میرے ذریعہ صادر ہوتے ہیں انبیائے بنی اسرائیل سے اپنا رتبہ ہیچ سے کم نہیں جانتے ہیں اور مسلمانان موجودہ و نیکو کاران زمانہ سے اپنا نظیر کسی کو نہیں گردانتے۔ اول آپنے باوجود قرضدار ہونیکے دعویٰ کیا کہ جو کوئی میری کتاب براہین احمدیہ کا جواب دیوے وہ دس ہزار روپیہ کا انعام پاوے۔ مگر وہ تین سو دلیل والی کتاب تخمینہ طور سے سنا گیا ہے۔ کہ باوجود گزر جانے آٹھ نو سال کے ابھی تک مرزا صاحب نے تصنیف نہیں فرمائی اور نہ چھپوائی۔ مگر ہاں اسی دام تذویر کے ذریعہ دس بارہ ہزار روپیہ مسلمانوں سے کما لیا جو مال حرام کا بجائے حرام جانا ضرور ہے کر کچھ تھوڑے دنوں کے عیش و عشرت میں وہ روپیہ اڑا دیا۔ براہین احمدیہ کا جواب تکذیب براہین احمدیہ تیار ہو کر ماہ اکتوبر ۱۸۸۷ء کو گورداسپور میں ان کو سننے کے واسطے بلایا گیا۔ مگر ہٹ دھرمی و عناد نے ان کے دلکو سیاہ کر دیا جس سبب انہوں نے بالکل سننا واجب نہ سمجھا۔ پھر دعویٰ کیا کہ جو شخص ایک سال تک میرے پاس قادیان میں آکر ایک سال تک رہے وہ ضرور آسمانی نشانات معجزات دیکھ کر اسلام سے مشرف ہوگا۔ ورنہ دو سو روپیہ ماہوار کے حساب سے ایک سال کا ہم جرمانہ دیویں گے۔ اسپر اہل ہنود نے خط و کتابت شروع کی جو پچھلے سال آفتاب پنجاب و کوہ نور وغیرہ اخبارات میں طبع ہوتی رہی جس سے ناظرین مرزا صاحب کی اول فریبی بخوبی جان گئے ہونگے۔ لالہ منشی اندرمن صاحب سے بھی انہوں نے یہی حکمت عملی کی اور انکی کسی شرط کو منظور نہ کیا۔ بلکہ ایک جعلی و فرضیانہ اشتہار بطور درخواست ہندوان قادیان سے لکھا کر انکے پاس بھیجا اور اخبار میں چھپوایا جسپر اہل ہنود نے مطلع ہو کر ایک ٹریکٹ اعلان کیفیت قادیان چھپوا کر عام مشتہر کر دیا۔ کہ یہ مرزا صاحب کا سراسر فریب ہے ہم نے منشی اندرمن کو نہیں بلایا۔ پھر مرزا صاحب ایک اور چال چلے یعنی دس ہندوان بعض ناخواندہ کسبائے قادیان کے نام سے ایک درخواست انکے نام لکھوائی کہ ہم طالبان حق ہیں ہم کو آپ آسمانی نشانات بتلادیں اور خود بھی ایک قبالہ سے تحریر کیا کہ ہمیں ہے جو بغوض عشرہ کی درخواست منظور ہوا اور اپنے چند خوشامدیوں کو گواہ لکھکر اعلان چھپوا دیا۔ جس کا رسالہ سراج ہے اہل ہنود نے مطلع ہو کر اعلان کا بطلان چھپوایا جو شائقین کے مطالعہ میں آیا ہوگا۔ اور جسکا علیحدہ ٹریکٹ قادیان کے دس ہندوان کی کاسہ لیسی اور جیہ اسلام کی اقرار پروانہ کی کے نام سے طبع ہو چکا ہے غرضیکہ مرزا صاحب نے ایک سال تک کی شرط کو بھی مسلمانوں کے نہ رہنے کے سبب سے حیلہ و

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وہاں سے چلا آیا۔ اب ایک اور فریب سوچا کہ حضرت کو اِس بنا پر کہ منشی اندرمن صاحب کی وفات و حیات وشادی و غمی کی نسبت الہام ہوئے ہیں۔ مگر وہ بتلاتے نہیں جب تک کہ ہم اُن کو اجازت نہ دیویں منشی اندرمن صاحب کا حال مجھے معلوم نہیں مگر منشی جی نے تحریری اجازت نامہ ارسال کر دیا پھر اب تک کچھ انکشاف نہیں ہوا۔ آخر المآل یہ کہ مرزا صاحب کو کیا الہام ہوتا ہے خیر اسی طرح مرزا صاحب کو یہ بھی ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کو الہام ہوا تھا کہ تمہارے گھر میں ایک لڑکا عمونوایل نام پیغمبری کی صفات والا مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلا کان اللہ نزل من السماء جن کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ عنقریب آتا ہے اسکو مقدس روح دی گئی ہے وہ نور اللہ ہے ایک لڑکا بہت ہی قریب پیدا ہونے والا ہے جو ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ چونکہ اُن دنوں مرزا صاحب کے ہاں حمل کا اشتباہ تھا جس کے حال سے بندہ بھی آگاہ تھا مرزا صاحب نے چونکہ حکیم ہیں ویسا خیال کیا ہوگا۔ اور بظاہر مردم فریبی کو الہام و پیشگوئی و متابعت رسول و بشارت جبرئیل وغیرہ ناموں سے نامزد کر کے چھپوا دیا۔ مگر شہرا بول ہر ایک کے آگے آتا ہے۔ اور جھوٹے دعووں سے ہر ایک دانا پشیمانی اُٹھاتا ہے ؎ ہر کہ گردن بدعوی افرازد۔ خویشتن را بگردن اندازد

آج ایک معتبر رئیس قادیان کے خط سے معلوم ہوا۔ کہ مرزا صاحب کے گھر میں ۱۵ اپریل ۱۸۸۶ء کو بجائے عمونوایل کے عمونوئیلہ دختر انبالہ میں پیدا ہوئی اور مرزا صاحب کو خط بھی آگیا ہے۔ پس اے ناظرین مبارک ہو کہ جھوٹ کا ناش اور ست کا پرکاش ہوا۔ مرزا صاحب کو چاہئے کہ آئندہ ایسے جھوٹے دعووں سے باز آویں اور خدا کے نام پر الزام لگانے سے شرماویں ✤

المشتہر

پنڈت لیکھرام پردھان آریہ سماج پشاور ۲۵۔ اپریل ۱۸۸۶ء

پہلا حصہ ختم ہوا

شریمان دھرم ویر پنڈت لیکھرام جی کے جیون چرتر کا دوسرا حصہ تیار ہو رہا ہے۔ جو بہت جلد شائع ہو کر ناظرین کے ہاتھوں میں پہونچیگا ✤

(مولف)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آریہ سماج کے دس نیم

۱- سب ستیہ ودیا اور ستیہ ودیا سے جو پدارتھ جانے جاتے ہیں۔ اُن سب کا آدی مول پرمیشور ہے۔

۲- ایشور سچدانند سروپ۔ نراکار۔ سروشکتیمان۔ نیایہ کاری۔ دیالو۔ اجنما۔ اننت۔ نروکار۔ انادی۔ انوپم۔ سرو آدھار۔ سرویشور۔ سروویاپک۔ سروانتریامی۔ اجر۔ امر۔ ابھے۔ نت۔ پوتر اور سرشٹی کرتا ہے۔ اسی کی اپاسنا کرنی یوگیہ ہے۔

۳- وید ستیہ ودیاؤں کا پستک ہے۔ وید کا پڑھنا پڑھانا اور سننا سنانا سب آریوں کا پرم دھرم ہے۔

۴- ستیہ کے گرہن کرنے اور استیہ کے چھوڑنے میں سروداُدیت رہنا چاہیئے

۵- سب کام دھرمانوسار ارتھات ستیہ اور استیہ کو وچار کر کرنے چاہیئں۔

۶- سنسار کا اپکار کرنا اس سماج کا مکھیہ اُدیش ہے۔ ارتھات شاریرک آتمک سماجک اُنتی کرنا۔

۷- سب سے پریتی پوروک۔ دھرمانوسار۔ یتھا یوگ برتنا چاہیئے۔

۸- اودیا کا ناش اور ودیا کی وردھی کرنی چاہیئے۔

۹- پرتیک کو اپنی ہی اُنتی سے سنتشٹ نہ رہنا چاہیئے کنتو سب کی اُنتی میں اپنی اُنتی سمجھنی چاہیئے۔

۱۰- سب منشوں کو سروہتکاری سماجک نیم پالنے میں پرتنتر رہنا چاہیئے۔ اور پرتیک ہتکاری نیم میں سب سوتنتر رہیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آریہ مُسافر

آریہ پُرشو! اور رشی دیانند کے مشن کا پرچار کرنیکے دعویدارو! اگر آپ سچ مچ آریہ سماج کو پاک تعا
سے ہمدردی رکھتے ہیں تو شریمان دھرم ویر پنڈت لیکھرام جی آریہ مُسافر کی یادگار بن جا
رسالہ آریہ مُسافر کی سرپرستی قبول فرماویں تاکہ ویدک دھرم کا سندیسہ آپکی معرفت دور دراز
لوگوں تک پہنچ سکے۔ سچائی کے دعویدارو! اگر آپکو ذرا بھی خیال ہو کہ شریمان دھرم
لیکھرام جی شہید نے آریہ سماج اور ویدک دھرم کے لئے کچھ قربانی کی ہے تو آپ اسکی آخر
وصیت کو پورا کرنے کے لئے جو کچھ بھی کر سکتے ہوں کریں۔ دھرم ویر پنڈت لیکھرام جی کی
میں جو بات حرکت کرتی تھی وہ محض یہ تھی کہ لوگوں کو گمراہی کی تاریک غار سے نکال کر روشنی
خطر سڑک پر چلایا جاوے۔ اور خود غرض لوگوں کی خود غرضانہ حرکات کا پردہ فاش کر کے
کو اُن کے خوفناک اور خونخوار پنجہ سے چھڑایا جاوے۔ کون نہیں جانتا۔ کہ دھرم ویر پ
لیکھرام جی ایسے ہی خود غرض لوگوں کی خوفناک اور خونخوار شرارت کا نشانہ بنے
یہ سچ ہے کہ دھرم ویر اب ہم میں موجود نہیں ہے مگر دھرم ویر نے جو پاک کام شروع کیا تھا اُسکو
یا اپنی زندگی میں پورا کرنے کے لئے جاری رکھنا ہمارا فرض ہے۔ اور یہ فرض اس طرح
کیا جا سکتا ہے کہ دھرم ویر کی آخری وصیت کے مطابق تحریر کے کام کو بڑے جوش
جاری رکھا جاوے۔ رسالہ آریہ مُسافر جو دھرم ویر کی اس آخری وصیت کو پورا کر
جاری ہے۔ عرصہ چودہ سال سے اس پاک مقصد کی پورتی میں لگا ہوا ہے۔ اسکی ترقی اشا
میں کوشش کرنا اور اُدھکاریان رسالہ ہذا کی مدد کرنا ایک ایسا کام ہے کہ جو دھرم ویر کے
کی پورتی کا ایک حصہ کہا جا سکتا ہے۔ ضرورت ہے کہ آپ اس رسالہ کی سرپرستی قبول فرما
فرض کو پورا کریں۔ رسالہ مذکور کا حجم ۴۸ صفحہ کا ہے۔ اور سالانہ چندہ عوام سے تین رو
طلباء اور اہل اسلام و غریب اشخاص سے محض دو روپیہ معہ محصول ڈاک ہے۔

کتابت ذیل کے پتہ سے کریں:-

مینیجر رسالہ آریہ مُسافر جالندھر شہر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

Entered in Database

Signature with Date

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar